



ڈاکٹر زکیر حسین انسپری

**DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY**

**JAMIA MILLIA ISLAMIA**

**JAMIA NAGAR**

**NEW DELHI**

Please examine the books before taking it out. You will be responsible for damages to the book discovered while returning it.

# OVERNIGHT COLLECTION

DE DATE

F/Rare

297.61

C

AAZ

Acc. No. 126453

This book must be returned on the next day of issue at 10 a.m. positively failing which the defaulter will be liable to pay a fine of **Rs. 10/-** per day.

Dr. ZAKIR HUSAIN LIBRARY



126453



# خلاصہ فہرست کتاب

(۲) فہرست دیباچہ کتاب

(۱) تفصیل حصص کتاب

(۴) فہرست اسماء اصحاب کہ ذکر شاہ فہمنا وادشہ

(۳) فہرست مستقل تراجم مندرجہ کتاب

## فہرست تراجم ماثر الکلام

دفتر ثانی

## موسوم بہ سرو آزاد

مشتل بر دو فصل

فصل اول در ذکر شعرائے فارسی مشتل بر یک صد و چہل و سہ (۱۲۳) تراجم از

صفو ۱۲ تا صفو ۳۵۱ +

فصل دوم در ذکر شعرائے ہندی مشتل بر ہشت تراجم از صفو ۳۵۱ تا صفو ۴۰۷

از نوعت و حال تالیف کتاب

از شعر کہن و خواندن از آثار و احادیث

بیت آغاز شعر و بشاعری



# فہرست تراجم فصل اول

در ذکر (۱۲۳) شعر فارسی

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء
۱	سماوی - مولانا سماوی استرآبادی	۱۲	۱۵	فقہور - محمد حسین -
۲	فیضی - میا فیضی - شیخ ابو الفیض	۱۵	۱۶	نظام میر نظام دست غیبی شیرازی
	اکبر آبادی		۱۷	مرشد - ملا مرشد یزدجردی -
۳	انیسی - شاملو یو نقلی بیگ	۲۱	۱۸	نرگالی - خوانساری -
۴	نوعی - ملا نوعی خوشانی	۲۲	۱۹	نقی - شیخ علی نقی -
۵	نظیری - مولانا نظیری میثاپوری	۲۲	۲۰	طالب - آملی -
۶	سنجر - میر سنجر خلف میر حیدر	۲۴	۲۱	شفائی - اصفہانی -
	معنائی کاشی -		۲۲	قاسم - قاسم خاں جوینی -
۷	نہرمانی - ملا زمان یزدی -	۲۸	۲۳	شوقی - میر محمد حسین -
۸	نشانی - شانی تکلو -	"	۲۴	فتحی اردستانی -
۹	شکیبی - محمد ضامن خواجہ عبداللہ	۲۹	۲۵	فصیحی -
	صفائی -		۲۶	شاپور طہرانی -
۱۰	مرحبی - آثار رضی اصفہانی -	۳۱	۲۷	اسیر - میرزا جلال بن میرزا
۱۱	ملک - ملا ملک قمی -	"	۲۸	مومن شہرستانی -
۱۲	ظہوری - ملا ظہوری ترشیزی -	۳۳	۲۹	ادائی - میر محمد مومن یزدی -
۱۳	نرکی ہمدانی -	۳۴	۳۰	سعید - نقشبندی یزدی -
۱۴	فریقی - ابوتراب جوشقانی -	۳۷		نظیر - مشہدی -

صفحه	اسماء	نمبر شمار	اسماء	صفحه
۹۴	فراج - ملا فراج الله شونستری -	۴۸	نادم - لاهیجانی -	۵۶
۹۵	احسن - ظفر خاں -	۴۹	سرو سری - کابلی -	۵۷
۹۶	آشنا - عنایت خاں -	۵۰	مطیع - تبریزی -	۵۸
۹۸	صائب - میرزا محمد علی تبریزی -	۵۱	اوجی - نطنزی -	۵۹
	اصفہانی -		مشرقی - میرزا ملک مشہدی -	
۱۰۳	غنی - ملا محمد طاہر اشٹوی کشمیری -	۵۲	منیر - ابوالبرکات لاہوری بن	
۱۰۵	فاطمہ - ہروی -	۵۳	ملا عبد الجبید ملتان	۶۰
۱۰۷	واعظ - میرزا محمد رفیع قزوینی -	۵۴	قدسی - حاجی محمد جان مشہدی	۶۱
۱۰۷	رفیع - میرزا حسن -	۵۵	سلیم - میرزا محمد قلی طرشتی -	۶۳
۱۰۸	فاطمہ - میرزا عرب تبریزی -	۵۶	کلیم - ابوطالب -	۷۷
۲۸۷	سالک - محمد ابراہیم قزوینی -	۵۷	معصوم - میر معصوم	۸۱
۱۰۹	سالک - یزدی -	۵۸	شید -	۸۲
۱۱۰	صیدی - میر صیدی طہرانی -	۵۹	ادھم - میرزا ابراہیم بن میرضی	۸۴
۱۱۱	ماہر - میرزا محمد علی اکبر آبادی	۶۰	الہی - میر الہی -	۸۵
۱۱۲	فتیاض - ملا عبد الرزاق -	۶۱	یحییٰ - میر یحییٰ کاشی -	۸۷
۱۱۳	تجلی - ملا علی رضا روکاتی -	۶۲	انش - میر رضی بن میر ابوتراب	۸۷
۱۱۵	اشرف - ملا محمد سعید -	۶۳	رضوی مشہدی -	۸۷
۱۱۶	سراقہ - میرزا اسعد الدین محمد	۶۴	سبح - حکیم رکن کاشی -	۸۹
۱۱۹	مشہدی -		حاذق - حکیم حاذق بن حکیم	۹۱
۱۲۰	شوکت بخاری (محمد اسحق)	۶۵	ہمام گیلانی -	

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۶۶	قاسم - قاسم دیوانہ مشہدی -	۱۲۲	۸۲	نسبیل - عبداللہ خاں - قطب الملک	۱۵۲
۶۷	طغرل - طاہر اے مشہدی -	۱۲۳	۸۳	امیر الامرا - سید حسین علی	۱۶۳
۶۸	مخلص - (میر احمد کاشانی)	۱۲۵	۸۴	اصف - نواب نظام الملک اصفہانی	۱۶۴
۶۹	موسوی - موسوی خاں میرزا	۱۲۶	۸۵	طاب ثراہ -	۱۶۳
۷۰	میر محمد زمان سہرندی -	۱۲۸	۸۶	افخاب - نواب نظام الدولہ بٹنا	۱۸۲
۷۱	علی - (شیخ ناصر علی سہرندی) -	۱۲۹	۸۷	ناصر جنگ شہید رح	۱۸۲
۷۲	وحید - میرزا محمد طاہر قزوینی -	۱۳۲	۸۸	نصرت - دلاور خاں -	۱۹۶
۷۳	عالی - میرزا محمد شیرازی -	۱۳۶	۸۹	قبول - میرزا عبد الغنی کشمیری	۱۹۷
۷۴	خالص - سپید حسین -	۱۳۹	۹۰	گرامی - میرزا گرامی کشمیری -	۱۹۸
۷۵	بازل - رفیع خاں مشہدی -	۱۴۱	۹۱	گلشن - شیخ سعد اللہ دہلوی	۱۹۸
۷۶	اثر - شفیعائی شیرازی -	۱۴۲	۹۲	قدس سرہ	۱۹۹
۷۷	سر خوش - محمد افضل -	۱۴۳	۹۳	یکتا - احمد یار خاں -	۱۹۹
۷۸	طاہر - انقعات خاں نقہ	۱۴۴	۹۴	شہرت - شیخ حسین شیرازی -	۲۰۱
۷۹	خبار - میرزا ابوتراب -	۱۴۵	۹۵	ثابت - میر محمد افضل آبادی -	۲۰۳
۸۰	واضح - میرزا مبارک اللہ	۱۴۶	۹۶	سراج - میر محمد علی سیالکوٹی -	۲۰۴
۸۱	بیدل - میرزا عبد القادر	۱۴۸	۹۷	آفرین - فقیر اللہ لاہوری -	۲۰۵
	غلام آبادی -		۹۸	روحی - سید جعفر نمبر پوری -	۲۰۷
			۹۹	امید - قزلباش خاں ہمدانی -	۲۰۸
			۱۰۰	نرائل - شیخ محمد فاخر -	۲۱۰
			۱۰۱	افضلی - شیخ محمد ناصر -	۲۱۹

ردیف	اسماء	صفحه	نمبر شمار	اسماء	صفحه
۹	غالب - شیخ اسد الله -	۲۲۰	۱۱۵	شاهدی - میر عبد الواحد حسینی	۲۲۴
۱۰	محمود - مرشد قلی خاں -	۲۲۱		واسطی بلگرامی قدس سره	۲۲۴
۱۱	اقدس - میر رضی شوستری -	۲۲۳	۱۱۶	عشقی - سید برکت الله -	۲۲۸
۱۲	حزین - شیخ محمد علی -	۲۲۵	۱۱۷	ضیاء - حافظ سید ضیاء الله	۲۵۰
۱۳	متین - میرزا عبد الرضا	۲۲۶		بلگرامی قدس سره	۲۵۰
۱۴	صفائی -		۱۱۸	میر طفیل محمد بلگرامی -	۲۵۱
۱۵	آرمن و سراج الدین علیخان	۲۲۷	۱۱۹	واسطی - میر عبد الباقی حسینی	۲۵۳
۱۶	اکبر آبادی			واسطی بلگرامی	۲۵۳
۱۷	مظفر - میرزا جان جان	۲۳۱	۱۲۰	قدس سره -	
۱۸	سلمه الله تعالی			سید علی مصوم مدنی -	۲۸۶
۱۹	دردمند - فقیه صاحب -	۲۳۲	۱۲۱	شاعر - میر سید محمد سله الله تعالی	۲۸۹
۲۰	شاعر - گل محمدی یاب خاں	۲۳۵	۱۲۲	آخرا - میر غلام علی بلگرامی	۲۹۱
۲۱	حزلی - میر عبد الولی -	۲۳۶		قدس سره -	
۲۲	آجرات - میر محمد هاشم -	"	۱۲۳	یوسف - میر محمد یوسف	۳۰۷
۲۳	مرسا - جان میرزا -	۲۳۸		سلمه الله تعالی	۳۰۷
۲۴	ایجاد - میرزا علی نقی -	۲۴۰	۱۲۴	غلام - میر غلام نبی بلگرامی -	۳۱۲
۲۵	افتخار - عبد الوهاب	۲۴۱	۱۲۵	عجیب - سید قریش بلگرامی	۳۱۳
۲۶	دولت آبادی		۱۲۶	پنجاب - میر عظمت الله بلگرامی	۳۱۵
۲۷	امداد - شیخ غلام حسین -	۲۴۳	۱۲۷	فقیر - میر نواز شش علی	۳۲۵
۲۸	ضمیری - شیخ نظام بلگرامی -	۲۴۴		سلمه الله تعالی	

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۱۲۸	غریب - سید کرم اللہ بگرای -	۳۲۷	۱۳۵	واحد - میر عبد الواحد بگرای	۳۲۱
۱۲۹	سید غلام مصطفیٰ بگرای	۳۲۸	۱۳۶	ایما - بندگی سید محمد حسن بگرای	۳۲۵
	قدس سترہ -		۱۳۷	آگاہ - سید علی رضا	۳۲۶
۱۳۰	احمدی - سید احمد بگرای	۳۳۲	۱۳۸	عارف - محمد عارف بگرای -	۳۲۷
۱۳۱	فرد سید اسد اللہ بگرای	۳۳۶	۱۳۹	صانع - نظام الدین احمد بگرای	۳۲۸
۱۳۲	سید عظیم الدین بن سید نجابت بگرای	۳۳۷	۱۴۰	سخنور - شیخ محمد صدیق بگرای	۳۲۹
			۱۴۱	شہین - شیخ غلام حسن بگرای -	۳۵۰
۱۳۳	محب - سید غلام نبی بگرای -	۳۳۸	۱۴۲	واقی - نواز محی الدین بگرای -	"
۱۳۴	قابل - سید عبد اللہ بگرای -	۳۴۰	۱۴۳	محزون - سید برکت اللہ بگرای	۳۵۱

## فہرست تراجم فصل دوم

در ذکر (۸) شعرا کے ہندی بحاشا

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۱	شیخ شاہ محمد بن شیخ معروف فرہی -	۳۵۲	۴	میر عبد الجلیل بگرای نور اللہ فرح	۳۵۹
۲	سید نظام الدین المتخلص بہ مہنایک -	۳۵۶	۵	سید غلام نبی بگرای -	۳۶۱
۳	دیوان سید رحمت اللہ -	۳۵۹	۶	سید برکت اللہ قدس سترہ	۳۶۲
			۷	میر عبد الواحد ذوقی بگرای -	۳۶۶
			۸	محمد عارف بگرای -	"

# فہرست اسماء اصحاب کہ ذکرشان ضمناً وارد شد

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۱	میر عبد السلام مشہدی مدفون	۴۴	۱۰	شیخ محمد یحیٰ	۲۱۱
۲	سواد اورنگ آباد۔	۴۴	۱۱	حاجی افضل	۲۲۴
۳	شیخ علامہ عطفی انسان۔	۷۴	۱۲	میر معصوم	۲۸۶
۴	شیخ جان محمد۔	۷۴	۱۳	میر نظام الدین احمد	۳۵۹
۵	سید صدر جہاں	۹۲	۱۴	دیوان سید بھیکہ	۳۶۲
۶	میرزا محمد علی دانا۔	۱۱۷	۱۵	سید خیر اللہ	۳۶۲
۷	شاہ حمید مجذوب	۱۳۱	۱۶	سید حبیب اللہ	۳۶۳
۸	حافظ محمد اسعد مکی	۱۹۰	۱۷	چنتا من شاعر ہندی	۳۶۵
۹	شاہ ابراہیم	۱۹۷	۱۸	مصدقو اگر شاعر ہندی	۳۷۰
۱۰	شیخ محمد افضل الہ آبادی	۲۱۱	۱۹	♦ ♦ ♦ ♦ ♦	♦

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سرپایه حمد نیاز مبدی که ارواح معانی را با قلوب الفاظ آمیخت و سبعة معلقة  
ملاک را از قدرت آویخت و جواهر صلوات نثار آتی که نقش کلام معجز بر صفحه  
روزگار نشانند و محضر دعوی زبان آوران را به مهر سکوت رساند و اولاد و الاثر ازاد  
له مبادی فن ولایت و اصحاب عالیجناب که مطالع دیوان هدایت اند -

اما بعد عرض می دارد و پاشکسته زاویه گمنامی فقیر غلام علی تخلص به آزاد  
حسینی واسطی بلگرامی که این دلدادۀ زلف سخن و مخلص معنی طرازان نو و کمن پیش  
ازین بخدمت موز و نان سلف و خلف پرداخته و تذکرة الشعراء مسمی به پیر بیضا  
محرر ساخته اما آن نسخه نقش انگاره و تصویر رنگاره بود لهذا بعد فراهم رسیدن برخه  
از مواد رنگ اصلاح رنخته شد و نقش ثانی به از اول برانگخته و چون سخن رسا  
تر از نشۀ شراب و سریع تر از پرتو آفتاب است هر دو دید بیضا دستگاه شهرت  
بهم رساند و جا بجای بر تور و رواج افشاند -

اکنون نظر دقیقه سخن نسخه ثانی را هم نمی تواند پسندید و در میزان اعتبار نمی  
تواند سنجید - طبع نیز رنگ درین شیوه معذور است و شیشه بوقلمون در تلون مجبور که  
چندانکه ملکات می افزاید - ساخته و پرداخته پیشین تقویم پارین به نظر می آید و هرگاه  
تکامل عالم الغیب و الشهادة به اقتضاء مصلحت رنگ می گرداند و خزان نسخ بهم

”بیت پر تو عمر چرغے است کہ در بزم جود پسیم مژدہ بر ہمدنی خاموش است“

الحاصل بعد تالیف یہ مضمینا بخاطر رسید و سر پنچہ حب الوطن و امن دل کشید کہ کتابے در ذکر صاحب کمالان بلگرام صانہ اللہ عن طواریق الایام بہ تحریر در آید۔ و آثار یکہ ورنقاب خفامتواری است جلوہ ظہور نماید۔ نختے بہ تحقیق و تنقیح مطالب پروا ختم۔ و طاؤسان معانی را بگلہ ام عبارت بند ساختم کتابے در پنج فصل صورت بست۔ و شاہدے کہ گرد خیال می گشت برگر کسی نشست نخت قریعہ وحدت انداختم۔ و فصول خمسہ را در مجلد واحد جمع ساختم۔ و گروہے کہ بجلعت جامعیت آراستہ اند۔ و بجوہر حیثیات پیراستہ مثل عرفان طرازی و نکتہ پردازی۔ ہم فصل فقرار سرمایہ طراوت بخشیدند۔ و ہم فصل شعرا را سامان نصارت۔ اما در موضع اول دائرۂ استیعاب بر سطح ورق کشیدم و در موضع ثانی رشتہ حوالہ در انگشت قلم پیچیدم۔

شخصے خواست کہ نقل فصول شعرا بردارد۔ و فصلین فقر و فضلا را واکذار دہد۔ درین صورت حال ارباب حوالہ معلق می ماند و کلام شاعر بے ترجمہ خاطر مودخان را بہ تسلی نمی رساند لہذا کتاب را بدو دفتر تقسیم کردم۔ و تفصیلیان دفتر اول را درین دفتر نیز بر سیل اجمال و استقلال بہ تحریر در آوردم۔

نام دفتر اول مآثر الکرام تارتخ بلگرام است مثل بر دو فصل فقر و فضلا نور اللہ صا جعہم

و نام این دفتر سرو آزاد است نیز محتوی بر دو فصل فصل اول در ذکر صاحب طبعاں فارسی آیدہم اللہ بیوج القدس فصل ثانی در ذکر قافیہ سجان ہندی جزاہم اللہ بجائزۃ الحیر

و برائے شعراء عربی النموذج علیہ بزبان عربی طرح انداختم و فصحا تازی



می رساند که ما شش من: آیه اَوْ نُنْشِئُهَا نَائِبٌ بِخَيْرٍ مِنْهَا اَوْ مِثْلُهَا احکام ساکنان  
 حقیق امکان و فرورفتگان اسفل السافلین نقصان به طریق اولی قابل تبدیل  
 و نیازمند تعدیل تواند شد هر چند نسخ اول ثمره حکمت است و نسخ ثانی نتیجه غفلت  
 الحق تا که مصنف نشسته زندگی در سرو لباس عنصری در بردارد کتاب به انجام  
 نمی تواند رسید و طره گفتگو سرانزد درازی نمی تواند پیچید که بعد از نظر ثانی و ثالث و  
 بهم جز آنقصا نها گل می کند و خارها در خاطر می شکنند بے روزی که مصنف تمام  
 شود و تصنیف نیز رنگ مصنف گیرد و از لب بستنی کار سالها صورت پذیرد۔

آورده اند که رکن قلم و سخندانان عماد کاتب اصفهانی وقتی علم مناقشه افراخت  
 اعتراض بر کلام استاد البغاء قاضی عبد الرحیم نسائی متوجه ساخت قاضی جواب  
 درستی تحریر نمود و باده صافی بر مجلسیان عالم انصاف پیمود و شخص جوابش این که  
 "قَدْ وَفَّقَ لِي شَيْءٌ وَمَا اَدْرِي اَوْفَقَ لَكَ اَمْ لَا وَهُوَ اَنَّ الْاِنْسَانَ لَا يَلْكَئُ شَيْءٌ  
 كَلَّمَ بَا فِي يَوْمِهِ اِلَّا يَقُولُ فِي غَدٍ لَوْ غَيَّرَ هَذَا الْكَانَ اَحْسَنَ وَلَوْ تَرِكَ ذَلِكَ  
 لَكَانَ اَوْلَى وَهَذَا عِبْرَةٌ عَظِيمَةٌ وَحُجَّةٌ مُسْتَقِيمَةٌ عَلَى اسْتِيلَاءِ صِفَةِ النُّقْصَانِ  
 عَلَى طَبِيعَةِ الْاِنْسَانِ"

و من همچنان پیش از تالیف کتاب نظر بر عواقب امور داشته ام و در عنوان  
 نسخ ثانی به خامه اعتذار این عبارت نگاشته :-

«و با آنکه سامان اصلاح چنانچه باید و شاید هنوز بحصول نه پیوسته و صورت این دعا  
 «خاطر خواه نقش نه بسته اما باعث سرعت خامه خوشخرام در طی این مقام آنست که  
 «حیات فانی گری است بر باد چشم بقا از دستوان داشت و پیکر جسمانی جا بے است»  
 «بر آب - کار این دم بنفس دیگر نباید گزاشت»

را با شعراء فارسی مزج نساختم - که فارسی دانان بسیط مطالعة اشعار عربی را دومی  
 گزارند - و کاتبان عجم زبان عرب را به تحریفات از صورت نوعی برمی آرند -  
 و به تقریب مردم بلغرام جمعی دیگر را درین محفل خوانده ام و قوافل سخن را  
 از کجایا تا کجایا رسانده - مؤلفه

این تازه سواد سمره دیدار است      سروایه بینش اودی الاقبصار است  
 هر چند تکلف ندارد اما      چون نقش قرنگ ساده و پرکار است  
 اکنون تاریخ ترتیب کتاب ثبت می نمایم - و نظرها را به نهال سیرابی نصارت  
 می افزایم -

خوشا مشاطه کلک هنرمند      به رخسار ورق مالیده غازه  
 شنو از قمریان غیب تازنخ      نشاند آزاد سمر و سبزه تازه  
 امید از حکماء این فن و حرکت شناسان نبض سخن آنکه اگر خدمت نیازمند پسند  
 افتد - نوشدارو دعا و رحمت نمایند - و اگر سقمی ملاحظه شود - به معجون لطف  
 معالجه فرمایند - **اِنَّ اَجْوَدَ اِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ هُوَ نِعَمُ الْمَوْلَى وَ نِعَمُ الْمُعِينِ**  
**فصل اول** در ذکر صاحب طبعان فارسی آید هُمْ اللهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ -  
 نخستین خامه ز مزمز سرخ شرافت کلام موزون و اصالت این دُر مکنون بیان  
 می سازد و سامعه سخن پرستان را باین حرف دلنشین می نوازد -

ارباب سیر اتفاق دارند که در محفل اقدس رسالت پناهی و رساننده نفاس  
 وحی الهی علیه افضل الصلوات و اتمل التحیات نسیم سخن موزون می وزید  
 و غنچه لعل مبارک با تبسم آشنای گردید و هرگاه خاطر ملکوت ناظر از استماع سخن  
 می کشود مخاطب را به خواندن شعر دیگر و بیهم اشاره می فرمود -  
 و موزونان پائے تحت رسالت را به هجو مشرکان مامور می ساخت و طائفه

معنی طراز ان را به انعام صلات و اقسام عنایات می نواخت خطاب اُھجُوا  
 الْكُفَّاءَ فَإِنَّمَا أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ شَرِّ شَيْءٍ النَّبِيُّ وَنَصَبُ مَنْبَرٍ بِرَأْسِ حَسَنِ  
 بن ثابت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَدَعَا اللَّهُمَّ أَيُّدَهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ وَحَدِيثُ هَذَا  
 حَسَنٌ قَشْفِيٌّ وَاسْتَشْفَى وَعَطَاةٌ شِيرِينَ نام جاریہ بہ حسان رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهُ در وجہ صلہ شعر و انعام برد مبارک بہ کعب بن زہیر در جائزہ قصیدہ  
 بِأَنْتَ سَعَادٌ مشہور است و در کتب معتبرہ سطور۔

و در تفسیر قرطبی آورده قال کعب (بْنِ مَالِكٍ) ۷

جَاءَ السَّخِينَةُ كَيْ تَغَالِبَ رَئِبَهَا وَلِيُغْلِبَنَّ مُغَالِبُ الْعَلَابِ  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود "لَقَدْ مَدَحَكَ اللَّهُ يَا كَعْبُ فِي قَوْلِكَ هَذَا  
 و در روایتی آمدہ کہ حضرت فرمود إِنَّ اللَّهَ لَيَنْسِ ذَلِكْ لَكَ يَعْنِي بَدْرَتِي  
 اللہ تعالیٰ فراموش نکند این شعرے کہ ترا است۔

## حواشی

مراد از سَخِينَةُ نخائے مجھے بروزن سفینہ قریش اند و در اصل سَخِينَةُ طعام است  
 کہ از آرد و روغن ترتیب دہند۔ قریش این طعام را اکثر استعمال مے کردند و مردم  
 دیگر ازین وجہ قریش را طعنہ می زدند تا بحدی کہ نام ایشان سَخِينَةُ افتاد و لیغلبن  
 صیغہ مجهول است و مغالب صیغہ اسم فاعل و عْلَاب صیغہ مبالغہ یعنی آمدند  
 قریش تا غالب شوند پروردگار خود را و ہر آیینہ مغلوب می شود و غلبہ جویندہ بر  
 کسی کہ سخت غالب است یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ۔

و شیخ جلال الدین سیوطی در خصائص کبری روایت می کند کہ  
 نابغه جعدی شعرے در حضور پرنور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم خواندہ  
 فرمود اَجَدَّتْ لَا يَنْقُضُ اللَّهُ فَاكْ يَعْنِي شَعْرِي كَفْتِي نَشْكُدُ خَدَائِي تَعَالَى  
 و نداں ترا۔

عمر نابغه یکصد و چند سال شد و ندانے نہ ریخت۔ و در روایت ہر گاہ  
 و ندانے می افتاد بجائے آن دیگری روئید۔

و بیہقی در دلائل بابے مستقل عقد کردہ و گفتہ بَابُ اخْتِيَارِهِ صَلَّی  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّعْرَ وَ حَدِيثَ طَوِيلٍ آدُرْدَہ از جابر رضی اللہ عنہ  
 حاصل مضمون حدیث آنکہ مردے نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گفت  
 یا رسول اللہ پدر من می خواہد کہ مال بگیرد حضرت فرمود پدر خود را پیش من بیار۔  
 چون پدر او آمد۔ حضرت فرمود پس تو می گوید کہ تو مال اور اے گیری۔ عرض کرد  
 کہ پرس یا رسول اللہ اور اکہ مصرف مال او نیست مگر عمارت و قرابات او۔ آیا  
 صرف نکم آن را بر نفس خود و عیال خود۔ پس نازل شد جبریل علیہ السلام و  
 گفت یا رسول اللہ این شیخ در نفس خود شعرے گفتہ است کہ تا گوش او نرسید  
 یعنی ہنوز از زبان بر نیامدہ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پرسید آیا گفتی در نفس  
 خود شعرے۔ شیخ گفت لَا يَزَالُ يَزِيدُ نَا اللَّهُ تَعَالَى بِكَ بَصِيرَةً وَ يَقِينًا  
 یعنی ہمیشہ افزون کند ما را اللہ تعالی بتو بصیرت و یقین را۔ و ہفت عدد

لہ دلائل النبوة جلد ۲ صفحہ ۱۶۴ و خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۶۶ ہر دو مطبوعہ حیدرآباد دکن۔  
 لہ در نسخہ دلائل بیہقی مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن تفحص نمودہ شد۔ اما این باب  
 حدیث مذکور نظر نہ کیا۔ آرے این روایت مع ہفت عدد ابیات در کتاب سیرۃ محمدیہ مؤلفہ  
 مولوی کریمت علی دہلوی مرحوم مطبوعہ ممبئی صفحہ ۲۲۰ منقول است و صرف ابیات در شیخ حماسہ  
 تبریزی صفحہ ۵۴ مطبوعہ یورپ بمقام بن ۱۸۲۵ ہم موجود است۔

ایاتے کہ گفتہ بود بعض رسانید اولش این است ۵

عَدُوْنَاكَ مَوْلُوْدًا وَعَلَيْكَ يَا فَعَاءُ تَعْلُ بِمَا أَجَبْنِي عَلَيْكَ وَتَنْهَلُ  
 جابر رضی اللہ عنہ گوید فَبِئْسَ الرَّسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ اخَذَ  
 ثَلَاثِينَ أَمْنَةً وَقَالَ لَهُ أَذْهَبَ فَأَنْتَ وَمَا لَكَ إِلَّا بِيكَ يَعْنِي كَرِهْتَ حَضْرَتِ  
 علی اللہ علیہ وسلم از استماع ابیات - پس گرفت گریبان پسر را و فرمود برو - تو  
 مال تو پدر تراست ۵

مسئله تصرف پدر در مال پسر بقدر ضرورت بهمین حدیث ثابت شدہ  
 و در حدیث شریف آمدہ ذِکْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 شِعْرٌ فَقَالَ هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهُ حَسَنٌ وَقَبِيحُهُ قَبِيحٌ - (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۲)  
 و ابن سیرین گفت هَلِ الشِّعْرُ إِلَّا كَلَامٌ لَا يُخَالِفُ سَائِرَ الْكَلَامِ  
 لَا فِي الْفَوَافِي فَحَسَنُهُ حَسَنٌ وَقَبِيحُهُ قَبِيحٌ ۵

مقصود آنکہ شعر فی نفسه مذموم نیست بلکہ حسن و قبح راجع می شود بہ دلیل و  
 دیرین امر خود نظم و نثر مساوی است - و معنی قبح آنست کہ مخالف شرع باشد  
 مثل جحوشتم مسلمانے یا کذبے کہ موجب اضرار باشد نہ کذبے کہ محض برای تحقیر  
 کلام آرند - چہ قصیدہ بانث سعاد فراوان اغاقات دارد و متضمن تغزل با  
 سعاد و تشبیه رضاب بہ شراب است ۵

تَحْلُوْا عَوَاخِرُ خُسُوفِي ظُلُمٍ اِذَا ابْتَسَمْتُ كَاَنَّهُ مِنْهَلٌ بِالرَّاحِ مَعْلُوْلٌ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم این ہمہ را شنید و انکار سے فرمود

و این زیادہ تر آنکہ و اصف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حدیث کانت

عُنُقَهُ جَبِيذٌ دُمِيَّةٌ برای تصویر مدعا گردن مبارک را به گردن تمثال عاج تشبیه داده و آن را مضایقه ندانسته۔

و قفال و صید لانی که از اکابر علما اند گفته اند که کذب شعر کذب نیست زیرا که قصد کاذب تحقیق قول خود است یعنی کذب را صدق و اُمی نماید و قصد شاعر محض تحسین کلام است۔“

از پنج اثبات شد که تخیلات موزونان برای تزیین اشعار و تحلیه بنا است انکار جائز باشد وَ لِلّٰهِ دَسْرُ الْقَائِلِ هـ

هَحْتُ بَانَتْ سَعَادُ ذُو بَكْعِبٍ وَ اَعْلَى كَعْبَةٍ فِي كُلِّ نَادٍ

و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گاہے مثل می زد و بمصراع می فرمود راست ترین کلمه که شاعر گفت کلمه لبید است هـ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ و احیاناً مثل می فرمود باین مصرع هـ وَ يَا ثِيَابَكَ يَا اَخْبَارَ مَنْ لَمْ تَزُودِ

و هر جا در کلام اُمی و حدیث رسالت پناهی ذم شعر و شعر واقع شده باتفاق ائمہ دین در بارهٔ اثر خایان مشرکین است۔

اما نفی تعلیم شعر از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در کرمیه مَاعَلَّمَنَا الشَّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اِزْ بَرَاءِیْ اَنْتَ كَاكَرْ هُتْ صلی اللہ علیہ وسلم فکر شعر شعار خود می ساخت پست فطرتان گمان می بردند که تکلم مبارک به آیات بنیات از جنت سلیقه ربانی است نه سفارت ربانی

و این نکته دلیل است واضح بر براعت ایں صناعت

معتمد احیاناً از ان مرتبه جامع صلی اللہ علیہ وسلم کلام موزون بر سر می

زو۔ از انجمله است هـ

أَنَا الَّذِي لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

وگاہے اصلاح شعرے فرمود۔ سید محمد برزنجی مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ در بعض رسائل خود آورده کہ کعب بن زہیر در بیت

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٍ يُسْتَضَاءُ بِهِ مَهَلَّاتٍ سَيُوفِ اللَّهُ مَسْلُوكِ  
سَيُوفِ الْهِنْدِ گفته بود۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سَيُوفِ اللَّهِ ساخت۔

راقم الحروف گوید ظاہر اسباب اصلاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ لفظ رائد در کلام واقع نشود چه ہند تیغ را گویند کہ مصنوع از آہن ہند باشند قال الجوهري  
الْمُهَنْدُ السَّيْفُ الْمَطْبُوعُ مِنْ حَدِيدِ الْهِنْدِ

شبہ در مدینہ منورہ علیٰ منورِ ہا الصَّلَوةُ وَالتَّحِيَّةُ کتہ ورفضیت کلام  
موزون بر ضمیر این فقیر وارد گردیدہ و آن اینست کہ بخاری روایت می کند ان  
مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةٌ - بر ضائر حکمت پناہان و طبائع دقت دستگاہان ہوید است کہ  
بعضی از شعر یعنی شعرے کہ شرعاً محمود باشد مندرج در مفهوم حکمت است زیرا کہ مفهوم  
شعر انحصار من وجہ از مفهوم حکمت است و مقصود ازین کلام بیان فضیلت شعر است  
پس منرا و آنست کہ مخبر عنہ واقع شود و مقدم در ذکر باشد و حق عبارت این کہ گفته  
شود بَعْضُ الشَّعْرِ حِكْمَةٌ اما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةٌ  
تقدم لفظی را بر اصل خود گذاشت برای اہتمام شان شعر و افادہ حصر و اسلوب معنوی  
را قلب کرد و حکمت را مخبر عنہ ساخت بجمت مبالغہ در مدح شعر یعنی ماہیت حکمت  
بعضی از شعر است و لازم آمد کہ جمیع افراد حکمت بعضی از شعر باشد و مندرج در ان  
کہ اندراج ماہیت مستلزم اندراج جمیع افراد است و خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
از افادہ حصر تقدیم خبر و ایراد کلام با سلوب تاکید چه قدر بر مراتب مبالغہ افزود و

و مدارج تفصیل شعر را تا کجا طے فرمود پس معنی کلام شریف چنین شد کہ ہر آئینہ حکمت نیست مگر بعضی از شعر۔ لطف کلام صاحب جوامع الکلم را صلّی اللہ علیہ و آلہ و سلم باید دریا کہ مبالغہ بہ شعر مناسبت داشت۔ این مناسبت شعرے را در کلامے کہ برائے مدح شعر آردہ رعایت نمود و ستاویزے برائے جواز مبالغہ و تنیکہ مصلحتے شرعی مقتضی باشد افادہ فرمود صلی اللہ علیہ وسلم۔

وطیبی شارح مشکوٰۃ در بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا مے گوید کہ من تبغیضنیہ است و مراد تشبیہ بیان بہ سحر است و حق کلام این کہ گفتمے شود ان بعض البیان کالسحر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قلب کرد و خبر را مبتدا ساخت و اصل را فرع و فرع را اصل گردانید بجهت مبالغہ۔

و ابن ماجہ روایت می کند اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُمَا وَجَدَهَا فهو احق بها یعنی کلمہ حکمت گم شدہ مومن است ہر جا کہ یابد آن را پس او سزاوارتر است بہ اخذ آن۔ و قید ہر جا یابد برای آنست کہ مے باید نظر این کس بہ مقول باشد نہ بہ قائل چنانچہ گفتہ اند اَنْظُرْ اِلَى مَا قَالَا وَلَا تَنْظُرْ اِلَى مَنْ قَالَا و در کفایۃ الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ گوید عبارت عربی حاصلش اینکہ کلمہ

حکمت ضالہ مومن است یعنی مطلوب است او را در کمال مطلوبیت پس لائق بحال مومن اینست کہ بجوید کلمہ حکمت را چنانکہ می جوید کسے گم شدہ خود را۔ این کلام بطریق ارشاد و تعلیم واقع شدہ نہ بطریق اخبار چہ بسا مومن کہ اصلاً طلب ندارند یا بطریق اخبار واقع شدہ بھل مومن بر فرد کامل انتہے و کلمہ حکمت شامل باشد نشود نظم را بجهت عموم لفظ۔ مؤید ثانی است اِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةٌ طرفہ ایکنہ اطلاق کلمہ بر قصیدہ ہم آمدہ۔ و در زمان قدیم شعر عرب ہمین قصیدہ بود۔ قَالَ الْجَوْهَرِيُّ اَلْكَلِمَةُ الْقَصِيدَةُ بِطَوْلِهَا۔



اکنون باید دانست که در حدیث **إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةً** اگر قطع نظر از مبالغه کنند و اصل معنی اخذ نمایند یعنی **بَعْضُ الشَّعْرِ حِكْمَةٌ** حاصل شود بانضمام او با حدیث ثانی شکل اول باین طریق **بَعْضُ الشَّعْرِ كَلِمَةٌ حِكْمَةٌ وَ الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ صَلَٰةُ الْمُؤْمِنِ فَبَعْضُ الشَّعْرِ صَلَٰةُ الْمُؤْمِنِ** - لفظ کلمه در صغری زیادہ کرده شدہ زیر کہ شعر حکمت قوی است و حجت قاطع است در اثبات نتیجہ آنچه مسلم روا می کند کہ گفت شمرید صحابی **رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ** روایف شدم رسول اللہ را صلّی اللہ علیہ وسلم روزے فرمود آیا هست با تو از شعر **امیہ بن الصلت** چیزے - گفتقم هست - فرمود بیا یہ پس خواندم بیتے را کہ خوش آمد حضرت را صلّی اللہ علیہ وسلم و فرمود زیارت کن تا آنکہ من خواندم صدمیت

و ازین حدیث مستفاد شد استحباب طلب شعر محمود کہ نتیجہ شکل اول است و استحباب طلب زیادت و استحباب انشاء شعر - و استحباب طلب از ہر جا کہ باشد چہ **امیہ بن الصلت** کافر بود - و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود **أَمِنَ لِسَانُهُ وَ كَفَرَ قَلْبُهُ** در کتب سیر آمدہ کہ شعراء مدحت طراز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صد و شصت و نہ از رجال و دوازده از نسا بودند و باستثناء کریمہ **إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** سر امتیاز بآسمان می سودند - و همچنین بسیارے از کبراء امت و فصحاء ملت کنوز سر بسطہ عرش را بمفاہیج زبانہا کشودہ اند و نفائس معانی را با سلوب شعرا دانمودہ **رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى** -

و اول کسی کہ جو اہر سخن را در رشتہ نظم کشید و این تحفہ موزون را از خزائنہ غیب بہ قلم و شمشود رسانید آدم علیہ السلام است چون **قابیل** با **ہابیل** را شربت شہاد

چشامید- مرثیه فرزند شهید در سلک نظم کشید از انست

تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَيْهَا      وَوَجْهَ الْأَرْضِ مُغْبَرٌ قَبِيحٌ  
تَغَيَّرَ كُلُّ ذِي طَعِيمٍ وَلَوْنٍ      وَقُلْ بِشَاشَةِ الْوَجْهِ الْمَلِيحِ  
قَوَا أَسْفَى عَلَى هَابِيلَ ابْنِي      قَتِيلًا قَدْ تَضَمَّنَهُ الصَّرِيحُ

ابن اشیر و جم غفیر این ابیات را بآدم اسناد کرده اند و جمیع دیگر انکار نموده اند که انبیاء علیهم الصلوٰۃ والسلام از گفتن شعر معصوم اند-

و در تفسیر معالیه التنزیل از ابن عباس روایت کرده که آدم علیه السلام این مرثیه را با سلوب نثر ادا نمود و بفرزندان وصیت فرمود که همیشه متواتر شوند و برین مصیبت عظمی رقت نمایند- چون به یعرب بن قحطان رسید- از زبان ایشان بدسان عربی ترجمه کرد و موزون گردانید-

امیر خسرو علیه الرحمه فرماید

ما همه در اصل شاعرزاده ایم      دل باین محنت نه از خود داده ایم

و مرز اصائب گوید

آنکه اول شعر گفت آدم سفی الله بود      طبع موزون حجت فرزند می آدم بود

آلش مؤرخین آورده اند که اول کسیکه شعر فارسی گفت بهرام گور است روزی بشکار رفته بود- شیرے را صید کرد و از غایت بشاشت این مصرع بر زبانش گزشت  
منم آن پیل دمان و منم آن شیر لیه

دلارام چنگی که محبوبه او بود و هر سخن که از بهرام سر بر می زد مناسب آن جواب بهم می رسانید- در مقابل گفت منم بهرام تر و پد رت بوجبله

له تفسیر المائده- ۵ آیت ۳۴ صفحه ۲۸۰ جلد ۱ مطبوعه بمبئی و ترجمه فی معاییر اشعار عجم صفحه ۱۶۸ مطبوعه بیروت  
له تذکره دولت شاه سمرقندی صفحه ۲۹ مطبوعه یورپ و ترجمه فی معاییر اشعار عجم صفحه ۱۶۹-

و بعضے نوشتہ اند کہ در عهد عضدالدولہ دہلی درکت بہ تشریرین کہ تا آن وقت سلامت بود۔ این بیت بزبان قدیم نوشتہ یافتند۔

تشریر الگیمان انوشہ ہندی جہان را نگہبان و نوشہ ہندی  
 شہر بر بضم ہا و کسر زای فارسی بمعنی خوب و نیکو و صاحب فرہنگ سروری  
 الفتح ہا گفتہ بروزان صغیر نوشتہ۔ و از اینجا بوسوح می رسد کہ وجود شعر فارسی پیش از زمان  
 اسلام ہم بود۔

صاحب تاریخ صبح صادق نقل می کند کہ اول کسی کہ بعد از ہمام گوردوہ  
 اسلام شعر فارسی گفت عباس مروزی است۔ چون مامون غلبہ بحر و رفت قضیہ  
 در مدح او پرداخت و صلہ جزیل یافت۔ طلعتش ایشست۔

اسے رسانیدہ بدولت فرق خود تا فریقین گسترانیدہ۔ بخود و فضل در عالم بدین  
 بتہ اء خلافت مامون سز ثلث و تسعین و مائتہ (۱۹۳) بودہ است۔

و بعضے نقلی نمودہ اند کہ یعقوب بن لیث صفار کہ در احمدی و خمینی و  
 ثانی (۲۵۱) استیلا یافتہ پسر او روزعب با اطفال جوزمی باخت ہفت جوز بہ گو  
 افتاد و یکے بیرون ماند۔ پسہ نو مید شد۔ اتفاقاً جوز غلطیدہ بہ گو رسید از غایت سرور  
 بر زبان پسر گزشت سے سلطان غلطان ہی رود تالب گوید۔

این کلام ہذا ق یعقوب خوش آمد و با فضلہ در میان آورد۔ بعد از خوش  
 مصراعے از بحر ہزج یافتند و مصراعے و بیتے دیگر نظم ساختہ دو بیتے نام کردند و رفتہ  
 رفتہ رباعی نام شد اما در شعراء عرب تا حال دو بیتے نام دارد۔

و برنخے آوردہ اند کہ ابتداء شعر فارسی در اسلام ابو جعفر سفیدی گفت و

اور صد و سترائے ثالث مآتہ (۳۰۰) بودہ و شعر کے کہ با او نسبت دہند اینست  
 آہو کے کو ہے دردشت چگونہ دودا یارندارد بے یار چگونہ رودا  
 بالجملة تاحد و ثلاث مآتہ (۳۰۰) ہجری شرمز مہ قلیل اندک اندک شعر گفتہ بودند اما  
 کسے بتدوین نپرداختہ تا در عہد سلاطین سامانیہ استاد روو کی ظہور کرد و دیوان شعر  
 ترتیب داد و بمرد و دہور پایہ سخن رسید بجائے کہ رسید

راسم اوراق درین صحیفہ جمعے از قافیہ سخن متاخرین را کہ ابتداء ظہور یا انتہاء  
 وجود ایشان بعد از ہزار (۱۰۰۰) ہجری است برصد بیان مے نشانند و بعد از ان  
 موزونان بلگرام را رونق این انجمن می گردانند تا عرصہ سخن را دستگا ہے ہم رسد  
 و نظر تماشا ئیان را جولا نگا ہے پدید آید۔ و دیوان ہر صاحب سخن کہ بدست اُفتاد و  
 بتقریب انتخاب آن استفادہ دست بہم داد اشعار می رود و جزو غزل و رباعی قسم  
 دیگر کمتر ثبت مے شود۔

اکنون بہ تحریر تراجم روشن طبعان می پردازم۔ و چراغانے ترتیب دادہ چشم بدار  
 را گرم تماشا می سازم۔

## (۱) سحابی - مولانا سحابی استرآبادی

سحاب گوہر پاش اسرار است۔ و آفتاب سرگرم افاضہ انوار در ارشاد تھاتی  
 و معارف بے نظیر اُفتادہ۔ و ارواح معانی را در چارہ عنصر رباعی بروجہ احسن جلوہ دہا  
 مدت سی سال بجا روبر کشی آستان نجف اشرف سعادت جاودانی اندوخت و در ان  
 فرصت قدم از روضہ علیہ بیرون نگذاشت۔ و از حطام دنیا بہ حصیرے دابر یقے  
 فناءت کرد و ہم در ان بقعہ مبارک در صد و ستر و الف (۱۰۱۰) فنا مے صورت  
 با فنا مے معنوی ہم آغوش ساخت۔

صاحب تاریخ صبح صادق نقل مے کند کہ وقتے بکنار آبے رسید - خواست  
 کہ گدرد - پایش فرورفت - با خود گفت این معنی از غلق است و مرا بہیچ چیز  
 جز دیوان شعر و تعلیق نیست دیوان را در آب انداخت و چون بیک صبا بر  
 روسے دریا خرامان بگذشت -

بنقاد ہزار رباعی گفتہ بود از انجمن قریب بیست ہزار کہ در سفاٹن مردم مرقوم  
 بود باقی ماند - وَمِنْ الْفَاسِہِ الشَّقِیَّةِ ۵

بانات بہر صفت گر آیند خوش است	نغمہ بہر آہنگ سر آیند خوش است
از بہر خدا ہیچ عمل ضائع نیست	در خدا زہم در کہ در آہین خوش است
عالم چہ کنی و عالم آرائی را	ہمرا ز گشت یار اسپرائی را
در خانہ اگر ہمز صورت بات	درمان نکنند در دتہائی را
بہ خود و مدح و ذم سنے باید زد	بیرون از حد قدم سنے باید زد
عالم ہمہ آئینہ حسن ازلی است	مے باید دید دم سنے باید زد
آنانکہ با صل کار نیکو بینند	کار این سو برای آن سو بینند
ز انگوٹہ کردی جامہ را خیا طان	این رود و زند حسن آن رو بینند

## (۲) فیضی و فیاضی شیخ ابو الفیض اکبر آبادی

طوطی ہند سخن گستری است - و ملک الشعراء در گاہ اکبری - در طبقہ سلاطین  
 نیمو یہ ہند اول کسیکہ بخطاب ملک الشعرائی تحصیل مباہات نمود - غرض الی مشہدی  
 است کہ از پیشگاہ اکبر بادشاہ باین خطاب نامور گردید - و بعد میدان اواز صحرا  
 فنا بہ غرار بقا شیخ فیضی باین لقب بلند آوازہ گشت و در عہد جہانگیر بادشاہ  
 طالب آملی و در زمان صاحبقران شاہ جہان آقا اللہ بڑھانہ ابو طالب

حکیم همدانی باین خطاب سکه تفاحه در آفاق زدند -

و بر مقتضای اخبار موزونان روزگار هویدا است که از شعراء ولایت ایران  
و توران کسانی که بمذاحی سلاطین و امراء هند پرداخته و قسم اند قسم اول  
جمعی که از اوطان خود بگلگشت هند شتافته اند - و صحبت ممدوحان دریافته مثل حکیم  
روحانی سمرقندی صاحب تاریخ صاج صادق گوید که سلطان شمس الدین  
ایبکش دلی دله در سنه ثلث و عشرين و ستمائة (۷۲۳) قمری متعصب و کرم  
و گرفت پس بمند و رفت و استیلا یافت - حکیم روحانی سمرقندی در آن  
آوان از منجاریا بخدمت او پیوست و تصدیقه بعضی رسانید و صله جزیل یافت  
مطلعش این است -

خبر به اهل سما برسد جبرئیل امین ز فتیانه سلطان عصر شمس الدین

و مثل بدر چاچی که در پایان عمر بهند خراسان مشمول فراوان عنایت و رعایت  
سلطان محمد تغلق شاه گردید و به نذر زمان مخاطب گشت - دیوانش بین الجمهور مشهور  
است - طور خاصه دارد و تشبیه کنایت اکثر بکاری برد و مثل شیخ آفری اسفندی  
که بعد تحصیل زیارت حرمین مکرمین شرفها الله تعالی بسیر بهند شتافت و با سلطان محمد  
نمیه زیارات اصلی خضر خاں فرمانرواست دلی برخورد و از انجا رو برگرد آورد  
سلطان احمد شاه بهمنی با عزاد و اکرام پیش آمد - اتفاقاً سلطان در آن ایام  
شهر سیدر بنیادی کرد و دارالاماره در کمال شکوه طرح انداخت شعراء پایه تخت  
کتبه عمارت بنظم آوردند - شیخ آفری هم چند بیت موزون ساخت - از انجمله  
است این دو بیت -

حبذا قصر مشید که ز فرط عظمت آسمان پایه از سده ابن درگاه است

آسمان هم نتوان گفت که ترک ادب است      قهر سلطان جهان احمد بهمن شاه است

سلطان در وجه صلح دوازده هزار بسته قماش عنایت نمود شیخ گفت از تحل عطایا که  
 از مطایا کند - سلطان بیست هزار تن که دیگر وجه گرایه راه رعایت فرمود شیخ با حال  
 و انتقال بخراسان عطف عنان نمود و مثل شهید می قمی که بعد فوت سلطان  
 یعقوب پدید آمدند هجرت برگزید و در دکن و گجرات زندگانی بسر برد - صاحب تاریخ  
 دشت گوید که چون اسماعیل عادل شاه در سنه ست و ثلاثین و تسعمائة (۹۳۶) قمری  
 بیدرمنج ساجست و خزان را بکلید سخاوت بر روی خلایق باز کرد - مولانا  
 شهید می قمی که از کمال شهرت از تعریف مستحی است در آن مدت از خطه گجرات  
 آمد بود - و بواسطه سمت شاعری کمال تقرب نزد سلطان پیدا کرد - سلطان حکم  
 فرمود که بخراسان رفته آن قدر زر احمر که حملش مقدور باشد بردارد - چون مولانا  
 از پنج سفر فی الجمله ضعف و ناتوانی داشت بعرض رسانید که روزی که از گجرات  
 متوجه این درگاه می شدم دو چندان این قوت داشتم چه باشد که بعد از چند روز  
 که آن توانائی عود نماید برین خدمت روح پرور سرافراز شوم - سلطان سخنان پرور  
 نموده گزالب به بنتم شیرین کرده گفت نشنیده که کافرانست در تاخیر و طالب رازیان  
 دارد - باید که دو دفعه بخزان رفته آنچه از دست بر آید تقصیر نکنی - و وقت فرصت  
 غنیمت شماری - چون این حکم عین مدعا سے مولانا بود شگفته و خندان از مجلس  
 برخاسته دو کرت بخزان شتافت و همپا نهامے بیست و پنج هزار هون طلا بیرون  
 آورد - چون خازن این خبر بسمع با و شاه رسانید - فرمود مولانا راست می گفت  
 که من قوت ندارم - و نزاکت این کلام برابر باب ادراک واضح و روشن است

تاریخ فرشته جلد اول صفحه ۶۲۷ مطبوعه ممبئی و تذکره دولت شاه صفحه ۴۰۰ مطبوعه یورپ -

تاریخ فرشته جلد دوم صفحه ۳۴ مطبوعه ممبئی -

کہ ہم جانب خوش طبعی منظور است و ہم جانب بہت - قسم ثانی - جمعے کہ قدم سعی باین  
دیار نرسودہ اند۔ و غائبانہ تحفہ گرا نمایہ مدح ارسال نمودہ - مثل خواجہ حافظ شیرازی  
قدس سرہ کہ بدرگاہ سلطان غیاث الدین والی بنگالہ غور سے فرستاد - این دومیت ازان  
است

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند      زیر قند پارسی کہ ب بنگالہ سے رود  
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث دین      غافل مشو کہ کار تو از نالہ سے رود  
دشمل عارف جامی قدس سرہ کہ اور ابانک التجار خواجہ محمود گکوان امیر الامراء  
سلطان محمد شاہ بہمنی والی وکن ارتباط خاص بود و ارمان مداح ارسال  
می فرمود - از انجکہ قصیدہ الیت کہ یک بیتش این است

ہم جہان را خواجہ و ہم فقر را دیباچہ است      رہبر الفق است لیکن تحت استار لغنا  
و در خاتمہ غور سے می فرماید

جامی اشعار دلاویز تو بے بسی است لطیف      بوش از حسن ادالہ معانی تارش  
ہمرہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد      شرف مہر قبول از ملک التجار ش  
امادہ محمد اکبر بادشاہ عدد ہر دو قسم ہی کثرت رسید - و بازار ہر دو گردہ ہشتا  
گرم گردید - طائفہ اولی عیان اند - مستغنی از اطالت بیان - و طائفہ ثانی را شیخ  
ابوالفضل در آئین اکبری بیان می کند و می گوید :-

و د آنا کہ سعادت بار نیافتند و از دور دستہا گیتی خداوند را شنا گزاردند پس انہو چون تقاسم  
" گونا بادی فیسمیری سپاہانی - و ششی یافتی - محشم کاشی - ملک قمی - ظہوری ترشی  
در شکی ہمدانی - ولی دشت بیاضی - نیکی نظیری - صبری اردستانی - فکاری  
در اسفرائی - میر حضور قمی - قاضی نور سپاہانی - صفائی یمنی - طوفی تبریزی -



# راز جلد ثانی شیخ علی نقی کمره قصیده سی و پنج بیت در ستایش شیخ فیضی

پیراخته و از صفایان پند روان ساخته ازان است

مرا فکند بر نظم امورم پر تو فیضی      ابو الفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیر من  
 نظیر ندوه پیشینان حقه طبر الدین      امیر زبده ایل زمان حق امیر من  
 اگر هستم مجیر در سخن او هست خاقانی      و گر من منجیرم آستان او مجیر من  
 کیم با او رسد در شاعری و نحو و کجی      که در این خانقاهم من مرید او پیر من  
 زمین هند با قرب درش نعم النعم دل      هوای غلده و راز نظرش لبس المصیر من  
 شیخ فیضی را وقت سفارت بر بان شاد وانی احمد نگریا ملک قمی  
 و ملا ظهوری تر شیرازی ملاقات واقع شد و صحبت گری افتاد - بعد معاودت از  
 جانبین ابواب محبت نامها مفتوح بود

ملا ظهوری شریطیف در مدح شیخ فیضی بقلم آورده - حکیم عین الملک  
 شیرازی مکتوبات شیخ جمع نموده و در خاتمه مکتوبات - شریذ کور مندرج ساخته -

مرکز اصحاب علیه الرحمة و را بخوبی یاد می کند و می فرماید  
 این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت      در دیده ام خلیده و در دل شسته  
 احوال شیخ فیضی تفصیلاً در فصل ثانی از دفتر اول پیرایه بیان پوشیده اینجا آنچه  
 مناسب منصب شاعری است سمت گذارش می یابد -

نامش ابو الفیض است - سالما فیضی تخلص کرد - آخر فیاضی فرار داد و اشعار  
 باین معنی می نماید

زین پیش که سگد ام سخن بود      فیضی رقم نگین من بود  
 اکنون که شدم به عشق متراض      فیاضیم از محیط فیاض  
 پادشاه او را بنظم خمس مامور ساخت - در مدت پنج ماه کتاب نلد من چهار هزار

دولت بیت مقابل لیلی مجنون موزون ساخت و با اشرفیہا از نظر پادشاہ  
گورانیہ - درجہ استخوان یافت - حکم شد کہ نسخہ دیگر نوشتہ مصوّر سازند - و نقیب خان  
و حضوری خواندہ باشد - ازان کتاب است ۛ

بانگِ قلم درین شب تار      بس معنی خفتہ کرد بیدار  
و در برابر مخزن اسرار مرکز ادوار نقش بست و آن سواد را بعد وفات  
اد شیخ ابوالفضل بہ بیاض رسانید  
در پہلوی شیرین خسرو - سلیمان بلقیس و در از اسکن در نامہ -  
اکبر نامہ و در مقابل ہفت پیکر ہفت کشور آغاز کرد اما با تمام نرسانید  
از مقطعات اوست ۛ

منم فیضی کہ در میدان معنی      چمن چابک سوارے تیز تانست  
بجلد شعر من از پوست تا مغز      بجای مردم ناپاک رگ نیست  
بدان می ماند این پاکیزہ گفتار      کہ در دیوان حافظ نام سگ نیست  
شیخ محمدحکیم الہ آبادی در کتاب اعلام الانام گوید - صاحب قطعہ را  
ابن بیت بنظر نرسیدہ ۛ

شنیدہ ام کہ سگان را قلابہ می بندی      چرا بگردن حافظ نے نہی رسے  
راقم الحروف گوید در بعضے نسخ دیوان خواجہ حافظ بجائے لفظ حافظ لفظ عاشق  
واقع شدہ و مقطع چنین است ۛ

مزانج دہرتہ شد درین بلا حافظ      کجاست فکر حکیمے و راے برہمنے  
از حسن اتفاقات اینکہ چیزے کہ شیخ فیضی مے خواست در دیوان فقیر آزاد  
موجود است و ازین لفظ مبرا است -

دیوان شیخ فیضی بنظر درآمد متضمن اصناف شعر است - بیتے چند از غزلیات

او فر گرفته شده

سبیل طلعت آن ماه بر د باران را	همانند گریه شب وصل بقیراران را
که راست می‌ختم مشق رسی شب را	خبر برید شب عید پیر مصطبه را
مرا ز همدی خود ملال می‌گیرد	اگر سر نه کشم سوزی بخود می‌چرخم
توان شناخت کزین خاک مرد می‌خیزد	شدیم خاک ولیکن ز بوی تربت ما
مردان ره برهنه نمادند پائے را	مژگان پوش چون قدم از دیده می‌کنی
مشکل اگر دشمن جانی کند	آنچه به فیضی نظر دوست کرد

### رباعی

بر ما چه زیان اگر صف اعدا زد	مشته خاشاک ظلمه بر دریا زد
مانع برهنه ایم در دست قضا	شد کشته کس که خویش را برما زد

## (۳) انیسی شاملو یو لقلی بیگ

نکته سخن یگانه است و انیس معانی بیگانه - از ایران دیار به سیر مهند خرامید  
و مدت ها در ظل عاطفت خانجنانان آرمید - و فاش در برهان پور در سه شنبه  
عشر و الف (۱۰۱۳) واقع شد -

انیسی نظم قفیه محمود و ایاز شروع کرده بود - با دم اللذات قطع سخن کرد و آن  
نقش صورت اتمام نپذیرفت - از آنست در وصف چشمه

بحدی سرد گز بیم فسر دن	نیار و عکس در و عیو طه خوردن
بریم مانع تو بر نفس بخانه خویش	چنانکه مرغ بر دخت با شپانه خویش
یادگار از ما درین عالم عم بسیار ماند	رفت اگر آتش نشان دود بر دیوار ماند
خبر گل مرسانید به مرغان نفس	کس چرا مژده نوروز بزندان آورد

قاصد ایلے تمامہ تواند نہ حرف شوق حیف از زبان کہ بال کبوتر نمی شود

## (۴) نوعی ملا نوعی بخوشانی

نوع کلامش جنس عالی است - و شوق اقلالش بقیت لالی - مرزا اصائب گل  
و غانی برتریت او سے افشاندوی فرماید

این جواب مصرع نوعی که خاکش سبز باد سایه ابر بهناری کشت را سیراب کرد  
ابتداء حال از متوسلان شہزادہ و انیال ابن اکبر بادشاہ بود چون او  
شنقا شد دامن دولت خانچانان گرفت و قصائد و ساقی نامہ در مدح او پخت  
و بکرات و مراتب جو از گرانمند اندوخت - یک دفعہ دہ ہزار روپیہ نقد و خلعت  
فاخرہ و زنجیر فیل و اسب عراقی صاۃ شعر گرفت - ملا کہ کسی درین باب گوید  
ز نعمت توبہ نوعی رسید آن مایہ کہ یافت میر معزی ز دولت سنجہ  
ز گلبن املش صد چمن گل امید شکفت تا کہ بحد خوش زبان آورد  
در عمد اکبر بادشاہ نوجوان ہندوئے شب طوی خود را اکبر آباد از باز  
مستف میگذشت قضا را سقف فرو آمد - نوجوان بر خاک ہلاک افتاد - عروس نامہ  
کہ در نہایت رعنائی و کمال خوش سیمائی بود بآئین خود قصد سوختن کرد - اکبر بادشاہ  
در حضور خود طلبیدہ ہر چند منع نمود - و امیدوار فراوان ناز و نعمت ساخت - زن  
بیائمدی ہمت از جان رفت و پروانہ دار خود را بر آتش زد - از اینجا است کہ شعراء  
زبان ہند و را شعرا خود عشق از جانب زن بیان می کنند کہ زن ہند و ہمین یک  
شوہر می کند - و او را سرمایہ زندگی می شمارد و بعد مردن شوہر خود را با مرده شوہر  
می سوزد - امیر خسرو علیہ الرحمہ می گوید

خسروا عشق بازی کم ز ہند و ز مہاش کز برای مرده سوز دزدہ جان خویش را

و از غرائب اتفاقات آنکه در قرآن مجید قصه عشق زن بر مرد واقع شده یعنی قصه  
یوسف علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام -

نما نوعی حسب الامر شاهزاده دانیال در واقعه مذکور شنوی سوز و گداز  
ایم آورد - از آنست که

بمال ناز را پیرایه نو کرد      عبارت را تبسم پیشه و کرد  
و از ساقی نامه اوست که

به ساقی آن از خوانی نبید      که روز خرابان پایان رسید  
بگردان زره عمر برگشته را      پو شاه نجف روز شب گشته را  
دقت نوعی در برهان پور سده تسعة عشر و الف (۱۰۱۹) اتفاق افتاد -  
دیوانش بمطالعہ درآمد و این ابیات حاصل شد که

ز ان پیش که صبح از شب امید بر آید	بکشادین شیشه که خورشید بر آید
دست فرسودن دل شیدائی نیست	این گل طور بود لاله صحرائی نیست
باده بی خواهم به سیر ما همتا کم کار نیست	بیچ ماه چارده چون ساغر سرشار نیست
شراب مطرب و دلدار در مقابل بود	میان دیده و دیدار شرم فاصل بود
ما بے سواد علم معاش زمانه ایم	مفلس شریک مایه این کارخانه ایم
معاشر و جز خانه خرابی فن مانیت	خضم است بخود هر که بجان دشمن مانیت
یکروز سبایوی گلے برد به یعقوب	بگریست که این نکبت پیراهن مانیت
نسیم مصر بجا روب گل دماغم رفت	از غلط نغمه بوسه یار می آید
سبوی باده سلامت که زینت دوش است	سره که مایه در دست گو بدوش می آید
توروی آئینه و ما قفایه آینه ایم	چنانکه از تو بد از مانگو نشی آید
چو جام باده سحر شود با عوشت صبح	چه لازم است که تسخیر آفتاب کند

ہر ذرہ ز اجزای جہاں تابع رنگے است در بادہ گرفت جسم نمک ریخت شکر گیر

## (۵) نظیری - مولانا نظیری نیشاپوری

سخن سر سبزش نظیر فیروزہ نیشاپور است از انش نظیری خوانند۔ و دیوان  
زینیش رشاک نگار خانہ نفع فور است از انش بے نظیر دانند۔

مرزا صائب گویدے

صائب چہ خیال است شود ہمو نظیری غنی بہ نظیری نرسانید سخن را  
وظاہر است کہ تزجج دادن مرزا نظیری را بر عرفی و بر خود مطلق نخواہد  
بود کہ عرفی در قصائد چرب است و مرزا در غزل خود می فرمایدے  
ببل خوشنواے نیشاپور نخل از طبع بے نظیر من است

مولانا نظیری فیروزہ دار از نیشاپور برآمدہ در ہندوستان بہ بین جوہر شناسی  
خانخانان نامے بر آورد و قصائد عزادری مدحت خانخانان بر صفحہ روزگار ثبت  
نمود۔ و صلوات گرانمایہ اند وخت۔ بعد چندے بدالالت خضر توفیق احرام حسین  
مخزمین بر بست و بعد احراز این سعادت کہ بی رخت عود بہ ہندوستان کشید۔  
و در گجرات۔ احمد آباد و رنگ توطن ریخت۔

وقتے جہانگیر پادشاہ گنابہ عمارتے امر فرمود۔ مولانا غولے گفتے بعض رسانید کہ  
مطلعش این استے

این خاک درت صندل سرگشتہ سُرنا بادا مژہ جاربہ بہت تاجوران را

پادشاہ در جائزہ قریب سہ ہزار بیگہ زمین انعام فرمود۔

شیخ محمد مندومی متخلص بغوثی در کتاب گلزار ابرارے گویدے :-

”مولانا نظیری نیشاپوری حاجی الحرمین درویش طبیعت صوفی سیرت۔ مہذب الاخلاق بود

در آخر روزگار زندگانی عنان نظر تراشی بصوب هر زلفتار صوفیان وحدت گزارد منعطف  
 و سلفیه نجات سوا و عبارت عربی از صاحبیت نگارنده گلزار ابرار روشن ساخت سپس  
 و از ده سال که تخم عمر او بود در احمد آباد اقامت گزیده علوم دینی تحصیل کرد و تسبیح تفسیر و  
 حدیث از خدمت مولانا حسین بیهی ری دایره نمود و در هزار و بیست و سه (۱۰۲۳) به عالم  
 اقدس خرامید استغفر الله.

قبرش در تاج پوره احمد آباد واقع شده و بر قبرش گنبدی تعمیر کرده اند این چند  
 بیت از دیوانش انتخاب افتاده

چونایم نغم نقش مکن روح جبین را	تا پیکنی راسته نخواهند نگین را
بے عشق عقل را بنده روزگار نیست	بوسوزد آن فیه که از شعله داغ نیست
شرم می آید ز قاصد طفل محسوب مرا	بر سر برافش بیند ازید مکتوب مرا
سبب بعیب و قبولم که در پناه تو ام	اگر بدو و جهانم که نیک خواه تو ام
و رخداد ای دل سر کجا داری	که یک روز در شد آتش بزیه پاداری
چرم من است پیش تو گر قدر من کم است	خود کرده ام پسند خریدار خویش را
می گویم و از گریه چه خفلم خبری نیست	در دل هستی ندانم که کدام است
به مهربانی او اعتماد نتوان کرد	که تازه عاشقم و خاطرش بمن صاف است
این رسمهای تازه ز حرمان عهد ماست	غذا بروزگار کیست نامه بر نشد
توان زمانه من یافت اشتیاق مرا	عیاشی و شوق بانه ازده سخن باشد
به بیع عشوه برم جان که هست ناز مرا	اینت است که خود بهر متاع آید
دوستی بود که مردیم به هنگام وداع	آن قدر زنده نمانیم که محصل برود
یک توبه از تو در کار است و صد عالم مراد	غم ندانم گرا جابت با دعا دشمن شود
تو کار خود به غمره معشوق و اگر زار	بی طاقتی مکن که نکو یان نکو کنند

مساوین چمن ناریده در کوچ اند شکوفه می رود و شاخ بار می آرد  
 کرد و خدمتت عمریت می بندم چه شد قدم برهن می شدم گر این قد ز ناری بتم  
 بوی یار من ازین سست وفا می آید گلم از دست بگیرد که از کای بشدم  
 نازم باین شرف که غلام محبت لاف نسب ز نسبت آدم نمی زخم

## (۶) سبخر میر سبخر خلف میر حیدر معنائی کاشی

نخفش هموار است و گهرش آبدار - دیوانش بنظر اسعان در آمد غول و قصیده  
 شنوی یک رتبه دارد -

در سلک ملازمان اکبر بادشاه انتظام داشت و قصائد فراوان در شناطرازی  
 بادشاه و شاهزاده ها و امراء اکبری بنظم آورده و بامیرزا جانی والی تنه نیز مربوط بود و  
 زبان به داسی میرزا اسانی و میرزا عازمی و تار می کشود -

در اواخر عهد اکبری جانب بیجا پور حرکت کرد - و در ظل عنایت ابراهیم عادل شاه  
 قرار گرفت - عادل شاه در ملازمت نخستین خلعت ملبوس خاص و انگشتر زمردینش بها  
 عطا فرمود - و شکسته حالی او را بمومیائی لطف و احسان مداد نمود -

میر در اشعار خود شکایت بسیار از دست روزگار دارد - و در زمره مدح و جان  
 خود از ابراهیم عادل شاه اظهار رضای کند و در مدح او می گوید -

دو شاه شاعر پرور بلند نام شدند نخست والی غنیم دوم صدیو دکن  
 رسد بعد تو شاعر به پای ملک ز به نوازش شاه و ز به ظهور سخن

اشاره بملک قلی و ملاظهوری ترشیزی بر دو شاعر مشهور پای تخت ابراهیمی  
 در ایام اقامت بیجا پور فرمان طلب شاه عباس ماضی با خلعت فاخره بنام  
 اوصدور یافت اما پیش از وصول فرمان - منشور اجل نامزد گردید و این صورت



دیسند احمدی و عشرین والف (۱۰۲۱) روداد - مصرع "افگند بادشاہ سخن چیز سخن  
تاریخ است - مؤرخ دو عدد زائد را به حسن تعبیه افگند -

۱۰۲۲  
۱۰۲۳

این چند بیت از غزلیات سخر به انتخاب در آمد

شهر حسن است بهر جانب بازار مرا	تو نخواهی دیگرے هست خریدار مرا
نقاب دیدن و نه طاقت شکیبائی است	تو چون نقاب کشی رحم بر تماشائی است
محققان که ز دریای علم در جوش اند	پروکوه تا کنی نشان سوال خاموش آ
آتش خرمین منی شبنم کشت دیگران	دورخ من چرا شدی امی تو بهشت دیگران
ای بخت صبح عشرت نا که بخواب بینی	بردار سر ز بالین تا آفتاب بینی
راسته نبرد گوش به رازر نهان ما	در قفل دل شکست کلید زبان ما
نانخوانده گرچه آمده ام زودی روم	طبع ترا زیاده مکر نمی کنم
الماس بدل پاشم و منت کشم از خود	من لذت این خم بسوزن نه پشم
اگر از دامن محل کشیدم دست بیتابی	به پای ناکه افتادم به گردساربان گشتم
ما عجز و شیم حریفان زبون طلب	ای خون ما به گردن طبع غیور ما
ای غم بجز پیش ازین جایی تو نیست دلم	یا بگذر ازین سرا یا بنما قبالة را
امشبای همسایه و همان من از خودم	گر کسی احوال من پرسد بگوید خانه است
مهر آمد به تماشای تو با تیغ و تریج	گو بیا اگر هوس دست بریدن دارد
مرا که سینه زمین نمک فروشان است	دماغ سوزی م هم به داغ من غلط است
نیست او را سر آزادی این مرغ اسیر	در نه صد مرتبه گرداند بگرد سر خویش
این زمان به نسبتم سحر و گر نه پیش ازین	دست من در زلف او گستاخ ترا ز شانه بود

## (۷) زمانی - ملا زمانی یزدی

علت این تخلص آنست که مذہب تناسخ داشت - و خود را شیخ نظامی گنجوی پنداشت  
و این خام خیال را در عالم تعالی می آرد - کہ سه

در گنج فرو شدم پنهان دیدم از یزد بر آدم چو خورشید  
ہر کس کہ چو مہر بر سر آید ہر چند فرد رود بر آید

و آو دیوان اسان الغیب را غزل بغزل جواب گفت - و دم بہم صفیری بلبل  
شیراز زد و دیوان خود را نزد شاہ عباس ماضی برد و عرض کرد کہ دیوان خواجہ راجہ آ  
گفتہ ام - شاہ فرمود خدا را چہ جواب خواہی گفت - کلیات اودہ ہزار بیت است انھو  
صبح صادق سال وفات اودر سنہ احدی و عشرین و الف (۱۰۲۱) نوشتہ و  
ناظم تبریزی در تذکرہ خود گوید "وفات اودر سنہ ہزار و پمفدہ (۱۰۱۶) واقع شد"  
غنیچہ تا ملش باین رنگ می شگفدہ

حکایت از قہر آن یار و لنواز کنید باین فسانہ مگر عسر را دراز کنید  
ہلاک شیشہ در خون نشسته نوشتیم کہ آخرین نقش عذر خواہی سنگ است  
زبان حال نحو شان کسے نمی داند و گر نہ سوسن آزا در فسانہ تست

## (۸) شانی - شانی تکلو

در سخنوری شانے بلند دارد - و مکانے ارجمند - مولانا فصیحی ہروی در مرحاد  
قطعہ طویل الذیلے می پردازد - و در عنوان آن می طراز دے

صبا بکوی دل آشفگان عشق گز زمین بویں اگر آسمان دہد دستور  
بگویم بر دمک دیدہ ہنسہ شانی کہ امی ضمیر تو چون چشم عقل سایہ نور

تو آن میج متالی که ملک معنی راست بیاض چه ملک نوصیگاه آشور  
و او از شناظر از آن پایه سریر شاه عباس ماضی است و بنظر التفات شد

انتصاص داشت - و در صلا این بیت

اگر دشمن کشد ساغر و گرد دست بطن ابروی مستانه دوست  
شاه او را بزرگشید و مبلغ بهم سنگ عنایت کرد -

شانی داد از زندگانی در مشهوره مقهس گوشه انزو ابر گردید - و از سرکار  
شاهی بوظیفه بیست تومان موقوفه گردید - فوئتش در سده شصت و عشرین و الف  
(۱۰۲۳) واقع شد "پادشاه سخن" تاریخ است -

چراغ فکرش چنین بر تومی دهد

پیش است بادوزلفت مهر شکوه باز کردن	گلاهای روزنه بجران اشپ بران کردن
لانه آذر گر این است پیکان ترا	هیچ اجزای نیست در محشر شهیدان ترا
هر فاصده ای که بسوی تو فرستم	همچون نفس باز پسین باز نیامد
چون مرغ گرفتار به امید ربانی	هم چند که پرواز کنم در قفس انتم
نست ممکن که گزیم ز غزالان خیال	و نه مجنون تو تنها ترا زین می بایست

(۹) شکیبی - محمد رضا بن خواجه عبداللہ صفا بانی

از نژاد خواجه عبداللہ امامی است که عارف جامی در نفحات الانس به تحریر  
احمالش پرداخته - و او فرزند خواجه امین الدین حسن باشد که حضرت لسان الغیب را  
یاد می کند و می فرماید

برندی شهره شد حافظ بانی چندین رخ لیکن چنم دارم که در عالم امین الدین حسن دارم  
شکیبی در سده اربع و شصتین و تسعمائیه (۹۶۴) متولد شد بر خه علوم در شیراز و لجنه

در صفایان تحصیل کرد. و به اراده سیرمهند و کشتی نشسته خود را به ساحل بندر چپول کشید  
و از آنجا به قصد ادراک خانخانان که در آن ایام در گجرات بود. عازم گجرات شد. اتفاقاً  
خانخانان در آن فرصت به آگره رفته بود. شکیبی از گجرات به آگره شتافت. و خانخانان  
را دریافت. و با او سیرسندھ و دکن کرد. و در سنه دالف (۱۰۰۶) از خانخانان  
جدائی ورزید. و در سروج از توابع مالوا رسیده بیماری صعب کشید. و نذر کرد اگر شفا  
حاصل شود خود را بزیارت حرمین شریفین رساند. از برکات این نیرت شفا دست بهم  
داد. و در سنه اثنا عشر و الف (۱۰۱۲) کمربان نذر محکم بست. و این سعادت عظمی را  
حاصل نمود. و بعد سه سال از راه بندر سورت برگشت. و در برهان پور با خانخانان  
برخورد و در سنه ثمانیه عشر و الف (۱۰۱۸) التماس گوشه نشینی کرد. خانخانان برای او  
سیور خلع و صدارت و بلی از درگاه جهانگیری برگرفت. و باین تقریب در دوا الحرفه  
و بلی بدل جمعی فروکش کرد. تا آنکه در سنه ثلث و عشرین الف (۱۰۲۳) محل سفر عالم دیگر  
شاعر خوش طبیعت صاف فکر است. ساقی نامه برای خانخانان در سلک نظم کشید

و بصله ده هزار روپیه جیب و دامن آرزو میگرد. ازان است

بیاساقی آن آب حیوان بده	ز سر چشمه خان خانان بده
سکندر طلب کرد لیکن نیافت	که در چند بود او بظلمت شتافت
ای خدا جنس مرا از غیب بازار بده	می فروشم دل بدیدار بخریدار بده
شکسته دل نشویم ارترا سر جنگ است	که آگینه ما هم طبیعت رنگ است
تو غنچه سحر من چسراغ صبحدم	تو خنده بلب من جان در آستین دارم
پروانه نیک رفت که در پیش شمع سوخت	اگر نشد که سوختن غائبانه چیست

### رباعی

نزدیت جهان که بروش با خن است      نژادی او شش دو کم ساختن است

دنیا بمثالِ کعبتینِ نزد است برداشتش برای انداختن است

## (۱۰) رضی-آقا رضی اصفهانی

استاد فن و نقاد سخن بود سیرهندوستان کرد و برگشت و در سبزه اربع و عشرين  
و اصف ۱۱۰۲ جاده فنا پیود "آه از رضی" تاریخ است.

نقش سخن باین آئین می بندد

نه به که چهره برافروخت از غم آزاد است که سرخ روی گل از طبا نچید باد است

در فراق تو چنان است تن بے با هم که پو فاقوس به تحریک نفس می گردد

نخواهم زیت چند اینکه باز آرد پیا مشن و سیت نامد بر بال مرغ نامد بر بستم

## (۱۱) ملک- ملا ملک قمی

مشهور سخن سرا بیان است - و معروف نکته پیرایان - مرزا صائب سخن اورا مکرر

تضمین می کند و در مقطعی می گوید

این جواب آن غزل صائب که می گوید ملک چشم بنیش باز کن تا هر چه خواهی بنگری

در صغرسن به شوق شاعری افتاد - و از قلم به کاشان آمد و ایامی در اینجا بزم

سخن گرم داشت - آخر متوجه قزوین شد - و قریب پچمار سال در مصاحبت موزون

و سندهان آن مقام گزرا نید

و در رمضان سنه سبع و ثمانین و تسعمائة (۹۸۷) از قزوین برآمده سر

به بیار و کن کشید - و از مرتضی نظام شاه دیوانه والی احمد نگر و بعد او از بزرگ

شاه اکرام و انعام فراوان یافت -

و در بیجا پور دامن دولت ابراهیم عادل شاه والی آنجا گرفته - از

مقربان بساط عزت گشت۔ وٹم ہا از نہال برومند دولتش برچید۔ وچون جوہر  
قابلیت ملاحظہ موری مشاہدہ کرد فریفتہ گردید۔ و دختر خود را در حجاب نکاح او درآورد۔  
صاحب تاریخ عالم آرای عباسی گوید:-

”مولانا ملک قلی با اتفاق مولانا ظہوری تہذیبی کتاب نورس را کہ نہ ہزار بیت است“

”ہنام عادل شاہ تمام کردہ نہ ہزار ہون بالمناہ نہ صلہ یافتند“

شیخ فیضی وقتہ کہ از درگاہ اکبری بہ سفارت پیرہان شاہ والی احمد نگر راسخ  
شد۔ در عرضہ خود از احمد نگر بہ اکبر پادشاہ می نویسد کہ:-

”در احمد نگر دو شاعر خاکی نہاد۔ صافی مشرب اند۔ و در شعر ژربہ عالی دارند۔ کیے ملا“

”ملک قلی کہ بس کمتر اختلاط می کند۔ و ہمیشہ مژہ ترے دارد۔ دیگر ملاحظہ موری کہ بغایت“

”نکین کلام است۔ و در مکارم اخلاق تمام۔ عویت آستان بوس دارد“

ناظم تبریزی گوید:-

”در سنہ ہزار و بست و چہار ملا ملک فوت شد۔ و ملاحظہ موری یک سال بعد از او“

و ابوطالب کلیم گوید:-

ملک آن پادشاہ ملک معنی کہ نامش سکہ نقہ سخن بود

چنان آفاق گیر از ملک معنی کہ حد ملکش از قم تا دکن بود

سوی گلزار جنت رفت آخر کہ دلگیر از ہوائے این چین بود

بجسم سال تار خیش ز ایام بگفتا۔ او سر اہل سخن بود

اما این تاریخ از روایت ناظم تبریزی یک عدد زیادہ دارد۔

پیش ازین کلیات ضخیمہ از ملا ملک دیدہ بودم۔ در وقت تحریر دیوان غزل

لے اس عرضی کو مولانا محمد حسین آزاد مرحوم نے دربار اکبری میں صفحہ ۳۹۷ سے بغایت ۴۱۷ نقل کیا ہے  
دیکھو دربار اکبری مطبوعہ لاہور رفاه عام ستمبر ۱۹۹۵ء +

مختصر از و بنظر در آمد - خوش لفظ است - اما معانی تازه کم دارد - و تشبیه که در کتب  
 کتب خصاست است در کلام او بسیار کم واقع شده - و اشعار چیده او ازین قبیل  
 است که به تحریر می آید است

دلم ز داغ غمت صد هزار جارش است	کسی که دوست بود با تو دشمن خویش است
ازین رنج که بیدار کار محبوب است	اگر وفانه نماید سستی و هم خوب است
اگر چه مجلس ستان تهنی ز غوغا نیست	ولی که صحبت شان فانی از تماشا نیست
مردم خست که یزدخون مردم چشم فتانت	که زرم و جیب محشر رسیده بسته بدامانت
اگر بامدعی عهد و فایستی نمی رنج	کرمی دامن ندارد اعتباری عهد و پیمانست
بروز تر شهیدان چون بها طلبند	تشیع کن و خاموش کن زبان همه
با احتیاط می عافیت به ساغر ریز	که سنگ تفرقه به پیاله داران است
پیام هست عبدان داشت سقمی	که قائم دست بفرغ خبر داشت
صلح کردیم من و غیر دین بود صلاح	ز آنکه جنگ میج او باعث رسوائی تست
مخ شب کو که در سایه پروانه گذاشت	به آتشت که تقلید سمندر نکند
صدم دیدی ملک یکبار سر کن شکوه	نیستی شرمندۀ لطف زبانت لایحه بیت

### رباعی

عاشق بهوس گرسنه کاسه می داشت	جادو دم چون تو نگاشته می داشت
ای کاش ملک بوالهوسی می آموخت	تا در نظر تو اعتباری می داشت

## (۱۲) ظهوری - ملا ظهوری ترشیزی

ظهور دولت سخن در عهد و بمعارض علیا رسیده و نهال کلام موزون از زمین  
 تربیت او سر به طارم اخضر کشیده -

مرزا صائب اور ابا ادب یادمی کند و می گوید:

صائب ندا شتیم سرو برگ این غزل این نفیس از کلام ظہوری بمارسد

ظہوری درین زمین دو غزل دارد۔ بیتہ از ان فقیر را خوش آمد

با خج کشیدہ تغافل رسانندہ بود خود را بہ پیش من کہ نگاہ از قناریہ

ساتی نامہ ظہوری عجب صفائی و نمکینی دارد۔ وہ نازک ادایہا دل از

دست می برد۔ کتابتہ این میخانہ بنام برہان شاہ والی احمد نگر است۔

نثر ملا ہم طرز خاص دارد۔ اما غزلش باین رُتبہ نیست۔ بعد از تحصیل حیثیات

محل سیاحت برست۔ وہ سیر عراق و فارس پرداختہ عازم گلگشت و کن گشت و

از خوان احسان ابراہیم عادل شاہ فراوان نعمت اندوخت۔ و کام و زبان را ہما

او شیرین ساخت۔

تلاک قی اورا بنر پور کمالات محلی دیدہ طرح اُلفت ریخت۔ و صبیئہ خود را در عقد

از دواج مولانا کشید۔

و این ہر دو سخن آفرین دماغ اتحاد نوعی رسانیدند کہ تالیف با ہم مشارکت فکر بہ تحریر

آوردند۔ چنانچہ ملا ظہوری در دیباچہ "خوان خلیل" می طرازد کہ "ظہوری

قبل ازین در پیرایش "گلزار ابراہیم" و اکنون در گستردن "خوان خلیل" سیر

عدیل ملک الکلام است۔"

وفات ملا ظہوری در وکن سنہ خمس و عشرین و الف (۱۰۲۵) واقع شد۔

نہ سال پیش ازین کلیات سیرضامتہ از و بنظر رسید۔ و درین وقت دیوان غزل

بدرست آمد و بیتہ چند انتخاب اُفتاد

شب از مرگان تر فرم غبار آستانش را پیشما ہم کہ کارے یاد دادم پاسباش را

لہ مراد از کتابہ در اینجا ڈیوی کیشن است۔



تفاضل پشید صید افکن این سرزمین باشد	که دائم بہ تقریب نگاہے و کین باشد
نیفادم چنان کز کوشش افلاک برخیزم	مگر گرد تو گرد گرد من کز خاک برخیزم
چندان طفل مزاجیم اگر پیر شدم	کوچه گردی است با گرچه زمینگیر شدیم
ایں چه پاک کہ رسم وفا نمی دانی	بلاست اینکه طریق جفا نمی دانی
مدام خویش منہ جملہ برکنے دادم	گذشت کار ز طفل چرا نمی دانی
سعادت است بعشق تو بہ نفس مردن	و کینہ خضر منم عمر باد ان نذر است
تصرف عجیب کرد در مزاجش بغیر	عجیب نیست کہ بغیرت مزاج گشوده است
نیاز مود کہ زویر غور تا چند است	اگر حریف ضرور است عجز و انبیا است
کہ دید است از چنین صیاد قدر آن مژگان	کہ زخم فرہ از بخیر لایعز بر نگرداند
ضمیم گو صبر مرا عجز تصور میکن	نیستم مرد عداوت محبت سوزند
بجلدی چون نگاہے نیزینان قاصد خوانم	نشستن بر سر راہ صبا از من نمی آید
بخلکین گاہ عرض حال کوہ آہنی بودم	چہ دانستم حیا در عشتہ سیما ہم اندازد
نموشی نغمہ دار و سخن پرداز می داند	مختنین اینکه ساکت ہیچکے مانم نمی گردد
اگر چه یاد مرا رخصت نشستن نیست	ہمین بس است کہ بر خاطرش گذردا بد
حد برد است چشم شکبارم قرعہ غلطانی	نمی دادم شکبیم از سفر کہے باز می آید
سعی فرماے کہ سیاب شوی از تفشوق	کہ اگر کشتہ شوی قدر تو افزون گردد
برد باران کوہ را از کاہ کمتر می نهند	نا توانان اند لیکن در سخن برداشتن
ذوقی است پادشاہے اقلیم دوستی	خواہم کہ یک دور دوز تو باشی بجای من
تیغ تو نمی داشت اگر آب مر و ت	خون چو منے را کہ رساندے بہ بہائم
فلک گو یا تلاش منصب مشاغل دارد	و گر نہ چسبیت از خورشید و مہ آئینہ گردانی

کدام جوړتو از لطف دلشین تر نسبت چه احتیاج کنشویښ انتخاب کشی  
**شیخ فیضی** در عریضه نو د از احمد نگر به اکبر بادشاه بر می نگارو که :-  
 "مولانا ظهوری نقل کرد که روزی یکے از شرفاء مکة معظمه مجھے بود۔ اقسام  
 "دم بر کنار حوض است صحبتے مے داشتند۔ بہ تقریبے یکے از اہالی ماوراء النہر گفت  
 "کہ فردا چہار بار بر چہار گوشہ حوض کوثر نشستہ آب بمومنان خواہند داد۔ محمود صباغ  
 "ینشا پوری برخاستہ گفت۔ نامعقول مگوئید۔ حوض کوثر مدور است و ساقیش علی مرتضیٰ  
 "و گریخت"

راقم الحروف گوید چون تقریب حوض کوثر در میان آمد۔ رشعہ فائدہ از سحاب قلم  
 می تراود کہ حوض کوثر مربع است۔ شیخ جمال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ در کتاب  
 "البدور السافرة" می آرد اخرج احمد والبراء عن جابر قال قال  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افاعلی الحوض انظر من یرد  
 علی والحوض مسیرة شہر و نروایاہ علی السویة یعنی عرضہ مثل طولہ

## (۱۳) زکی ہمدانی

زکی الخلق ذکی الطبع بود۔ و گویے غزل گوئی از اقران می ربود۔ قوت مدبر  
 بلند داشت۔ و با ملاشکوہی در خدمت میرزا ابراہیم ہمدانی درس می خواند۔  
 میرزا طاہر نصیر آبادی انتقال او در سنہ ثلثین و الف (۱۰۳۰) نوشته و  
 ناظم تبریزی گوید "وفات او در سنہ ہزار و بیست و پنج (۱۰۲۵) واقع شد۔  
 و او ساز سخن باین قانون می نواز دے

ستمشان محبت دم از فغان بستند گره ز جہہ کشادند و ہرزبان بستند

نثر به نکتہ پیر اپنے مضائقہ نیست در لے ہ طالع ماراہ کاروان بستند  
کردل از عرض تمنا بمراد سے نرسید این قدر شد کہ ترا بہ سیر ناز آوردم

## (۱۴) فرقتی - ابو تراب جوشقانی

جوشقانی المولد - کاشانی المنشأ - از قافیہ سخن عتیہ شاہ عباس ماضی بود -  
و نوی سخن از بہداستانان می ربود -

و او قطعہ بنظم آورده پیش صادقی بیگ نقاش - اصفہان فرستاد -  
و اہم تر تخلص کرد - صادقی بیگ قطعہ در جواب نوشت - و چہار تخلص تجویز نمود  
از انہا فرقتی پسندش افتاد - از ان چہار تخلص کیے کلیم بود - گفتند چہا کلیم تخلص نمی  
کنی - گفت بخوابم کہ ظرفا کلیم جوشقانی خوانند

ارتحال او در سنہ ست و عشرین و الف (۱۰۲۶) اتفاق افتاد نہال کلکش این  
نوع ثمری افشاند

بچون ترا عارض عیانی تن نیست پروانہ پر سوختہ محتاج کفن نیست  
چہ شدہ اگر مژہ بر ہم نمی تو اہم زد کہ لب بلب نرسید است بیج دریا را  
نہوان تراوش می کند از چاکہای سیدایم طفل اشکم باز گم کرد است راہ خانہ را  
پو جادوے کہ از بہر فسون لبہا بجنباند بہ افسونم زندہ چہیت ہم ہر لحظہ مژگان را

## (۱۵) فغفور - محمد حسین

از سادات لایمجان - و در فن طبابت و شعر و خوشنویسی متاثر زمان بود - و در  
امیران رسمی تخلص می کرد - و بعد وصول بہند فغفور تخلص برگزید - بے شاہ  
مہوران کشور فصاحت است - و خسر و نقوش طراز ان قلم و کتابت -

درواخر ایام زندگانی ملازم شزاده پرویز بن جهانگیر بادشاه شد و اشعار خود را به حدت ادمو شمع ساخت.

و در بلده اله آباد سزده شان و عشرین و الف (۱۰۲۸) چینی حیاتش بر سنگ فناء افتاد.

دیوانش قریب چهار هزار بیت نوشته اند. نقاش فکرتش باین حسن تصاویر می کشد.

فلک امشب بکام زنده و در آشام می گردد	عس تو خواب راحت کن که امشب جام می گردد
در عشق چو ستیای تسبیح شماران	صد عقده به پیش آمد و از راه نگشتم
سرشوریده بسا مان توان باز آورد	این نه دستار پریشانست که از سر نبند
این قوم خود نما که نه بینند عیب خویش	آینه کاش در گرد تو تیا کنند
می رسد نازت از آن چشمت که چون غنچه گل	سر مرثگان تو از طرف کله می گردد
ملاحظت تو گواه است و شور بختی من	که بے نمک نسرشتند خاک آدم را

## (۱۶) نظام میر نظام دست غیبی شیرازی

نسق ملک سخن طرازی است. و نظام قلم و نکته پرداز می. در عمرش بی سالگی دنیای پنج روزه را وداع کرد. و این ساخته در سزده تسع و عشرین و الف (۱۰۲۹) واقع شد. خوابگاهش حافظیه شیراز.

سحاب کلکش باین آبداری گوهر می افشاند.

دلم را عشق گرداند بگرد چشم پر کارش	چو آن مرغی که گرداند کس بر گرد و یارش
ز دنیا بیکسر منعم نباشد اهل دنیا را	که دلگیری نباشد و نفس مرغان دیار را
گر فلک من هم آغوشش نماید و در نیست	باغبان بر چوب بند گلبن نو خیز را

چشم چون بر عشوه کرد اول بسو خوشی به  
 باد خود خور و ساقی ساغر لبریز را  
 دل که فسرده شد از سینه بدر باید کرد  
 مرده هر چند عزیز است نگه نتوان داشت  
 من آن مرغم که باشد آشیا نم سایه بگه  
 تواند جنبش بایه مرا بے خانمان کردن

## (۱۷) مرشد - ملا مرشد میرزا جردی

مرشد سالکان جاده معن است - و صاحب تلقین مرتاضان این والا فن  
 از وطن خود در بگرایه هند شد - چون بقنداریسید - جاذبه التفات میرزا  
 غازی وقاری عقاب پائے او گردید و در آن عتبہ کرسی نشین عزت گشت - و  
 مرشد خان خطاب یافت - بعد فوت میرزا غازی خود را به هند کشید -  
 پوشیده ماند که وارد شدن مرشد از ولایت خود بقندهار در حل اقامت افگدن  
 در سایه عاطفت میرزا غازی هفده سال پیش ازین هنگامی که مخیر پدیر بیضا در میان  
 بود در تذکرہ مشاہدہ افتاد - تعیین تذکرہ از خزائن حافظ برآمد -

و میر تقی اوحسی صفایانی صاحب تذکرہ عرفات گوید ملخص کلامش اینکند

"مرشد وقتیکہ از میرزا جردی به صفایان آمد بنده خدمت ایشان مکرر رسیدم - از اینجا"

"بشیراز رفته - در آن سیر کرد - چون بملاک سنده افتاد - صحبت او با میرزا غازی برآمد"

"و ترقیات نمود - و مرشد خان خطاب یافت - و چون میرزا غازی جرحہ شهادت چشید -

"ادہ درگاه جمالیگیر بادشاہ نمود - در آنجا سے تحریر این مقالات بہ آگرہ آمد - چند روز اٹو"

"دریافتیم - پس در اجیر رفتہ بہ اردو سے جمالیگیری واصل شدہ و بملازمعت سلطانی شرف"

"گردید و الحال بامہابت خان بی باشد"

و پنجین میر تقی در ترجمہ طالب آملی کہ با او ہم ملاقاتہا دارند می نویسد کہ -

"وقتیکہ از ایران عزم ہند کرد در سندھ خدمت میرزا غازی قیام نمود"

برخال و خط شاسان چهره تایخ هویدا است که میرزا جانی والی تنته پدر  
میرزاغازی در سنه احدی و الف (۱۰۰۱) ناصیه بخت بملازمت اکبر پادشاه  
برافروخت - و میرزاغازی در تنته ماند - اکبر پادشاه تنته را به میرزا جانی  
ارزانی داشت - و نیابت به میرزاغازی عنایت شد و چون میرزا جانی در  
برهان پور در سنه ثمان و الف (۱۰۰۸) جان بجهان آفرین سپرد - پادشاه  
میرزاغازی را مشمول عواطف داشته ولایت سندھ را با او باز گذاشت - و  
در سنه احدی عشر و الف (۱۰۱۱) سعید خان چغتایا تنزارع سندھ مامور شد میرزا  
غازی حلقه انقیاد در گوش کشید - و تا بھکر رسم باستقبال بجا آورده سعید خان را  
در یافت - و بهمراهی او خود را بدرگاہ اکبری رسانید - ہمت خسروانی بر حمت  
بحالی ملک سندھ رنگ رفتہ اورا بحالت اصلی آورد - و در عہد جمائگیری سنو  
ملتان در اقطاع او اضافہ شد - آخر بصوبہ داری قندھار سرمایہ افتخار  
اندوخت - و ہما نجا در عمر بیست و پنج سالگی سنہ احدی و عشرين و الف (۱۰۲۱)  
پیمانہ حیات او لبریز گردید -

میرزاغازی بعد از آنکہ از سندھ بہند خرامید - باز بہ سندھ نرفت -  
پس ملاقات مرشد و طالب بامیرزاغازی در سندھ بقول میر تقی در عہد  
اکبری بودہ باشد - واللہ اعلم

غنی نمائند کہ تذکرہ میر تقی صفایانی بعد تبیض این جریدہ بنظر رسید  
اسامی شعراء ترتیب حروف تہجی مے کرد - عجب صلاست عاقلے در دادہ - وہ آئند  
موزونے کہ پے بردہ چہ قدیم چہ جدید در همان خانہ خود تکلیف نمودہ وہ از  
تذکرہ میر تقی کاشی است تذکرہ صفایانی نسخہ ناقص از حرف الصاد تا

حرف الباء بدست آمد و چند جا ضرورتاً بعضی مطالب الحاق نموده شد۔

مرشد در سده ثلثین و الف (۱۰۳۰) از لباس عنصری برآمد منتخب از دیوان  
از نحوی براتسام شعر بنظر در آمد۔ زبان خوبه دارد و سخن بقدرت می گوید۔ قصاید  
و شایات او به از غزل است و ساقی نامه مختصره نشه آور از میخانه عفاکش تراویده  
ملاحظه شس این است ۵

بهار است در دل مست و من در خمار	خوشا جامه خاوند از دست یار
گیرم که روزی حشر سرا از خاک بر کنم	آن دیده که که جانب قاتل نظر کنم
من آن مرعوم که گریاری نماید بخت ناسازم	بود ناگوشه بزم نفس معراج پر دازم
طره و لب نیمه تا که پریشان زیستن	چشم عاشق نیمه تا چن جیران لیستن
کاش اجزای وجودم بگسلد از یکدگر	تا دور و زجمع گدازم زین پریشان لیستن
بسیار ز حد می گزرد گرمی مجلس	و سوخته در پس دیوار نباشد
به سبب مرشد ز طوین شکایت میکند	اینقدر آخر نمی داند که من دیوانه ام
جوان ز بسکه شد از فیض ابر عالم پیر	شکوفه ریزد از شاخ بر سر شپیر
بهان بزنگ گل افتد بجاک سایه گل	ز بسکه لطف هوا کرد در زمین تاثیر
هوا چنان بر طوبت که از زبان تا گوش	هزار جا بزند ریشه ناله شبگیر
چنان ز لطف هوا گشت طبع آتش نیز	که شعله چون می گل رنگ بگذرد ز حریر

رباعی

را چه پیشیم بسے نشیب است و فراز  
کز انجاش خبر ندارد و آغاز  
چون ناله عاشقان پست و بلند  
چون وعده وصل گلرخان دور و در

(۱۸) ز لالی خوانساری

در اختراع تازگی عبارات و نازکی اشارات بے نظیر افتاده و بایجاد سبعة

ستبارہ سچہ بلند خیالی را رونقے دیگر داده۔

عمدہ شنوات اور محمود و ایاز است کہ مصنف اکثر اوقات خود را صرف این کتاب ساختہ سال آغازش کہ احدی و الف (۱۰۰۱) باشد این بیت تسبیح مینویسد  
در اس وقتان این منشو نامی بچو تاج نقش از نظامی

و تاج اختتامش کہ سنہ اربع و عشرین و الف (۱۰۲۴) باشد این مصرع افادہ میکند  
العی عاقبت محمود باشد۔

اما ترتیب نادادہ ورق حیات گرداند شیخ عبد الحسین دادا شیخ علی نقی کہ  
در ہندوستان نسخ متورودہ فراہم آورده بہ تقدیم و تاخیر و طبع ابیات فی الجملہ  
ربطے داد۔ دلا طغرائی مشہد سی دیباچہ تشریح تخریر آورده۔

وفوت زلالی در سنہ احدی و ثلثین و الف (۱۰۳۱) واقع شد مہر ع  
از جہاں فوت زلالی بچنان کتابچہ یافتہ اند۔

از محمود و ایاز است ہ

مئے کز دے خرد بے برگ گردد غم از یک جہد شادی مرگ گردد  
جنون یک قطرہ از لائے خم اد سر بیوشی و پائے خم اد

## (۱۹) نقی - شیخ علی نقی

از شعراء معمورہ مکرمہ و مروج نقد و سرہ است۔ در آغاز سن و قوف بجد تمام  
بمسب علیم پرداخت۔ و در معقولات و منقولات از اکفاء و افزائے مستطی برآمد  
و اکثر تاوک فکر بصید معانی می انداخت۔ و وحشیان خیال را در دام عبارت  
بند می ساخت۔ دیوانش شملہ قصائد و غزلیات و دیگر جنس شعر بنظر درآمد تصد

لہ ازین مصرع تاریخ طالع برنے آید۔



خود و در بیشتر شایسته حاکم بیگ اعتماد و الدوله است - و در صله قضیده دالیه  
 کرد و در اعتماد الدوله گفته مبلغ نظیر سالیان مقرر گردیده و بعد فوت شیخ هم چند  
 سال آن وجه به متعلقان شیخ می رسید - طبع قضیده مذکور این است -  
 اهل صورت که جمعیت هموری شادند - فایح از تفرقه منفوی اند و اند  
 رحمت شیخ در سزاوری و کشین و الف (۱۰۳۱) اتفاق افتاد این چند بین  
 از وی پیش در گرفته شد -

چنان که پیشتر شایسته حاکم تو شاد نیست	دائم که بر تو انجم مست اعتماد نیست
کش چه تنویرین به قدرت ملال مرا	گزد چو مار رسید سببه نعل مرا
کم کن شراب لطف که پرش را بدخ ما	روغن چنان مرز که میرد چراغ ما
کودی نفید چشم حق را ز انتظار	این بود پنبه که نهادهای بدخ ما
سزایم و دلت می کشد به عهد و بیعت را	چو بیایم که وقت مرگ ایمان تازه میسازد
راشتمان نامی بجز و ناتوانی داشتند	کو کین آخرت و در این قوم را بدنام کرد
نقی در گریه آورد و اضطراب شد به ناله	که زور آتش سوزنده آب چوب نر گیرد
من کشیده آن چشم که در عین تنگبش	با بچه من در صد و ناز در آید
رفیق و خجسته که در آناه میسوزد	ما زده بکچد بشیران نبرد راه
نقد دل در دوی و آنگاه به تیریب بیا	سر به پیش افندی و چشم به بالا نکنی
نیت در مشغول شد و بشنیده که چه شود	یادشاهی ز غلامی پدری از پسری
وای بر جان نملایق اگر آرد بخت	خوش روز قیامت شب تنهایی را

## (۲۰) طالب آملی

برادر خاله زاده حکیم رکناکاشی بود - جویای معانی بلند است و خواص لایلی و لیل

میرزا صائب گوید

بجز تازه قسم یاد می کنم صائب که جائے طالب آمل و راضی پدید است

در ریحان شباب از ولایت خود برآمده به نر بهنگده هند خرامید چون میرزا غازی بقتاری از پیشگاه جهانگیر پادشاه بصوبه داری قندهار مامور گردید. نفد کباب قدر دانی اهل کمال را رواج داد. طالبها خود را باستان میرزا غازی کشید. و به انتفات فراوان اختصاص یافت طالبها قصیده طوفانی در مدح میرزا غازی می طازد. و در آن قصیده رفتن خود از هند پیش میرزا مفصل بیان می نماید. از اینجاست این بیت

حنایات شوق تو شد ورنه که دل زده فال رجعت زبند و ستانم  
و بعد حلت میرزا غازی کثرت ثانی به گلگشت هند شتافت و ایام با عبد الله خان بهادر فیروز جنگ ناظم گجرات بسر برد. آخر با عتصام ذیل جهانگیری قوی پایه شد و در سنه ثمان و عشتین و الف (۱۰۲۸) بخطاب ملک الشعراء بلندی اندو و در تین سال ابو طالب کلیم بهدانی از هندوستان بعراق عجم معاددت نمود. طالب آملی در مدح جهانگیر بادشاه و اعتماد الدوله وزیر و نور جهانگیر قصائد فراوان دارد.

وستی النسا خانم همشیره طالباست ستی النسا خانم در عهد صاحبقران ثانی شاهجهان مدار المہام محل پادشاهی بود. و شوهرش نصیر ابرار حکیم رکن کاشی در هندوستان رخت هستی بر بست. چون فرزندے نداشت ستی النسا خانم دو دختر که از طالبها مانده بود به فرزند می برگرفت. کلاں را بعقل از دواج عال خان و خور در اجمالہ نکاح حکیم ضیاء الدین مخاطب به رحمت خاں که سپر حکیم قطبا برادر دیگر حکیم رکناست در آورد.

ستی النساء خاتم درزی الحجه سده و خمسين و الف (۱۰۵۶) بساط زندگانی  
در نور دیده

طالبها در اوائل مُهر دار اعتماد الدوله بود آخر مستعفی شد و قطعاً اعتذاری  
بنظم آورد و - از انست ه

دو صنف اند اهل طبیعت که هرگز  
یکدیگر را فرومایگی کردندش عر  
من آن شاعرم شکرانه که دارم  
که گره دهر با قوت یکدانه گردد  
به گلزار معنی همدار فصیح  
چو مهر تو دارم چه حاجت بهرم  
طالبها در مدح قلیج خان ناظم لاهور قصیده هشتاد و چهار بیت در یک  
شب فکر کرد و بآن می نازد و می گوید ه

منم که نیست چمن شاعر سے ز اہل سخن  
گواه این دو معنی ہیں قصید پس است  
اما میرزا اسعاب اشب فکر از طالبات نیز نثر را ند - و هنگام ورود بر لاهور  
قصیده هشت و یک بیت در یک چاشت در مدح ظفر خان بنظم آورد و در آنجا  
سے فرماید ه

ہزار حیف کہ عرفی و نوعی و سخن  
کہ قوت سخن و لطف طبع سے دیدند  
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روی داد  
اگر چه طالبات را بہیت و سہیت افزون است - اما افزونی ابیات طالبات با وسعت

وقت کم است۔ و کمی ابیات مرزا یا تنگی فرصت افزون۔ و این معنی از تقسیم ابیات  
میساعات واضح می شود۔

آدم برین که نسبت بجناب مرزا اصائب بی ادبی نمی توان کرد۔ اما این  
همه تفاخر از طالب آملی نامشهور است۔ چه شوکت قصیده قریب مدحیت در  
مدح میرزا اسعد الدین در عرص پر بار ساحت نجومی انشا نمود و مطلقاً لیب  
یا ظهار نکال نمیشود مطلع قصیده این است

بسکه جوشه شعله حل کرد از مینا شے من      شیشه افواره انش کن صبا شے من  
دور آنز قصیده ذی گوید

شب که گردیدیم هم آغوش پرینو خیال      چار ساعت در گذار شام دیو آسای من  
این همه اطفال منی را که افکار من اند      زاد کلک مریم آسای میحارای من  
طالبان درین جوانی روزی با خلعت زندگانی برآمدن واقع در سنه ۱۲۰۶  
ثلثین و الف (۱۰۳۶) پیش از فوت جهانگیر پادشاه بیک سال بود

دیوان نصاب و غزلیات و رباعیات طالبان در وقت تحریر بدست آمد فرصت و  
نگرد که بانتخاب پرداخته شود۔ کل چند از گلستانش حواله دست قلم می شود  
گر من بجائے جوهر آئینه بود۔      بے رو نما ترا بنویسم می نمود  
من کیم که بشرق من سر اندازد بزم      تا کل خود مرا می کند برگردش  
بے نیاز از زار باب کرم شد کرم      چون سپید چشم که بر سر فروشان کرد  
ملایمت کن و فایز شوا از ملامت خلق      تا کجایم موم ز آسیدب تو نشا آزاد است  
دشنام خلق را ندیم جز دعا جواب      ابرم که تلخ گیرم و شیرین عوض دهم  
سب چینی که بگلگون می سوار شدم      امید هست که رنگ پرین را گیرم  
خانه شرع خراب است که ارباب صلاح      در عمارت گری گنبد دستار خود اند

عزہ در جهان کنے بیستم دہر کوئی دہان ہمار است

## (۲۱) شغائی اصفہانی

امش شرف الدین حسین است - پدرش حکیم ملا طیب حازق بود -  
مشاور الیہ مراحل کسب علوم بسرعت نور دید - و ملکات نظری را بیشتر و زکریہ دوست  
مثنوی طبابت کرد و قریب پند از مشہور استاد - و مراد از سخن نوابی شعر افتاد و معانی  
افکار و غمازات و سبب مجتہد مرزا صاحب فراموش

در اصفہان کہ بد زخون رسد صاحب - کنوں کہ پیش شمس سخن شغائی نیست  
حکیم نزد شاہ عباس مانسی با غزونی قریب و منزلت اختیار داشت تا بعد  
کہ روز سے در عرض راہ شاہ را بر خور و شاہ خواست کہ از اسب فرود آید حکیم مانع  
آوایند و اسب را دہشتہ اند تا حکیم گذشت -

جو بہ مرزا جمل غالب آمد - میر یا قزو اما و میگفت "شاعری فضیلت شغائی  
آپوشید - و بجا شعر او را پنهان ساخت" لیکن در پایان عمر ازین امر ناام تمیز  
موفق گردید -

فرش در رمضان سہذبیع و شمس و النہ (۱۰۴۷) اتفاق افتاد -  
زادہ طبعش دیوان جد و ہزل و چند غنوی است مثل "دیدہ بیدار" و  
نکات ان بقیہ کلام "و" "مہر و محبت" این ابیات از دیوانش مانو شدہ

در دل در آن فرج گلہای داغ کن	از خانہ یوان ملول شوی میر باغ کن
خویش را بہ قیام غم آخر دل بینا بے	این کتاب پارہ کہیں خنمی ہمتا بے
ما کھے نو کو کہ بر در گاہ اودادی کنیم	مشت غم نے بر صبر با لیم و فریاد کنیم
از زبان حجب کین پریش دلما کن	عالمے را طعمہ شمشیر استغنا کن

اسے در آغوش ملک و مدہ بدخونی مکن  
 شکرستان زیر لب باری ترش روی مکن  
 بخود غم تو نگویم کہ بیم رسوائی است  
 نہان کفر خیالت کہ یا رہ جانی است  
 بہ انتقام ابد آشتی میسر نیست  
 ز بسکہ خودے تو بر یک گنہ میسجد  
 نو بہائے کہ دلی تشگند از پہلوی او  
 جائے آنست کہ پہلوی خزان نشیند  
 دامن دیدہ نگہدار کہ در مذہب ما  
 دل چوشت کشتہ دیت از مژہ ترکیزند  
 یک لحظہ نپرداخت مرا داد و محشر  
 این شکوہ بآنسوز بخشیر دگر افتاد  
 خدا عشق مرا از رنگ رسوائی نگہدار  
 کہ بدبیتانی پیر امن این رازی گردد  
 گرفتہ جان بہائے وصال نمی شود  
 از قاصد تو ذوق خبر می توان گرفت  
 آن دل کہ نامزد بوفائے تو کردہ ام  
 کارے مکن کہ عریہ جوئے دگر شود  
 تپ غم دیدار و لسوزی شکر زبان دار  
 ہمہ سم را مکن شیرین کہ می ترسم بجان فتم  
 زہر بیدارم بہ زہر امتحان کم کم مرید  
 ہر چہ داری بہر سم ہم زیر نایکجا کشم  
 پیے شگستن چمان بہین پس است تلافی  
 کہ بہر تازگی عمدہ داد دست بدتم  
 مرا قیمت بہ پنهان دیدنی کردی خوشدم  
 کہ بوی غبتی می آید از ارزان بہا کردن

## (۲۲) قاسم - قاسم خان جوینی

قاسم مائدہ فصاحت است۔ و ناظم جو اہر بلاغت۔ منیجہ بیگم خواہر اعیانی  
 نور جہان بیگم در جبالہ عقد قاسم خان بود۔ و بہ علاقہ سلفیت جہانگیر بادشاہ  
 بہ پایہ امارت و رتبہ مصاحبہ سربراہ فرخت۔ و بہ قاسم خان منیجہ مشہور گردید  
 در او آخر عمدہ جہانگیری حکومت صوبہ اکبر آباد و حراست قلعہ آن مصرعے  
 پر داخت و در آغاز دولتش جہانی بہ منصب پنجزاری پنج ہزار سوار و ایالت

صوبہ بنگالہ امتیاز یافت۔

و در سہ آشتین و اربعین و الف (۱۰۴۲) بعد فتح ہو گئی پندر کہ از بنا کرد  
عمدہ بنگالہ است۔ بقاصد سہ روز باجل طبعی در گذشت۔ امیر سے خیر معیت کر اٹھ گئے  
بود در نماز تہجد تقید داشت۔ و ہر سال دو لک روپیہ بہ تھقان می رسانید  
رایت سخن باین شکوہ می افرازدے

نمونہ چربس بیدلم صد انکم ز بس شکستہ دلم لب بخندہ وانکم  
راہ از جوم گریہ بر آذر بستہ ایم خون خورده ایم تا لب علم از بستہ ایم

## (۲۳) شوقی میر محمد حسین

از سادات ساوہ است۔ و طراح سخن با حلاوہ۔ میرزا اصائب کلام اورا  
تضمین میکنند و می گویدے

جو ابل غول است اینک میر شوقی گفت پوشیز از دو طرف می کشند زنجیرم  
از ولایت خود بکشور ہند آمد و بشمول عواطف اختمام الدولہ طہرانی بہانگی  
گردید۔ بعد چند سہ ہجہانگیر بادشاہ لازم گرفت۔ و بہ تقصیرے مورد عتاب  
در حبس افتاد۔ و بنوجہ قاسم خان جوینی از قید رہائی یافت و مدتے با او بسر  
برد۔ آخر بولایت ایران معاودت نمود و ہانجا در گذشت۔

طلائے سخن باین چاشنی از معدن بیرون می آردے  
و عشق ہر کجا کہ بلندی است پست است فیروزہ جابی گردون بدست ماست  
توان عہد با چشم تو کردن آریے بتواضع گزرانند ز خود مستان را

## (۲۴) فتحی اردستانی

فاتح ابواب خیال بندی است۔ و حرف شناس قفل ابجد مشکل پسندی۔ مرزا

صائب سخن اور انصین می کند رمی فرماید

این جواب آن غزل چنانکه فتنی گفته است      از فراموشان مباد آن کس که ماریا و کرد  
فی الجملہ تمجیل کرده بود۔ و در کمال ملائمت و نهایت پاکیزگی زندگانی میکرد۔ وفات  
او در سنہ خمس و اربعین و الف (۱۰۴۵) واقع شد

گوهر سخن چنین در سلک نظم می کشد

ہزار تکتہ بن گفت چشم غمازش      چون سبز خورده کہ پیروں نیاید آوازش

بدیدہ اشک شود رہنمون دل مارا      ستارہ شمع بود رہرو این دریا را

## (۲۵) فصیحی

از اعیان سادات ہرات۔ و آئینہ نقش پذیر حسن صفات بود۔

خوانندہ افسون فصاحت۔ نوازندہ قانون بلاغت۔ میرزا جلال اسیر گوید

آنالکہ مست فیض بہار اند چون اسیر      تہ جبروت ز جام فصیحی کشیدہ اند

ابتداء حال در خدمت حسن خان بن حسین خان حاکم ہرات عظیم تقرب

داشت۔ و تخم مدت پدر و پسر فراوان در سر زمین سخن کاشت در آن ایام درود و حکیم

شفائی بہ ہرات اتفاق افتاد۔ و در مجلس حسن خان بامیرزا فصیحی ملاقات دست

داد۔ و مشاعرہ ایشان بمناسبتہ انجامید۔ خان طرف فصیحی گرفت۔ شفائی از ہرات

برآمدہ فصیحی را بہجو کرد۔ فصیحی در دیوان بلند جوشکی را کہ رفرمود و اصلاً ملتفت

جواب نشد۔ بہجو فصیحی در دیوان شفائی بنظر درآمد دل نخواست کہ زبان قلم بکلمات رکیک آتش شود۔

میر تقی اوحدی صفایانی گوید۔ چند نوبت عزم ہند کرد مانع او شد نہ چون ماہجو

لوائی شہابہ عباس ماضی در سنہ صدی و ثلثین و الف (۱۰۳۱) سواد افروز ہرات

گردید۔ میرزا فصیحی باریاب ملازمت گشت۔ و صحبت او و دانشین شاہ افتاد۔ و بیانات



فراوان مخصوص گردانید۔ و ہمراہ خود بعراف عجم و ما زندران برد۔ از فروغ بیت  
گو ہر اورا جلالتے بخشید۔

دیوان فصیحی بنظر درآرد۔ خوش محاورہ است۔ اما مضمون تازہ بندرت دارد  
این چند بیت از دلقاط یافت ہے

زبون درد پریشان زلف یار شدم	نصید دوست کہ صید دل نگار شدم
مزیت خط و دست کہ چو آن بخت سراید	آب سبب از چشمہ خورشید بر آید
تو تماشا مکن آئینہ کہ حیران نشوی	زلف بر خویش میفشان کہ پریشان نشوی
بجہ کہ نازکی بار قسم بر نہی تابد	بخون غلظم کہ امروزش بدنام آشنا کردم
رتبه حسن بند است چه حاجت بنقاب	بہر منع نگہی کہ مژدہ کو ناہ تراست
ہزار بار قسم خورد و ام کہ نام ترا	بلب نیاور اما قسم ہنام تو بود
خویش را بر نوک مرگان تنم کیشان زدم	آن قدر زخمی کہ دل چاہست در پیکان نمود
ما زہر قاتلیم فصیحی نہ شہر ناب	مرد پیاپی خوردن بال گس نسیم
خار ترم کہ تازہ ز باغم بریدہ اند	محروم بوستانم و مردود آتشم
نویسار ایشیم گل عیشم مغرب	کہ من این نالہ زار از دل خرم دادم
مخفروستی کہ ما را بود صرف جام شد	گر خدا روزی کند دست دگر بر سر زخم
خاک آن کوی فستی ز حین رنجہ مکن	از مہ و مہر بیا موز جبین سائی را

## (۲۶) شاپور طهرانی

پدش خواجگی بر ادھقی میزرا محمد شریف ہجری پدرا عتقاد التبولہ جہانگیری  
است شاپور فریبی ہم تخلص میکرد۔ قصائد و لہریہ دارد و غزلیات دیوان زیب  
مرزا عسائب کلام اورا تضمین می کند و می فرماید ہے

صاحب این تازہ غزل آن غزل شاپور است  
 کہ گران می رود آنکس کہ توکل دارد  
 کلمات شاپو بنظر در آمد قصیدہ نسبت دیگر اقسام شعر جو تبری گوید و داد رقت و نزاکت  
 می دهد چون قاعدہ اغلب این جریدہ ذکر ابیات غزل است چند بیت از غزلیات او جدا نموده شد  
 بشوخی تو سوار سے بصد رزین شست  
 تو تا سوار شدی فتنہ بر زمین شست  
 گر چہ در حاشیہ بزم تو داخل باشم  
 رو خراشیدہ ترا ز صفحہ باطل باشم  
 نہ لکچ چیم ازین بستان نام یاسمن بدم  
 دلے پردہ از غولے مرغان چین بدم  
 در رہ یارے کرو ممنون یاری نیستم  
 گر چہ خود را گشتہ ام بے شرمساری نیستم  
 بے می سرتیار دل ریش ندارم  
 تا مست نگردم خبر از خویش ندارم  
 نازک دلم چو کاسہ چینی خدائے را  
 انگشت بر لبم نرنی کن ز فغان پر است  
 تقدیرین پست از بند یکا استغنائی است  
 ورنہ دیوار من از دیوار کس کوتاہ نیست  
 ماؤ نگاہ دور کہ زندان پاکباز  
 بر سر نخے زندہ گلے را کہ بگوئند  
 سینہ بر خنجر اوزن کہ شہادت اینجا  
 ناقص است از مدد کشنہ بہ قاتل رسید  
 چو ابرم از پر رفع کرد و ت گری می آید  
 اگر بر خاطر باد صبا بیم غبار خود  
 می رود نفس کنان بدم تیغے شاپور  
 دانش را بگذرید کہ کارے دارد  
 گویمیا بہر تلافی بسیر کشتہ خویش  
 بر تیر کہ چون مشکرا ز دست تو خوردم  
 گویا بہر تلافی بسیر کشتہ خویش  
 بہیچ جرنے نیست در عالم ز غمازی بتر  
 عیب پوش خود نہ باشم عیب جوی گس نیم  
 نعم البدل وعدہ صد سال وصال است  
 کفے غبارم و عریانی ست کسوت من  
 روشن نشد ز آتش ما چشم خانہ  
 نیم جبریم کہ خود را بہ پیرهن مالم  
 ہچون چراغ گور بویرانہ سوختم

فوصتِ عرضِ تنها کو کہ در ایام وصل      یارِ مستغنی و من مستغرقِ نظار و ام  
 زمینِ سرگردانِ نتوانِ باده خریدن      صفرای می از باده خونا ب شکستیم  
 در حقِ مستیم از ہم بدر آئید کہ من      دیدہ ام آنقدر اصلاح کہ باطل شدگار

## (۲۷) اسیر میرزا جلال بن میرزا مومن شہرستانی

شاعر ادبند است و موجد انداز بے دلپند۔ ابو طالب کلیم گوید  
 میرزای جلال الدین بے است      از سخن سخنان طلبکار سخن  
 راستی طبعش استاد من است      کج نیم بر فرق دستار سخن  
 و میرزا اصائب سخن اورا مکر تضحین میکند و در قطعے میگوید  
 خوشا کسی کہ جو صائب صاحبان سخن      تتبع سخن میرزا جلال کند  
 اسیر اگر چه بلید فصیحی ہر وی است اما با میرزا اصائب اعتقاد تمام دارد۔ و  
 مکر نعمت ستایش می سجد۔ و جای می گوید

با وجود آنکہ استاد فصیحی بودہ است      مصححِ مصائب تو اندیک کتاب مشہود  
 میرزا از اجلہ ساداتِ شہرستان صفایان است و بمصاہرتِ شاہ عباس  
 ممتاز زمان پیوستہ سرگرمِ صحبتِ اربابِ کمال بود۔ و بعلومِ ہمت و سموفطرتِ اتصاف  
 داشت۔ اما با گردشِ جام و شربِ ہدام آنقدرِ خوگر شد کہ در عینِ جوانی بر بستر ناتوانی  
 افتاد۔ و در سنہ تسع و اربعین و الف (۱۰۲۹) غبارِ مستی بہا و فنا داد۔  
 دیوانش سیر نمودہ شد۔ غث و دسین دارد۔ و مضامین تازه کم واقع شدہ این  
 چند رشحہ از خمستانش می چکد

گرچہ آن قیمت ندارد دلِ کم پامالت شود      صرفِ آتش بازیِ طفلانِ ہمسالت شود  
 زہمتِ کشتنم بدہ زر گیس کم نگاہ را      یا مکن آشنای دل گرمی گاہ گاہ را

خدا جبرے دہد در کشتنِ ماقابلِ مارا	بامید کسے نگذاشت بیدادش دلِ مارا
کہ در دامِ تغافلِ عیصیدِ مانمی گنج	بلب ہر دم ز شادی شکر این سودا نمی گنج
شہید زخمِ شمشیرِ تغافلِ اجر ہا دارد	پس ان عمرے بسویم گزنگاہے کرد جا دارد
چہ غمِ نثار دارد می ناز در سرش ہست	نہ یار اگر چہ سرزد نگہ شکرش ہست
چہ کند کسے بہ یکدل کہ ہزار دہشتن ہست	بکدام جان باز د بکدام سر بہ بخشد
مستانہ می رود جلوے میتوان گرفت	جولانِ دل شکاریش از کار بردہ است
عمر عزیز در قدمِ نامہ برگزشت	غیرت روانداشت کہ تنہا گزارش
کہ ہر چہ ہست بغیر از من انتخابِ من است	نہ خوب دانم و نہ زشت اینقدر دانم
چشمِ خوبان را نگاہِ عذرخواہی لازم است	گرچہ استغناست نا حق کشندگانِ خون بہا
سایہ بید خوش آیندہ شملے دارد	در پریشان کدہ یاس بود فیضِ رسا
کاشے باید کہ از تقصیر جاہل بگذرد	سج خندان می شود بر سر کو تیغ آفتاب
نسیم را خبر از سرگزشت من کمیند	بدوستی کہ چو در کوی او غب ارشوم
عمر ہا سوختہ ام تا نفسے یافتہ ام	بگذارید کہ بگذارم و آہے بچشم
از آئینہ دیدی چہ قدر ناز کشیدی	گفتم نہ ہی دل نشینیدی سختم را
چون آستینِ خالی است بیکتا تا بگردد	مستے کہ بزنگیرد از پافتادہ را

### رباعی

آگاہی چسیت سیر دنیا کردن	در ملکوت وجود سودا کردن
چون مہر سفر کن کہ بود کار زنان	از سرمہ سایہ دیدہ بینا کردن

(۲۸) ادائی - میر محمد مومن یزدی

کلامش ادا ہائے خوب دارد - و انداز ہائے مرغوب - درد یار خود متہم بالحد اگرڈ

و مجال اقامت ندیده رخت بوسعت آباد همت کشید و در سه ثلثین و الف (۱۰۳۰)  
 از دکن شد - و در آن الکه مراحل زندگانی بپایان رسانید -

ستارات آبشار از افق طالع می کند

بے روی تو روزیکه رجم برچین افتد دیوار به از سایه که بر روی من افتد  
 یک دل آزاد دین دامگه قالی نیست یوسف نیست دیرین مهر که زندانی نیست  
 چاشنی گیر زیر کاسه این خوان گشتم خوش نمک تزیین گشت پیشانی نیست

رباعی

این عمر بباد نویماران ماند این عیش بسیل کوهساران ماند  
 ز نمار چنان بزی که بعد از مردن انگشت گزیدنی بیاران ماند

## (۲۹) سعید انقش بند میردی

نقشبند کارگاه خوش تلاشی است - و صورت آفرین هیولا سے خوش قماش میز  
 صائب اورا بزبان ادب یاد می کند و می گوید

این خوش غزل فیض سعیدای نقشبند صائب ز بحر دل تباہل رسیده است  
 سعید ادر صفایان اقامت داشت - و نزد اکابر وقت معزز و محترم می زیست  
 نقش خیال در پرند عبارت چنین می بافد

کس نیست که خرم ز دل ریش برارد این فارگر آتش از خویش برارد

## (۳۰) نظیر شهیدی

نظیر عنایب بهار است - و عدیل طوطی شیرین گفتار - در سه ثلثین و الف  
 (۱۰۳۰) احرام بیت الله بست و بعد از ادراک این سعادت متوجه همت گشت - و

در اثناء راه شدند بسیار کشید و کشتی او شکست - بعد محنت تمام به شهر سیپور رسید -  
 و در سداک مقربان عادل شاه انحراف یافت -

اول نظیری تخلص می کرد - با استدعای نظیر نیشاپوری نظیر قرار داد - گویند  
 نظیری عوض حرف یاده هزار روپیہ به نظیر تسلیم کرد - و این سوال و جواب ظاهر اغاغب  
 شده باشد - زیرا که نظیر بعد فوت نظیری به هندوستان رسید و الله اعلم  
 نظیر آهوان معانی را باین قسم شکار می کند -

نگذاشت ز سامان تنم ضعیف جدائی      چندانکه نگاه شوم و از مرز خیزم  
 در سلسله بال فشانان هوائی      خم ناشده از ناله من بال نیست

### (۳۱) نادم لاهیجانی

سرخروئی معرکه شعر است - اما از شکست نفس نادم تخلص می گزیند و صدر آرای  
 مجلس فصاحت - لیکن از فروتنی در صف آخر می نشیند - لکن طلاق اللسان بود -  
 و قصب السبق از راضیان مضار زبان آوری می ربود - از دیار خود بمالک و کن  
 افتاد - و بامولانا نظیری نیشاپوری صحبت معتقدانه داشت - بعد چندی به بنو  
 بنگال خرامید - و از اینجا به عظیم آباد تپنه حرکت کرد - آخر به اصفهان معاود  
 نمود و به انجام حله آخرت پیمود -

روحان کلامش در سرزمین ورق سبزی شود -

در کعبه اگر دل بسوے یار نباشد      احرام کم از بستن زنتا نباشد  
 هرگز این طفل مزاجی ز رود از یادم      گریتاوت روم شوخی گهواره کنم  
 باعث جلوه گل دیده بیدار من است      بلبان شور بر آید که خوابم نبرد  
 هنوزش رنگ طفلی هست گل چیدن نمیداند      بدامن آشیان بلبل از گلزار می آید

## (۳۲) سروری کا بلی

عالم بیگ نام دارد نکات رنگینش گلرسته سروری است۔ و خیالاتِ دلنشین  
ربایہ حضوری۔ در آرد وی جهانگیری بسرے برد۔ و در زمرہ خوش خیالان می رسد۔

نہال نکیش باین رعنائی می بالد

لطف و دشنام تو تسکین دین میوش است آتش از آب چه گرم و چه خنک خاموش است

رقص دست و پانزدن اختر اعانت چرخ زیر پوست پندین سلع است

چو کان صفت بطاب خود پست پازدیم پیوند ما بطلط انقطاع ماست

غذر دست تنی است خلق کریم میوه بید سایہ بید است

## (۳۳) مطیع تبریزی

طوطی بے بدل و مطیع استاد ازل است۔ میرزا صائب مصرع اور تضمین

می کند وی فرماید

جواب آن غزل است اینک گفته است مطیع کلید کعبہ و بتخانہ در بغل دارم

مطیع تجارت پیشہ بود۔ از دیار خود بسیر مہند خرامید۔ روزگارے مہنڈاشت

طرائع اشارش پیرایہ عارض ورق می شود

آہے کہ مرا از دل پر در بر آید چون شاهسواری است کہ از گرد بر آید

چو وسعت عدم در خیال می آید ز تنگنائے وجود ملال می آید

## (۳۴) اوجی نطنزی

نکر بلندش طرفہ اوجی دارد۔ و شعر آبدارش عجب موحے۔ میرزا صائب سخن

اور انصاف می کند و می فرماید

این جواب صریح اوجی که وقتی گفته است پادشاهی عالم طفل است یاد یوانگی

و اوجی نسبت بمیرا می گوید

صائب نمود جوهر شعر مرا به من تیغ برهنه ام که جگر دار یا فتم

اوجی با حسن خان شالمو حاکم هرات بسر می برد و در مدح او فراوان

قصائد پرداخت

دیوان او بمطالعہ درآمد و این چند بیت بالنقاط رسید

کرم گله است که در باغ خود نمائی نیست کریم ساخته بودن کم از گرائی نیست

گر شامه شیب و گر صبح شباب است پوشیدن چشم از دو جهان یکمزه خواب است

ساغر بغیر داد ز رشکم خراب ساخت آتش بدیگر ز دو مار اکباب خست

نگد گرم عنانم صدف دیدار کجاست بوسه بے ادبم کنج لب یار کجاست

طل گران بقیعت جان می توان خرید این است گوهری که گران میتوان خرید

دربین زمانه پسر باید پرسد سازد درین حدیث گوهر شراب نگوری است

بهریک لب خنده توان زینت شادخی منصب گل گرد دهن غنچه تصویر باش

ما حریف این قدر بار تعلق نیستیم می بزور این رنگ بر چهره ما بسته است

خاطر جمعی ندارم از تو آخر دیده ام همچو دستار پریشانم ز سروا کرده

که بارایش ویرانه ماسه آید آنکه در آینه یک جلوه بصدنا کند

من گرفتار خویش را بے غم تسلی ساختم خاطر غم را باین معنی تسلی چون کنم

با آن که قتل ما بتخل حواله کرد چندان امان نداد که خاکه بسر کنم

صفای روی عرفا ک یار را نازم که صلح داد بهم آفتاب و شبم را

از باد نمنه توان بریدن زین آب گذرنه توان کرد



آجی این نظرہ خونی کراجل خواہد برت  
صرف آنست کہ در گردن دشمن باشد

## (۳۵) مشرقی میرزا ملک مشہدی

در نظم نثر منشأ پیدائع آثار است و مشرقی فرادان انوار پندے در خراسان  
باسن خان شاملو گزرا نید۔ آخر با صفہاں نشانت۔ و در سلک منشیان  
شاہ عباس ماضی انظام یافت۔ خان مذکور در مفارقت از غزلے گفت۔ از آن  
است ے

ہما مشرقی از کنار من رفت از مشرقم آفتاب رفت  
دیوان مشرقی بملاحظہ درآمد۔ قصائد غزادر مدح شاہ صفی بنظم آورده۔ و  
تقطعات ہجو بسیار گفته۔ محرر اوراق التہام کردہ کہ زبان ژامہ را از ہجویات و  
ہرلیات شعرانگاہ دارد۔

مشرقی مضامین خوب در قصائد تلاش کردہ۔ این چند بیت از غزلیات او  
برچیدہ شد ے

نمی گویم کہ آتش ز گشت گل بو بگرداند	الہی آن گل آتش طبعیت خو بگرداند
دوستان بوی نمی از خرقہ ماے آید	نکبت یوسف ازین کہنہ قیامی آید
ہمچو خورشید قدم بر سر دنیا دارم	عالمے در تریک آبلہ پا دارم
پر تو شمع رنخے افتاد در کاشانہ ام	سوش یا قوت شد خاکستر پروانہ ام
دل را بشمیم گل دانخے نرساندیم	پروانہ خود را بچرانخے نرساندیم
چو عندلیب دارم باہ و نالہ گزشت	چو گل تمام بہارم بیک پیالہ گزشت
باغبان چون غنچہ نرگس مراد نخواہد	تا بحسرت در کداین بزم چشہے و اکثم
ز کعبہ یم و رشک آیدم بخون نابے	کہ از زیارت دلہاے خستہ ے آید

کار دوبارہ پیش تباراج دادن است      می راز خم بجام کن و در سبوح من  
 مطلب اضطراب بقصد رسیدن است      از شیشه تا بلب نرسد می رسیده است  
 نہ در بہار نشاط نہ در خزان الے      فلک مرا بچہ امید در قفس دارد  
 نہ ز خم خاک کشیدم نہ بوی گل دیدم      ز عندلیب شنیدم کہ نو بہاری ہست  
 آب حیات تیغت جان داد مشرقی را      ہرگز کسے نہ در جان داد فی چنین یاد

### (۳۶) منیر الو البرکات لاہوری بن ملا عبد المجید ملتان

صاحب طبع منیر و نظم و نثر دلپذیر است۔ در منشآت خود گوید ”من بے خانمان  
 کہ در ظلم و ستم وطن گزیدہ ام صد ہزار بیت بلند بنیاد نہادہ ام“ منظورات او و مثنوی  
 کہ بر قصائد عرفی شیرازی نوشتہ منداول است۔ مولد و منشأ منیر دارالسلطنت  
 لاہور است

در عہد شاہجہانی اول بامیرزا صفی مخاطب بہ سیف خان ناظم الہ آباد  
 بسری برد این سیف خان داماد میرزا ابوالحسن مخاطب بہ آصف خان  
 بن میرزا نعیات بیگ اعتماد الدولہ طہرانی جہانگیری است۔ بعد از ان  
 منیر با اعتقاد خان حاکم چنوپور سپرورد اعتماد الدولہ مذکور مربوط گشت۔ و از  
 خوان احسان اوزلہ برداشت۔

و ہفتم رجب سنہ اربع و خمین و الف (۱۰۵۴) در مستقر الخلافہ اکبر آباد خت  
 حیات بر بست۔ نعلش اورا ہلاہور نقل کردہ زیر خاک سپردند۔

طبع منیر سواد سخن را چنین روشن می کند

قدم برون نہند ماہ من ز منزل خویش      بود چو صورت آئینہ زیب مغل خویش  
 سی قدان کہ گرفتار جلوہ خویش اند      چون گل شمع دو اندر ریشہ در گل خویش

## (۳۷) قدسی - حاجی محمد جان مشهدی

جان سخن پروری است و روح معنی گستری - سعادت زیارت حرمین  
 شریفین اندوخت - و بگلگشت همد خرامش نمود - و در شهر زیج الاخر سده ثقیلین  
 و اربعین و الف (۱۰۲۲) بمقتبل عقبه صاحبقران ثانی بنی یربل گذاشت روز اول  
 قصیده بعرض رسانید که مطلعش این است :-

ای قلم بر خود ببال از ندادی بکش از زبان  
 در نداءے قبله دین ثانی صاحبقران  
 بغایت خلعت و انعام دو هزار و پیه کا میا بگشت - و در ذیل مناظر از ان انخراط  
 یافت - و بیومیه پیش قدرے موظف گردید - و بار بار بجو اثر کام دل اندوخت  
 شیخ عبد الحمید صاحب شاهجهان نامه در وقائع جشن نوروز سال هزار  
 و پنجاه و پنج هجری می نگارود که :-

“روز پنجشنبه دوازدهم شوال سریر آرای آسمان چهارم پر تو اعتدال بر ساحت حمل  
 انداخت و افسرده طبعان نباتات را با بتهزاز در آورد - ست نزد هم ماه مذکور - “  
 “حاجی محمد جان قدسی در جلدهای قصیده که به روح پادشاهی محلی ساخته بود بر زبر  
 کشفه مبلغ در آن را که پنج هزار و پانصد روپیه شد یاد مرحمت گردید و در او اسطر شعر  
 “ربیع الاول سده تسع و اربعین و الف (۱۰۲۹) بعنوان صله شعر صد مهر عنایت  
 شد - و در جشن شقایق فتح جهان آرا بیگم بنت صاحبقران ثانی از آسیب آتش  
 “در او اهل شوال سده اربع و خمیسین و الف بغایت خلعت و دو هزار روپیه تمتع  
 برگزنت “

شیرخان در مرآة الخیال می نویسد که :-

“حاجی محمد جان قصیده رنگین در مدح صاحبقران ثانی گفته بعرض رسانید پادشاه

”اقسام جو اہمیتی طلبیدہ فرمود تا ہفت بار دہانش ازان پر کردند انتہی“

امام مؤلفین شاہجہان نامہا مثل ملاء عبد الحمید لاہوری و ملاء علماء الملک  
تونی و صاحب عمل صالح کہ ہر کدام حالات پادشاہی مستوفی می نگار و صلہ پُر کردن  
و ان قدسی بجواہر بہ زبان قلم نیاوردہ اند۔

قدسی پادشاہ نامہ صاحبقرانی نظم آورده چون نام عبد اللہ خان فیروز جنگ  
وروزن پادشاہ نامی نگجید۔ باین حسن بیان ادا کردہ

نہنگے کہ از غایت احتشام      نگنجہ بجز از بزرگیش نام  
بجای ناقص می گزرد کہ برای نگنجیدن نام دو تعلیل آورد۔ از غایت احتشام  
و از بزرگی۔ احد ہما زائد است۔ اصلاح برین وجہ می تواند شدہ  
نہنگے از غایت احتشام      نگنجہ بجز از بزرگیش نام  
و طویرے بنکلف معنی می تواند شد کہ ضمیر شین را راجع بنام سازند یعنی نہنگے  
کہ از غایت احتشام او نام بمرتبہ بزرگ شدہ است کہ دگر نمی گنجد۔ و اصلاحی کہ  
کردہ شد معنی را صاف ادا می کند۔

شہنوی و قصیدہ قرسی خوب است لیکن غزلش چندان رتبہ ندارد۔ انتقال از  
درست و خمین و الف (۱۰۵۶) اتفاق افتاد کلیم در مرثیہ او ترکیب بندے  
گفتہ و تاریخ چنین یافتہ مصرع دور ازان ببیل قدسی چہنم زندان شد  
شیخ عبد الحمید می گوید کہ ”قدسی بعارضہ اسہال در دار السلطنت لاہور  
در گزشت“ و غنی کشمیری در قطعہ تاریخ وفات کلیم گوید کہ

عمر یاد او زیر زمین      خاک بر سر کرد قدسی و سلیم  
عاقبت از اشتیاق یکدگر      گشتہ اند این ہر سہ در یکجا نفیم

ظاہر منطوق عبارتِ ہمین است کہ ہر سہ در یکجا مدفون اند و این وقتے تواند  
شد کہ جسد قدسی را بکشمیر نقل کردہ باشند۔

و میر طاہر نصیر آبادی می نویسد کہ "استخوانِ او را بمشہد مقدس نہیں  
دیوانِ قدسی بنظر تصفح درآمد و این چند بیت اختیار افتادہ

زود بہ کردم من بے صبر و داغ خویش را	اول شب می کشد منسلخ چراغِ خویش را
ز جلوہ گری مثل تو کس یاد ندارد	نادر بود آن پیشہ کہ اُستاد ندارد
در مجلسے کہ یاران شربِ مدام کرد	نوبت بہا چو آمد آتشِ بجام کردند
اینجا غمِ محبت۔ آنجا ہر ای عصیان	آسا پیشِ وز گیتی بر ما حرام کردند
در چنین فصلے کہ میلِ مست گلشن پر گل است	گر ہمہ پیمانہ عمر است خالی خوشبخت
ہر چہ باز لبِ تو می ماند دل از من کرد	روزِ عمر در نماست شبِ یلدا اگر شست
غمِ هجوم آورد من در فکر بے سامانم	میزبانِ نخلت کشد ہر چند ہمان آشنا
بیش ازین باغ باندا زہ یک تنگدل است	کاش گل غنچہ شود تا دلِ ما بکشايد
گر دستِ شامِ ہجران گیر دگلوی شبنا	مشکل کہ تا قیامت از صبح دم براید
عشق چون قسمتِ اربابِ معیشت میکند	لالہ داعیِ زمینِ برد کہ داغ دارد
تا ب ہجرانِ شرا ہم نیست تا وقتِ صبح	پیشتر از صبح می خندد گلِ پیمانہ ام
نگذاشت بخواب عدمِ شیونِ بلبل	گلِ ریختہ بودند مگر بر سرِ خاکم

### (۳۸) سلیم میرزا محمد قلی طرشتی

از طبقہ اتراک و کلتہ سنجان بلند ادراک است۔ صاحب طبع سلیم و ذہین تقیم۔  
در سلاست عبارات ممتاز و در نزاکت خیالات بے انبار۔ ابتداء حال با میرزا  
عبداللہ وزیر لاهیان بسر می برد۔ و بزمید مصاحبت امتیاز داشت۔ در آن

ایام مشغولی رنگینے در تعریف لاهیجان انشا کرد۔

آخر الامر در عهد شاہجہانی سرے بہند کشید و مشغولی مسطور را تغیر دادہ بنام کشمیر ساخت۔ ازان است در صعوبت راہ کشمیر

چنان معلوم می گردد کہ این راہ  
زبس رہو در وسنگین خرا آمد  
رہ موران بود بر خرمن ماہ  
زیابیش رشتہ پنداری برآمد  
ہمانا کہ فراست این کوہ خو نخواست  
کہ دارد برگمرزین راہ ز تار  
مغلطان سنگ از دتائے توانی  
کہ باشد بد بلائے آسمانی  
بسامان رفتن این راہ زشت است  
مجزو شو کہ این راہ بہشت است

بعد ورود در ہندوستان ندیم میر عبد السلام مشہدی شد و در مدح او قصائد بلند پرداخت۔ میر عبد السلام از عمدہ امرا شاہجہانی است و در عهد شاہزادگی منصب شایستہ و خطاب اختصاص خان اختصاص داشت و بعد سریر آرای سلطنت اول بخشی دوم شد۔ پس ازان ناظم گجرات و عقب آن ناظم بنگالہ۔ سپس بخطاب اسلام خان و والا پایہ وزارت مباہی گشت و چون نوبت وزارت بہ سعد اللہ خان رسید پادشاہ اسلام خان را بایالت ممالک دکن سرفراز فرمود و ہم در زمان حکومت دکن سدہ سبع و خمین و الف (۱۰۵۷) جہان فانی را و داع نمود۔ مقبرہ او در سواد اورنگ آباد معروف است بمارتے و لتشین دارد۔

محمد قلی سلیم در رکاب اسلام خان بسرے برد۔ و در سالے کہ اسلام خان فوت کرد یعنی سدہ سبع و خمین و الف (۱۰۵۷) او ہم در کشمیر رخت سفر ازین عالم بر بست۔ و در دامن کوہے کہ مشہور بہ تخت سلیمان است مشرف بہ تالاب ڈل خلو نشین خاک گردید۔

این چند بیت از دیوان سلیم برار باب ذوق سلیم عرض می شود

مگذار دستم که گل باغ وفا بم	بر دست تو شایسته تر از رنگ حنا بم
تا چند دیر و کعبه بخوان این فسانه را	به چون کمان حلقه کی کن دو خانه را
به دست آینه از عکس خوش گلسته را ماند	رشته زلف او هندوی ترکش بسته را
ای تازه روز زخم خدنگ تو داغ ما	از روغن کمان تو روشن چراغ ما
و نفس رفت چو قمری چمن از یاد مرا	بهتر از سرو بود سایه صیاد مرا
معمی گر کند بحث سخن دلگیر است	در جد گوش و زبانش سپرو شمشیر است
تا سحر امشب شراب ناب می باید گرفت	خوبهائے شمع از مهاب می باید گرفت
نار سائی به نور همه جا همراه است	جامه سرو نه موزونی او کوتاه است
جدل از خصم سز باشد و از من عیب است	چون رگ لعل ز دانا رگ گردن عیب است
بها نصیب تو از من چنانکه خواهی نیست	که استخوان مرا مغز به چوماهی نیست
امشب که ز خنجر بسوی بزم تو راه است	چون شمع سراپای تخم وقف نگاه است
صبر مارا از خدنگش ددل جان آتش است	ناوک او را مگر چون شمع پیکان آتش است
ساقی کلفام سخن باغ را میخانه ساخت	از طرب چون صبح صوفی سحر را پیانه ساخت
واقف کس ز شیوه آن کجکلاه نیست	چون صورت فرنگ لگامش نگاه نیست
نیم ببل فصل گل بگلشن آشیان گیرم	دلم صد گل که چون شمع یک برگ خزان گیرم
چو ببل باعث شورید گفتاری نمی دالم	چو گل تقریب این آشفته دستاری نمی دالم
با وجود صد هنر اتم ز شعر و گلشن است	خامه در دست هنر و زیر روی ترکش است
روزی کس را خورد که دیگرے زان چوب است	آب نتواند فرد بردن که رزق آتش است
هر کدام یک لطف می کنی خوب است	که دانه های دلم را ز هم جدائی نیست
راحت مردان هم از پر خنجر دانی است	شیر را در وقت خفتن دست دبا ز دست است
ذوق از دیدن عاشق بدگیری نیست	خنجر در چاک نفس نفل در زندان است

نگردد گریه مستانه ام کم	که این باران شب سینه گرفت است
نتوان نمود نقش ترا آنچنانکه هست	آئینه پیش روی تو چون صبح کاذب است
خند بر سر و مکن این همه در محفل خویش	جامه کوتاه اش اولی است که خند میگردان
سیلم از میره نوحال آسمان پیدا است	نشان مرکب طفلان رکاب کوتاه است
چون تدر روی کاشیان تبدیل سازد میشود	تالاب بجنون تهری لیلی چو در محفل نشست
بر بزم باده موبه صیفه غزل	سفید بطلب تا توان در آفتاب نشست
همان بخاندیر چو ماند عزیز نیست	کوتاهی زمانه ز عمر دراز ماست
گر سر بود کجکله و بر زده دامان	منعش نتوان کرد از پنهان جوان است
هیچ کس حال سر مار نمی داند که چیست	عالمی را چشم همچون صبح بردستار است
شاهان چرا سیکم بر ورشک می برند	ملک سخن چو پیش زیک گوشواره نیست
دل درون سینه ام می ز قصد از حرف	هیچ سازنه ماهیان را چون صد آفت نیست
تنیغ اویش از اجل می سازدم از غم خلاص	راه پل و راست می باید مرا بر آب زد
از یار مصلحت نیست آهنگ شکوه کردن	چون دف بکلفه مادیوار گوش دارد
در مقام عشق دل را از تعلق پاک کن	بامد آئینه را نتوان بدست شاه داد
سیلم گفت که دارم بطره است سخنی	بمخنده گفت که مهند و زبان چرمی داند
یوسف بن چشم طفلان نیست تنها بر برت	شوق مکتوب تو پیران را کبوتر باز کرد
هیچ کس پرورده خود را نمی خواهد زبون	آب آتش را خصومت بر سر خاشاک شد
اعتباری دولت جمشید را پیدا نشد	تا که تا از دودمان خود باو دختر نداد
نسبتی در عاشقی ما را به مرغ بسمل است	تا ز ماصیاد سر گرفت مارا سر نداد
نیست در ایران زمین سامان تحصیل کمال	تا نیامد سوی هنرستان حنا رنگین نشد
با خبر باش از زبان خود که انایان راز	از خوشی حلقه در گوش سخن چین کرده اند



جهان سفله اگر داد جرعه آبے      همان نفس چوئی آن را بروی من آورد

از غلغله نیست هرگز دلگیر و عده او      کاین همیشه خواهد همراه لنگ باشد

شانه می آید بکار زلف از آشفتنگی      آشنایان را در ایام پریشانی پیرس

چو تن باد حوادث مشو غبار انگیز      پناه مردم بے دست پیاچو مژگان باش

بسکه دارم ذوق جستن از فضاے روزگار      در میان خانه بچون تیر میدان کمی کشم

سفر اول شوق است بکویت مارا      صید ما زود توان کرد که نو پروا زیم

حیف باشد که ز بے مهری او شکوه کنیم      ما که معشوق پیران همچو کبوتر بازیم

چنان تمناعت فقر است سازگار ما      که چون حجاب شوم فربه از هوا خورن

عهد کردم که گر این بار بکوی تو رسم      سر مژدیده کنم سایه دیوار ترا

تحقی نماند که در تنج فقیر اول کسیکه تفصیل      چنان در مقلع غزل طبع انداخت سلیم

است - می گوید

سَلِيم امشب بیا در تربت حافظ قبح نوشت      اَلَا يَا اَيُّهَا السَّارِقِي اِدْرَا كَلَسَا وَنَاوَلْنَا

دست می گوید

گفت حافظ دید چون کلاک بیا نم را سلیم      بلبله برگ گلے خوش رنگ در منقار داشت

زبان زد خلق است که او معانی بیگانه را با خود آشنای ساخت - چنانچه ملام

دار سنه گوید

دخله که نکردی بکلام الله است      بیت که نبرده تو بیت الله است

طرفه اینکه سلیم از دست دیگران می نالد می گوید

دیوان خود بدست حریفان مده سلیم      غافل مشو که غارت باز تو می کند

و نیز می گوید

دیوان کیست از سخنانم تھی سلیم      تنها نه بر من این تنم از دست صاحب است

نام میرزا صائب را تصریح کرده اما بالغ نظران می دانند که میرزا صائب  
خیمه صاحب قدرت سیر بضاعت است - حاشا که باند و جر پر دازد - و متاع بیگانه را  
دستمایه خود سازد - مضامینی که از سلیم و صائب همسایه یکدیگر واقع شده و بنظر ترتیب  
این نارسا رسیده در اینجا ثبت می نماید - و چون تاریخ وفات سلیم مقدم است اول شعر  
سلیم مذکور می شود -

صائب به مشاطه را جمال تو دیوانه می کند      کائینه را خیال پر بخانه می کند  
صائب به دل را نگاه گرم تو دیوانه می کند      آئینه را رخ تو پر بخانه می کند  
غنی کشمیری نیز این مضمون را می بندد که

بر کس که دید روی تو دیوانه می شود      آئینه از رخ تو پر بخانه می شود  
سلیم به چشم تو ام ز بوش تهیدست می کند      یک سرمه دان شراب مرا مست می کند  
صائب به از چشم نیم مست تو بایکجهان شراب      مصلح کرده ایم یک سرمه دان شراب  
سلیم به صدا چگونه بر آید که این سیچشان      بسنگ سرمه شکستند شیشه مارا  
صائب به نماند ناله دل در د پیشه مارا      بسنگ سرمه شکستند شیشه مارا  
ملاطاهر غنی نیز این مضمون بسته است

ز بیم آنکه مباد صدا بلند شود      ز سنگ سرمه شکستیم آبگینه خویش  
سلیم به ز آشفته طره مقصود خبر داد      هر فال که از شانه شمش دگر فیتیم  
صائب به خواهد فتاد من زلفش بدست من      این فال را از شانه شمش دادید ایم  
سلیم به زینت ارباب یعنی جوهر ذاتی بس است      لاله در کوه بدخشان گر نباشد گو مباحش  
صائب به شمع بر خاک شهیدان گر نباشد گو مباحش      لاله در کوه بدخشان گر نباشد گو مباحش  
سلیم به اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی      که طوق ناخته برپای سرو خلیال است  
صائب به حسن بالادست را آرایش چون عشق نیست      طوق قمری سرو را بهتر ز خلیال زراست

تیلیم سیدم ہند جگر خوار خور و خون مرا      چہ روز بود کہ راہم باین خراب قناد  
مٹاے صائب از ہند جگر خوار بردن می آیم      و شکر من اگر شاہ نجف خواہد شد

آما مانوعی جہوشانی پیش از ہر دومی گوید

گراخت ہند جگر خوار می اہل پسند      کہ استخوان ہماٹی غذای زاغ شود

و ملا مشرقی نیز ہند را باین صفت یاد می کند و می گوید

دلہ در آرزوے ہند خون شد      کہ خون با وادہ ہند جگر خوار

مقتضای حسن ظن آنکہ اشتراک مضامین را حمل بر تواتر دکنہ و تا کہ محل حسنی داشتہ

باشد چرا در پے محل دیگر روند۔

علامہ تفتازانی در مطول نقل می کند بلخصہ کلامش اینکہ :-

”حکم مرتد وقتہ کردہ میشود کہ اخذ ثانی از اول یقینی باشد و اما احکام مرتد مرتب نمی تواند“

”شد و از قبیل تواتر خواہد بود۔ و در صورتی کہ اخذ ثانی از اول معلوم نباشد باید“

”گفت کہ فلان شاعر چنین گفتہ است و دیگرے سبقت بردہ چنین یافتہ۔ و باین حسن“

”قبیر معتمد دانہ فضیلت صدق را۔ و محفوظ دادہ و خود را از دعوی علم غیب و نسبت“

”نقص بغیر انتہی“

و اگر کسی بنظر نقیشت ملاحظہ کند کہ شاعرے را از تواتر مضامین خالی باید چہ

حاطہ جمیع معلومات خاصہ حضرت علم الہی است تعالی شانہ۔ خامہ معنی نگاہ تیرے

بتاریکی می افکند چہ داند کہ صید وارستہ است یا بال و پر بستہ ابو طالب کلیم خوب

گفتہ و گوہر انصاف سفتہ

منم کلیم بطور بندہ ہست      کہ استفادہ معنی جز از خدا نکند

بخوان فیض الہی چو دسترس دارم      نظر بکاسہ در یوزہ گدا نکند

دے علاج تو اردنی تو انم کرد  
 مگر زبان سخن گفتن آشنا نہ کنم  
 نفیر جزوے از اشعار تو ارد فرام آردہ - چند بیت از تو اردات سخن سجان  
 متاخرین برسبیل استنشاء عرض می شود  
 امیر دہ ستم دل سیران کجا گریزد از تو  
 صفا کمالی دو چشمت چشم بلا شستہ  
 بنائی نہ قضا کہ رب او خط عنبریں دارد  
 صفا امیر جان شیرین دشم از لعل سیریش  
 میترخہ دم داپسین زینجا ہمیں ترا تن زد  
 نقی نہ چنم از فریب دشمن کہ محبت زینجا  
 سیدم شوق رویش ہم کسلی بغریبی دارد  
 کلیم چند در خانہ اش آتش فتدا ز پر تو تو  
 سلیم چون کشم بار گران غم دوری کز ضعف  
 کلیم ز ناتوانی خود اینقدر خبر دارم  
 اسیر نیست جوہر بہ تیغ یار اسیر  
 میرقصیدی نہ نیست جوہر کہ بشمشیر تو تصویر شد است  
 ملا غریبی نہ قضا جہاز تو خوں چرانے ریزد  
 اسیر ہار ہرگز ہرنے آید  
 سلیم مگر از صبح محشر روزن من روشنی یابد  
 واعظ نہ چون دوا برومی ستیا کہ ہم سویت است  
 حزنی نہ مرا بر سادہ لوحیکا حزنی خندہ می آید  
 فطرت نہ مرا بر سادہ لوحیکا فطرت خندہ می آید  
 نحوالی دو چشمت چشم بلا شستہ  
 چون قبلہ کرد لیلی ہمہ جا بجا شستہ  
 برای کشتن من ز ہر درنگین دارد  
 ندانستم کہ از خط زہر در زیر نگین دارد  
 کہ بہ جذبہ محبت پسر از پدر گر فتم  
 بکشا کش نہانی پسر از پدر بر آرد  
 سبب این است جلائے وطن آئینہ را  
 زین ستم آئینہ در فکر جلائے دین است  
 نگہ خود نتوانم ز رخت بردارم  
 کہ از رخت نتوانم کہ دیدہ بردارم  
 بہر قلم نوشتہ دارد  
 رقم قتل جہانے است کہ تحریر شد است  
 مگر دست قضا این قدر نمی آید  
 از قضا این قدر نمی آید  
 کہ شہاے سیاہم ابرو پیوستہ را ماند  
 بے تو شہائے درازم ہمہ بر ہم بست است  
 کہ دارد چشم لطف از دلبر نامہربان من  
 کہ عاشق گشتہ چشم وفا از یار ہم دارد

پیر سے آگے پایا ہے برداز مابوسی او دل است  
 فطرت سے ہی توان از دل تمیدن یا نت احوال  
 صاحب سے سر چشمہ حیات لب میچکان ارست  
 فطرت سے عیش ابد بکام دل در دمن ترست  
 صاحب سے صحبت ناجنس آتش را یفریاد آورد  
 علی سے آب چون در روغن افتد ناله خیزد از گنج  
 شش تی سے برگ جانیم و باسید رنگ و بو  
 خاص سے مارا خبر ز شادی و غم نیست چو جان  
 و اعظم مدعا از دل برون کن تا بر آید مدعا  
 و حید سے دوزنک نام را کہ نام نمکند ن  
 و نظم و معراج سے چنان بگذشت زین سقف شفا  
 و حیدت ز چشم مر سو سے بالا سفر کرد  
 فیاض سے بارغ بسکه ز شرم رخت گل آب شو  
 و حیدت بگلشنه که رخ دوست بے نقاب شد  
 دانش سے لب تشنه تیغیم بگو قاتل مارا  
 قاسم دیوانه دم آ بے زنیفت ستندم  
 صاحب سے همیشه صاحب طریقی مل غمین باشد  
 بدل سے دستکاهت هر قدر پیش است گفت بیشتر  
 و حید سے بال مرا شکستگی پر نبسته است  
 بیدل سے مالا فہمت از مرد و حجرے ز نیم  
 صاحب سے عدم آئینہ - عالم عکس انسان

نامہ بے طاقتان بر بال مرغ بسمل است  
 نامہ بے طاقتان بر بال مرغ بسمل است  
 عمر دوبارہ سایہ مسرور روان اوست  
 عمر دوبارہ سایہ مسرور بلمت ترست  
 آب چون در روغن افتد میکند شیون چراغ  
 صحبت ناجنس را باشد شتر آزار را  
 در دست دیگر سے است خزان و بہار ما  
 در دست دیگر سے است بہار و خزان ما  
 شند نگین بانام تا افکند از خود نام را  
 صاحب نام و نشان نمود نگین را  
 کہ سیلاب نگہ از عینک صاف  
 چو نور دیدہ از عینک گور کرد  
 غلاف غنچہ گل شیشہ گلاب شود  
 ز شرم غنچہ گل شیشہ گلاب شود  
 کو آب کہ شیرینی جان زد دل مارا  
 دلم نی سوزد از شیرینی جان  
 کہ چین بقدر بلندی در آستین باشد  
 در خور طول است چینہائے کہ دارد آستین  
 پرواز ما چو رنگ ببال شکسته است  
 پرواز ما چو رنگ ببال شکسته است  
 چو چشم عکس دروے شخص پنہان

جهان انسان شد و انسان جهانے      ازین پاکیزه تر نبود بیا نے  
 انسان ہستی شخصی عدم چو آئینہ بہ پیش      عالم مثال عکس بے خویش و بخویش  
 انسان مثل چو چشم عکس است درو      آن شخص عیان نمود پاک از کم و بیش  
 این مضمون توضیحی میخوابد لهذا بشرح رباعی پرداختہ می آید۔

## شرح

ہستی را کہ در اصطلاح صوفیہ صافیہ عبارت از حقیقت حق است تعالیٰ شانہ  
 تشبیہ می دہد شخصی کہ خود را در آئینہ مشاہدہ می کند۔ جہت جامع آنکہ ہر دو محتوی بر لو  
 از کثرت اند۔ کثرت در ذات رائی باعتبار اعضا و در ذات حق عزّ شانہ بحسب شیونات  
 ذاتیہ چنانچہ می فرماید کُنْتُ کُنْزًا خَفِیًّا۔ و ہر دو خواہان طور اند آن تناسب اعضا  
 می بیند و این کمال اسمائی و صفاتی جلوه می دہد چنانچہ می فرماید فَأَحْبَبْتُ أَنْ  
 أُعْرِفَ۔

و عدم را کہ در اصطلاح این طائفہ علیہ عبارت از علم حق است جل برآئے تشبیہ  
 می دہد بہ آئینہ۔ بعلاقہ آنکہ ہر دو منشاء انکشاف اند۔

و عالم را بعکس آن شخص۔ و تشبیہ آنکہ حقائق عالم کہ نزد صوفیہ صور علمیہ است  
 در مرتبہ علم متجلی می گرد و چنانچہ عکوس در مرآت منطبع مے شود و برابر باب سبیش ہوید است  
 کہ چنانچہ در آئینہ عکس جمیع اعضائی افتد عکس چشم نیز می افتد۔ و در عکس چشم عکس آن  
 شخص بتمامہ نموداری گردو۔ پس حقیقت انسان را کہ از جملہ حقائق عالم مخصوص بجامعت  
 و مظهریت اتم است تشبیہ می دہد بعکس چشم کہ آن ہم ممتاز است از عکوس سائر اعضا کہ  
 آئینہ داری آن شخص می کند و او را با و بازی نماید بخلاف عکوس دیگر و لهذا معنی  
 کَلَامِ الشَّيْخِ الْأَكْبَرِ قُدْسَ سِرِّهِ وَكَانَ أَدَمُ هِيَ الْمِرَاةُ الْمَجْلُوءَةُ۔

و اشتراک اسم مشبه و مشبه به یعنی انسان و انسان العین لطف خاص دارد و شخص  
شاعر که انسان است این لطف را دو بالا کرد.

پس معنی رباعی چنین باشد که هستی یعنی ذات حق که جامع جمیع شیوانات است  
در مرتبه علم که بمنزله آئینه است جلوه نمود و عالم مثال کوس و مثال آن شخص متمثل شد.  
و معنی بجه خویش و بخشش آنست که عالم را مانند عکس در حست پیدا شد. ازین رو  
که موجود علیحدگی نماید و بوصف تجریت بنظری آید بجه خویش است یعنی هیچ زیرا که  
آن شخص در حقیقت خود بر خود مشهود می که در عکس را جز در سطح نما وجود  
نیست. و ازین رو که عکس در حقیقت خود او نیست که بر خود تجلی است بخویش یعنی  
موجود فی حد ذات.

اما حقیقت انسان از جمله خلائق عالم مانند چشم عکس است یعنی عکس چشم که ذات  
حق در و جلوه فرمود با جمیع مراتب که در عالم تجلی است.  
و معنی پاک از کم و بیش آنست که ظهور حق تعالی در حقیقت انسان و ظهور او  
در تمام عالم با هم متضاد و متناقض نیست مگر بحسب احوال در انسان و تفصیل در عالم.  
چنانچه صورت آن شخص در آئینه و در چشم عکس تفاوتی ندارد الا به اعتبار کبر و مرآت و  
صغر و چشم عکس. و نظریه همین انسان را عالم صغیر می نامند. و عالم را انسان کبیر.  
این معنی بر طبق اصطلاح مشهور است و اگر بر مکتشف حضرت مجدد قدس سره  
عمل کنند نیز می تواند شد.

نزد مجدد قدس سره خلائق عالم اعدام است و صفات عالم اعدام صفات الهیه  
بشرط آنکه وجود حق جل شانّه و وجودات صفات در اعدام تجلی شوند بحیثیت که اعدام  
بمنزله مواد باشند. و وجودات بلکه عکوس آنها بمنزله صور. و هر یک حقیقت ازین ماده  
و صورت ترکیب یافته و الله اعلم.

درین مقام دو کلمہ ترجمہ صاحب رباعی بقلم می آید نام انسان شیخ غلام مصطفیٰ است  
واصلش از کتب و مولد و منشأ او مراد آباد از توابع شاہجہان آباد۔ انسان کامل  
بود و در احاطہ علوم عقلی و نقلی ممتاز و مثل تحصیل معقولات بیشتر از ملا فظیل الدین  
شہید سہلوی نمود و نمیدے در خدمت شیخ غلام نقشبند لکھنوی تلمذ کرد و سلسلہ  
سند حدیث بہ شیخ عمید الحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ رسانید۔ و رسم ارادت در طریقہ  
قادریہ بجناب شیخ جان محمد شاہجہان آبادی بجا آورد۔

شیخ جان محمد از کلداء عصر بود و در عزلت و استقامت یگانہ وقت می زیست۔  
شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی می فرمود کسیکہ در یافت صحبت اسلاف تمنا داشته باشد۔  
صحبت شیخ جان محمد دریابد۔

شیخ جان محمد

شیخ غلام مصطفیٰ در فنون دیگر سواى علوم دینی نیز دستگاہ عالی داشت مثل  
طب و نجوم و خوشنویسی و فنون حرب و علم شانہ بینی و علوم ہندی بچیشیہ کہ  
اکثر براہمہ تل غوامض از خدمت شیخ می کردند و شعر ہندی نیز خوب می گفت۔ صنادید۔  
شعراء ہندی در حضور او مہ فرود می آوردند۔ و اصلاح کبت و دودھ می گرفتند۔

کتب جمیع فنون در لوح سیمینہ محفوظ بود۔ و کراسی از کتب در ملک نہ داشت۔ و  
استعارہ ہم نمی کرد۔ وقت درس سوائی حل کتاب آن قدر فوائد زوائد بقدر وجہ مکتب  
ذکر می کرد کہ ہر گاہ این کس رجوع بخواشی می نمود فوائد مسموعہ را از فوائد مکتوبہ زیادہ  
می یافت و ہر کس از ارباب فنون بخدمت شیخ می رسید ہر فن کہ مناسب آن کس می  
دید صحبت می داشت۔

اکثر عمر بعنوان نوکر پیشگی گزرا نید۔ در عہد عالمگیر پادشاہ بہ علاقہ منصب داری  
از ہند بہ دیار دکن خرامید۔ و مدتی درین دیار بسر برد آخر با ترک نوکر پیشگی کردہ  
در بلدہ ایچیور پائے اقامت افشرد۔



می فرمود در ایام طالب علمی با جوانی تعلق خاطر پیدا شد. جوان در قصبه از قصبات سکونت داشت. خود را بسکن محبوب کشیدم و دست از تحصیل باز کشیدم قضا جوان فوت شد و من سر بهجرا دادم و قسّم مولانا قطب الدین را اگر کسی بران قسّم افتاد و از مردم استفسار حال بنده نمود. صورت واقع عرض رسانیدند. فرمود کسی بر دوامه ای یاد مردم گفتند او با باری زنده را نمی آید. حضرت ما قلم گرفته بر شقّه داشت اَطْرَاقُ كَمَا اَطْرَاقُ كَمَا اِنْ اَلْعَالَمَةُ فِي الْقُرْبَانِ

این کلام افسون عرب است که آن جانور خوشی را صید کند. استعمال این کلام درین مقام نظر محال شیخ و حضرت ملا که استادی و بسیار مکرر قلم واقع شد. مجرد دیدن شقّه سَمْعًا وَ طَاعَةً بخدمت داشت افسون سعادت ما زمت دریافتم شیخ پیش از انتقال به سال لباس را تغییر داد و لباس نصیر اختیار کرد و شب اول در خواب دید که گوینده می گوید رَجُلٌ خَيْرٌ لِّعَمَلٍ خَيْرًا

انتقال او در سنه اثنین و اربعین و مائة و الف (۱۱۴۲) واقع شد. دفن علیچور اکون گلگون قلم بر جاده مدعای اصل می خرامد.

بقیه بحث تو

که گفتم که شاعر کس جمیع دوا وین زیان را احاطه کرد دوا وین زیان دیگر را چه علاج می تواند کرد. و جامع الیه مختلف بودن خود بسیار ناوار است مثلاً علامه حلی متخلص بفارغ گوینده

جرم از طرف غیر و ملامت همه بر من  
گوئی سرانگشت ملامت زدگانم  
این مضمون بعینه در شعر ابن شرف قیروانی واقع شده که می گویند  
عَبْرَتِي جَنَى اَنَا الْمَعَاذُ فَيْكُمُ  
فَكَأَنِّي سَتَابُهُ الْمُتَنَدِّ  
ابن شرف این شعر خود را بر ابن شریق خواند و پرسید که مثل این مضمون شنیده.

گفت بے شنیده ام و بیت نابغه دبستانی بر خوانده

كَذَلِكَ تَنَبَّأَ ذَنْبُ امْرِئٍ وَقَدْ كُنْتُ كَذَلِكَ الْحَرُّ يَكْوَى عَيْنُهُ وَهُوَ رَاقِعٌ

عمر بنی مین معارضه است که در شعر مشهور و شتر صبح را داغ کنند تا سرایت نکند.

این رشتی بعد از خواندن شعر با این شرف گفت که تو این مضمون را از اینجا گرفته و

فاسد ساخته زیرا که معاقب غیر جانی باید در بیت تو هم دو یک است و در بیت نابغه

جاء است -

راقم الحروف گوید در شعر این شرف تقابل عضو با عضو است نه شخص با شخص

مثلاً زبان تا گفتنی گفت و این کس انگشت گزید پس می بایست که زبان را تعذیب

می کرد و همچنین چشم نادیدنی دید یا گوش ناشنیده شنید و شاعر را این اعتبارات

کفایت می کند و لا محمد سعید اشرف باز درانی گوید

نکا و گوشه چشمی سوی مای توان کردن نماز وقت بیماری بایامی توان کردن

و برهان الدین قیراطی در مزیه نو گوید

كَمْ سَلَامٍ بِالْطَّرَفِ مِنْهَا عَلَيْنَا كَصَلَاةِ الْعَلِيلِ بِالْأَيَّامِ

و شوکت بخاری گوید

تا کیم مژگان چشم داغ باشد تیر او دیده زخم مرا ابرو بود شمشیر او

و ابن نباته مصری گوید

خَلَقْنَا بِأَطْرَافِ الْقَنَافِ طُغْوَ بَرِّهِمْ عِيُونُ الْقَادِ قَعُ السُّيُوفِ حَوَاجِبُ

طرف آنکه شاعر پیش از ابن نباته این مضمون را یافته چنانچه علامه

فتا زالی در خاتمه فن ثالث از مطول بیان کرده -

وسید حسین خالص گوید

خون زدم تیغ تو ای شوخ چکید است آن خال که برگوشه ابرو تو پیداست

و مؤلف کتاب پیش از اطلاع این بیت گفته هـ

لَيْسَتْ مِنَ الْمَسْكِ خِلَانٌ يَوْجَنِيْدُ      وَ تَقَاطُرُ مِنْ صَمَافٍ لَحْطَلِيْدُ

و علماء گفته اند که اگر ثانی از اول در بلاغت افزون باشد محمود است و اگر در  
باشد مذموم۔ و اگر مساوی باشد تفصیل اول راست و ثانی بعید از ذم است۔  
بشرطیکه آثار سرقه جوید انباشد۔

عارف جامی قدس سره در بهارستان تحت ترجمه سلمان ساوجی میفرماید که۔

و است در است عبارات و وقت اشعار را نه نظیر آفتاب ده۔ در جواب است ادا ان

قضا و وارو۔ بعضی از اسل خوشه و جنبه خود را و بعضی بر ابروی را معانی خاصه

بسیار است و اکثر معانی است و ان به تخصیص کس است عجل در اشعار خود آورد

چون ثانی در صورت خویر و اسلوب سر غوب تر واقع شده محل عن نیست هـ

معنی نیک بود است بدر پاکیزه بدن      که هر چه در د بامه و گرگون پوشند

کسوت عار بود باز پسین خلعت او      گرند و او پیش از پیشتر افزون پوشند

هنرمست این که کس خرقه پیشین تر سرکشش      بدر آمد در درو اطلس و اکسون پوشند

مضمون این قطعه را محرک کلمات در بین آه زده و بر منطوق قطعه شاید که گزرا نیده۔

بیت این است هـ

شاید معنی که باشد جامه نقشش کمن      نکته دانه گریز بر تازه پوشاند خوش است

## (۳۹) کلیم ابوطالب

همدانی المولد کاشانی الموطن۔ عارج طور معانی است و مقتبس نور سخندان

بفیض سخنش پدید میا است و خامه شعر شکنش همدست عصا۔ در جمیع اسالیب نظم

قدت عالی دارد و همه جاداد سخنوری می دهد و لهذا جمیع او را خلاق المعانی ثانی گفته اند

دو بار بسیر مہند شتافت کرت اولی در عمد جا نگیری رسید و با شاہ نواز خان بن  
میرزا ارستم صفوی صحبت کوک گردید۔ بعد چندی (اورا) یاد وطن دامنگیر شد و در  
سہ شمان و عشرین و الف (۱۰۲۸) بعراق عجم صرف عنان نمود و "توفیق رفیق طالب"  
تا بیخ مراجعت خود یافت لیکن بیش از دو سال در آنجا نہ استاد۔ و کمر تثنائی شبد بی عزم  
جانب ہند جلوریز ساخت و با میر حلیہ شہرستانی متخلص بر روح الامین مصاحب و مربوط  
گشت و گشت برداشت۔ و در مدح او و شاہ نواز خان قصائد غراپرداخت آخر دست  
بد امن دولت صاحبقران ثانی شاہ بہمان انا اللہ برہانک زود در شنا گستران توام  
سر بر جلالت رتبہ سر حلقی بہم رساند۔ و بخطاب ملک الشعراء بلند آوازہ گشت۔ و سالہا  
در رکاب والا مشمول عواطف بود۔

صاحبقران وقتی کہ از سفر اول کشمیر لوای معاودت برافراخت و چتر سلطنت در  
ترب مستقر الحذف اکبر آبا و سایہ وصول انداخت ساعت در آمدن شہر و جلوس بر تخت  
مرصع کہ حسب الامر بھرب یک کروڑ روپیہ زینت ترتیب یافت۔ و در عرض ہفت سال  
صورت اتمام پذیرفت۔ و شعراء پامی تحت اشعار آبدار در تعریف این سریر بے نظیر پرداختہ  
اند۔ و مورخان روزگار دہر شے ازان اشعار در تارنخ نامہ ایراد ساختہ۔ با اختیار انجم  
شناسان روز جمعہ سوم شوال سہاربع و اربعین و الف (۱۰۴۴) مقرر شد۔ و تار سین  
ساعت در نزدیکی شہر توقف نمود۔ و غرہ شوال این سال نیز اعظم درز ہنگہ حل خرامید  
و معانقہ سعید و نوروز نشہ سرور جہان بیان را دو بالا ساخت۔ پادشاہ بتاریخ مقرر داخل  
شہر شد۔ و بر تخت مرصع جلوس نمود۔ و تانہ روز جشن عالی انعقاد یافت۔

ابو طالب کلیم در تنیت اربع و توصیف تحت مرصع تصیدہ نظم کرد و بہ پایہ سر  
اعلیٰ معروض داشت مطلعش این است ہ  
نجمتہ مقدم نوروز غرہ شوال  
نشانہ اندچ گہاے عیش بر سر سال

تصیبه درجه قبول یافت. و کلیم بمیزان عنایت خسروی سنجیده شد. مبلغ پنج هزار و پانصد روپیه هم سنگ برآمد. و بان زبده موزونان انعام شد.

و در جشن نوروز سال دیگر یعنی خمس و اربعین و الف (۱۰۴۵) حاجی محمد جان قدسی در مقابله تصیبه برز سنجیده شد. و همین قدر مبلغ هموزان برآمد چنانچه در ترجمه او گزارش یافت.

و در سده ست و اربعین و الف (۱۰۴۶) باقیانایمیشی تصیبه و تهنیت نورو بعرض صاحبقران رسانید و برز برکشیده شد. و مبلغ پنج هزار روپیه مساوی درج حاصل کرد.

و بوضوح پیوست که قدسی و کلیم بپایه سریشاهی چنانچه در میزان اکرام هم سنگ بودند در میزان انعام هم رتبه مساوات داشتند. و چنانچه این هر دو از باقیانایمیشی در معنوی رائج اند در موزون صورتی نیز رجحان داشتند.

و در جشن وزن شمسی سده ثمان و اربعین و الف (۱۰۴۸) در دار السلطنت لاهور کلیم را هزار روپیه بصیغه جائزه شعر عنایت شد.

کلیم در آخر ایام حیات خود نظم فتوحات صاحبقران تقریب ساخته رخصت کشمیر حاصل کرد. و در آن خطبه بهشت آیین رنگ اقامت ریخت و بتقریر سالیانه از سرکار پادشاهی آسوده حال می گزرانید.

چون الویه صاحبقران در سده خمس و خمسين و الف (۱۰۵۵) بصوب کشمیر انقاع یافت. و غره زیج الاول این سال نخل در و بر خطه کشمیر انداخت.

ابوطالب کلیم تصیبه و تهنیت مقدم پادشاه رسانید و بمرحمت خلعت و دیبست اشرفی طلایه حمزه بهره مند گردید.

و همچنین روزی که موکب سلطانی موافق چهارم شعبان همین سال از

گلگشت کشمیر عطف عنان نمود - کلیم را در صله قصیده دولیت مہر انعام شد -  
 فوت کلیم پانزویم ذی الحجہ سنہ احدی و ستین و الف (۱۰۶۱) وقوع یافت  
 و در نزدیکی قبر محمد قلی سلیم مدفون گردید

گفت تا بچ وفات او یعنی

طوری بود روشن از کلیم

این چند بیت از دیوان کلیم نقل می شود

دل دامن مجاورت چشم تر گرفت / با طفل اشک صحبت دیوانه گرفت

زان چشم ندیدم که گایے بمن افتد / بیمار عجب نیست اگر کم سخن افتد

نه رحم کرد که خون دل خراب نخورد / غرور او ز سفالی شکسته آب نخورد

که تمنای تو از خاطر ناشاد رود / داغ عشق تو گلے نیست که بر باد رود

داغ بر فلک و دل بر پائے بتان / زمین چه می طلبی - دل کجا - داغ کجا

گر قفس تنگ از پیر جمی صیاد نیست / صید از ذوق گرفتاری بخود بالیده است

ویدہ امید را کردی سفید از انتظار / دوست داران را بود این چشم از دلداریت

هر آنچه رفت ز دستم برون زد دل بهم رفت / میان دست و دلم چون صد جدائی

از جهان بے بہرہ را نبود تمنای عمر خضر / روزگوارانہ از برای روزه داران بہتر است

تو پادشاہ حسنی - مشمار بوسہ بر ما / زیرا کہ جیب شایان دانستن حساب است

ہر کہ خود دین و خود آرا - ز ہنرمندم است / ہجو طائوس کہ پرنیت و کم پرواز است

سر بر تن صدف نبود زانکہ روزگار / یکجا بہیچ کس سر و سامان نمی دہد

کباب حسن تو ام قدر حظ نگو دانم / زیرا بہ ذوق نکرد آنگہ آذنا بہ خورد

اغنیای بہرہ را ندوختہ خود نبرند / کہ ہمین تشنہ بے قسمت دریا باشد

مژہ را داد از کف چشم تو در آخر حسن / ترک مفلس چو شود تبعی بہ بازار برد

دوستان نازک مزاج و مالے نازک داغ / چون کسی اوقات صرف پاس خاطر نکند

بتان ز صحبت ہم می کنند کسب غرور	ترا بآینه هم آشنا نمی خواهم
دشنام و بوسه هر چه عوضی دهی بده	حاشا که با تو بر سر دل گفتگو کنم
چون رشته گلسته بگردم خوبان	گردیدم و یک یار وفادار ندیدم
آخر لبان فاخته ام شد گلو کبود	منت ز خلق بسکه گردن گرفته ام
از اداسی خواجه هر کس نجات نمی ختم	با کمال بے دماغی من وکیل عالم
تنال هر کش و گل بے وفا و آله دورو	درین چمن بچہ امید آشیان بندم
کمشای لبان بز خودی را چو بیهی	ز نثار که شمع شب منتاب نباشی

### (۲۰) معصوم - میر معصوم

پسر میر حمید ز معنائی کاشی و بباد میر سخنر است - صاحب ذہن ثاقب - و ہم طرح ابوطالب کلیم و میرزا اصائب بود -

میرزا اصائب غزلے می فرماید و یک رنگی ہر سہ معنی طراز با ہم بیان می نماید -	
خوش آن گروه کہ مست بیان یکدگرند	ز جوش فکری ارغوان یکدگرند
نمی زنند بسنگ شکست گو ہر ہم	پے رواج متاع دکان یکدگرند
زنند بر سر ہم گل ز مصرع رنگین	ز فکر تازہ گل بوستان یکدگرند
سخن تراش چو کرد تیغ الماس اند	زند چو طبع بکنند سی فسان یکدگرند
غیر صائب و معصوم نکند سخن و کلیم	دگر کہ ز اہل سخن مہربان یکدگرند

میر معصوم مدتی با حسن خان حاکم ہرات بسر برد و در عہد شاہجہانی قصد ہند کرد و در نواحی ہنگالہ افتاد - اعظم خان ناظم ہنگالہ میر را با عزا نزد اجرام پیش آمد - و لوازم قدر شناسی بتقدیم رساند - اعظم خان جد از اوت خان واضح است - احوال او مجملہ در ترجمہ واضح سمیت وضوح می پذیرد -

میر معصوم مدتی رفاقتِ اعظم خان برگزیدہ و از موافقت احسان او کامیاب گردید  
سکہ سخن باین خوش عیاری رواج می دهد

مراتشایش خاطر از گلستان است      کلید قفل دلم بڑہ بیابان است

ای که ہمراہ موافق ز جهان مے طلبی      آن قدر باش کہ عتق از سفر باز آید

خراب ہمت خویشم کہ صبح چون گردون      گر آفتاب بدستم فتاد شام نماند

نام قاصد چون برآمد ناب من شدستی      مرغ فرح من جواب نامہ دلدار بود

بعد تحریر سرو آزاد معلوم شد کہ میر معصوم در سنہ اثنتین و خمسين و الف (۱۰۵۲)  
در ہند وفات یافت - و قطب التاریخ فوتش در دیوان میرزا محمد علی ماہر بنظر در آمد - مادہ  
تاریخ این است مصرع معصوم نزد حیدر و سحر قدم نہاد -  
۵۲ ۱۰

## (۴۱) شبدا

مثالہ و منشأ او چچپور از توابع اکبر آباد است - صاحب ذہن رسا و فدا آسان پیا  
بود و شعر را بسیرت تمام میگفت - و پیشتر زدن جواہر فراوان می سفت - طبعش در مسلک  
سخن طرازی اگرچہ راست می رفت اما از جادہ حسن خلق انحراف داشت -

تقصیدہ اعتراضاتی کہ در مقابلہ قصیدہ حاجی محمد جان قدسی بنظم آورده شہر  
تمام دارد - و طالبائے آملی و میرالہی و دیگر مردم را ہجو کرد - چون شیوہ ہجا  
شعار خود ساختہ بود - خود نیز ہدف ناوک حرفیان می شد - مناظرہ شیخ فیروز باشیدا  
مشہور است -

صاحب تاریخ صبح صادق روایت می کند "عدد اشعارش بصد ہزار رسید"  
در او اہل حال چندے رفیق خانخانان بود و ایامے ملتزم آستانہ شہر یار  
بن جہانگیر پادشاہ - بعد از ان در سلک ملازمان صاحبقران ثانی شاہ جہان -



اِنَّا سَرَّ اللّٰهُ بُرْهَانَهُ لِمَنْ خَاطَبَهُ - و در زمرہ اِحدِیّانِ سرکارِ وِلا دِاِخِلِ گردید - و چون  
مطلع او کرے

بیتِ دانیِ بادۂ گلگونِ مصفا جو ہے  
حُسنِ راپروردگار سے عشقِ راپریمبر سے  
سمعِ پادشاہ رسید و غضبِ آوازِ بھرتِ آنکہ اُمّ الحیا نثرا و اور لباس کے کہ نباہد  
وصف کر دے - و حکم صادر شد کہ از مالکِ محروسہ اخراج نمایند - شید اقطعہ عذری  
ملاخورد - و قولِ عارفِ جامی قدس سرہ استغداد آورد کہ ہے

از صراحیِ دوبارِ قتلِ مے  
پیشِ جامی بہ از چہار قتلِ است  
پادشاہ از سرِ عتابِ در گزشت ہے

الحق در عہدِ اکبرِ پادشاہ و جہانگیرِ پادشاہ و تینے در بنیادِ اسلامِ راہ یافتہ  
صاحبِ قرآنِ ثنائی از سرِ نو متوسّس قوانینِ شریعت شد و سلطانِ اورنگِ زیب  
عالمگیرِ مہتمم - و این ہر دو پادشاہِ غفرانِ پناہِ حقِ عظیمیہ بر اسلامیان ہمند  
ثابت کردہ اند -

شید اآخر حال در خطۂ کشمیر گوشہ گیر شد بمواجبہ از سرکارِ صاحبِ قرآنی  
موظف گشت -

از منظوماتِ اوست مثنویِ مسمی بہ دولتِ پیدار و برابرِ مخزنِ اسرار  
مطلعش این است ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	آمدہ سرِ چشمۂ فیضِ عمیم
درین چہرینِ گلِ ولالہ شبنمِ اندود است	کہنہ گلِ این باغِ گریہ آلود است
بیک ل کے توان اندیشۂ دنیا و دین کردن	کہنہ توان ہر دو دستِ غلیظِ در یک آستین کردن
گفتن دعا بہ لطف تو تحصیلِ حاصل است	با خضر کس گفت کہ عمرت در از باد
نہنگد اندانِ خاک کے کہ ازوی بوی مار آید	شنا سم بوی زلفت را اگر در مشکِ تر و پیچی

ہوایت در سر گنجہ کہ در زیر دم تیغست  
چو شمع از جیب ہر دم سر دیگر بزدن آید  
شہید جہت آنخوش اسی ناکہ بدن گشتم  
بجائے موے سر در ماتم بند قلاب

(۴۳) او ہم نیز ابرائیم بن بیر نسیم

ایں احوالات اہل خانہ کے بیان میں

سخن بود دیوان محقرے از و بنظر درآمد۔ طور قد ما دارد۔ ساقی نامہ او شیرین اُتاد  
ازان است سے

دماغم ز مے خانہ بوئے شنید      حذر کن کہ دیوانہ ہوئے شنید  
بگیرید زنجیرم اے دوستان      کہ پلیم کند یاد ہندوستان  
دور ازان در اشک بیتابم بترکان آشناست      دست با سر میرزا نو۔ پادرامان آشناست  
او ہم بیانے خوش دارد و زبانے دلکش      میرزا صاحب سخن اور تضحیم می کند و  
می گوید سہ

ابن جواب آن غزل تھا کہ او ہم گفتہ است      گزشتش دامن گیرم خون من خود مرده بہ  
او ہم از جانب مادر صفوی نثر اداست۔ در بیان شباب قصہ گلگشت ہندوستان  
کرد۔ و در عمدہ شاہجہانی درین دیار رسیدہ۔ بذریعہ حکیم داؤد مخاطبہ تقریب خان  
کہ از امراء عمدہ شاہجہانی بود بار بار محفل خلافت گردید۔ و نوینان عظام نظر بہ نجابت  
خاندان طرف مراعات از نگاہ می داشتند۔ لیکن از بسکہ برندی و بیباکی مجبول بود۔  
و سودائے نیز و سر داشت۔ و علانیہ مزکب مناہی می شد۔ و با اعیان شوخیہا می  
کرد۔ از مرتبہ افتاد۔ و چون بالتقریب خان ہم بے ادائیہا از حد گزرانید۔ خان مذکور  
ازراجس فرستاد۔ تا درسہ ستین و الف (۱۰۶۰) در دار الخلافہ شاہجہان آباد  
زندانی ہستی را پدر و نمود۔

۸۵  
شاهین جوش سے زندہ

ماہی بہار راجہ قزاق ناشر  
وہ گویا کہ وہ یوں کہ بہت کم ہر بات

### (۲۴) - میری - میری

اس سادات اسد آباد من تو الی ہمدان اسب - ہا اس لطافت و خند و صفت  
دارد - و مہ افکار و لذتے خاص بی ہند

در صفا بان بسیار بود - و ہا حکیم شفائی و آقا رضی صحبت داشت -  
آخر بہ نرہنگدہ ہند شتائت و در سلک ملازمان شاہجہانی انتظام یافت - بسیار  
خوش خلق و در ویش مزاج بود - و نزد اکابر معزز و محترم می زیست -

فوتش در سنہ اربع و ستین و الف (۱۰۶۴) واقع شد یعنی کشمیری این مصرع  
تاریخ یافت - مصرع برد الہی ز جہان گوی سخن  
سیف کلکش جوہر بابان خوبی عرض می کند

زمانہ بسکہ مرا خاکسار مردم کرد ز آب دیدہ من می توان نیم کرد

### رباعی

از دوریت ای تازہ گل بارغ مراد چون نچوہ چیدہ خندہ ام رفتہ زیاد  
گریان چو پیالہ پرم در کف مست نالان چو سبوی خالیم در رو باد

### (۲۴) - میری - میری کاشی

شاعرے است احیاء معانی کاش - و جان در کالبد سخن و میدان شعارش از  
ولایت خود در عصر صاحبقران ثانی شاہجہان رہگراے ہند شد و در ذیل ثنا  
طرازان شاہی منسلک گردید -

ملا عبد الحمید مؤلف شاہجہان نامہ گوید -

”غرۃ ذی القعدة سنه تسع و خمسين و الف (۱۰۵۹) میریحی شاعر را صد مہر انعام شد انتہی“

و چون قلعه ارک دار الخلافہ شاہجہان آباد با سائر عمارات بصرف مبلغ شصت لک روپیہ در سنہ ثمان و خمسين و الف (۱۰۵۸) انجام گرفت۔ و صاحبقران وقت داخل شدان درین عمارات جشن عالی ترتیب داد۔ میریحی تاریخ بر آورد کہ ع

شہ شاہجہان آباد از شاہجہان آباد

دران جشن تاریخ از نظر شاہی گزشت و ہزار روپیہ صلہ مرحمت شد

انتقال او در شاہجہان آباد یازدہم محرم سنہ اربع و ستين و الف (۱۰۶۲)

اتفاق افتاد۔

نخل سخن باین نازکی می بندد

بہر یانہ نہی پاک از فقران است قدم نہ بینستان کہ جاشیہ ان است

ز روی آدمیت بندہ من صبح نمی داند کہ من یا آن پری خوکر دام آدم نمی خواہم

مہر دست گیران گوشہ گیری را کہ ہومیائی پائے شکستہ دامان است

ہرچہ یابم تانیف شام نمی گیرم قرار در کف زال فلک پیو چون پرویز نم

نرمی بسیار خواہد باد رشتان ساقین منہ جو نہا خور دما در استخوان جا کردہ است

ہیچون غلاف کرد موافق یکے شوند بانہج شان زہم نتوان ساختن جہا

حیاتم نس بود چندان کہ کشب با گلے شہ شود چون روز روشن عمر چو شبنم نمی خواہم

ہران نے کا زو در ناخن دل کرد و دواخر برای خوش ایوان قناعت بویا کردم

نیم از ناوک نہیاد آگہ۔ اینقدر دوا نم کہ جاشے دام اگر خواہی بخا کہ متیان کن

دولب دو ناخن مرد است تا بہم برسند گرہ ز خاطر خود وانی توان کردن

## (۲۵) دانش میرزعی بن میر ابو تراب ضوی مشهدی

شاعر عالی جناب است و معنی نازم یاب - زلال فکرش در کمال صفا و شیرینی و جمال بیانش در نهایت نازکی و دلنشینی -

در عهد شاه جهان پادشاه بادالد خود عازم هند گردید و در استنباق هند گفت که

راه دور بهند پاست و شن دارد مرا چون شائب در میان فتن بهندستان خوش  
بعد وصول بهندوستان باریاب محفل شاه جهان گشت - و در شعبان سن خمس و  
شعبان و الف (۱۰۶۵) تصفیه در مدح پادشاه بعرض رسانید - و دو هزار روپیہ  
صلی عنایت شد - بیته از ان تصفیه این است که

بخوان بلند که تفسیر آیه کرم است خطی که از کف دست مبارکش پدید  
در چندے خود را در ملازمان شاهزاده وار اشکو و در آورد و به الطاف  
خاص نوازش یافت - شاهزاده را این بیت او که  
تک را بر سبزه کن ای ابر نیسان در بهار نظره تامی میتوان شد چید اگوهر شود  
بسیار خوش آمد و یک روپیہ بهای شعر مرحمت نمود -

و ایام در بزرگاله باشاهزاده محمد شجاع بن شاه جهان نیز بسر برد -  
از انجا رخت سفر به حیدر آباد کن کشید - نزد عبداللہ قطب شاه والی آنجا  
اعتبار تمام بهم رسانید -

میر ابو تراب والد میرزعی هم طبع نظم داشت و فطرت تخلص می کرد - و  
در حیدر آباد سنه شین و الف (۱۰۶۰) بر بستر تراب خوابید - قبر او در دائره





الہ آباد رفت۔ وچندے دران مصر رحل اقامت انگذ۔

آخر بار سفر بصوب بیدر آباد کن بر لبست۔ میر محمد مومن استرآبادی وکیل السمطی  
محمد علی قطب شاہ بدیدن حکیم شریف آورد حکیم برسم تواضع شیشہ گلاب را غلط کرده  
شیشہ شراب بر میر افشاند۔ میر آزر دہ گشت و حکیم غرق عرق الفحال شدہ راہ بیابو  
گرفت۔ و در آنجا نیز زمانہ موافقت نکرد۔ ناگزیر بہ آردوی جہانگیری موافقت نمود۔  
و با مہمابست خان ملازم گشت۔

چون صاحبقران ثانی شاہ جہان براوزنگ فرمانروائی برآمد حکیم قطعہ تاریخی  
الما کردہ بعرض رسانید و بانعام دوازده ہزار روپیہ کا سیاہ گردید از ان قطعہ است  
پادشاہ زمانہ شاہ جہان خرم و شاد و کامران باشد۔  
بہر سال جلوس او گفتم در جہان پادشاہ جہان باشد۔

و در سنہ احدی و اربعین و الف (۱۰۴۱) بنا بر کبر سن التماس رخصت مشہد  
مقدس نمود۔ وقت رخصت بعنایت خلعت و پنج ہزار روپیہ کام دل اندوخت و در  
رفتن توفیق زیارت حرمین شریفین یافت و با ایران دیار برگشت۔ آوجی نطنزی  
گویدہ

میان ہمنفسان خواستم مسیحا را	ہزار شکر کہ دیدم حکیم رکنا را
سفینہ سخن از ورطہ برکنار آمد	گزر بساحل ایران فتاد دیار را
کهن شراب جوان نشہ طبیعت او	نوید عمر طبعی دہد ارجب را
ز مہمادتہی دست ساقی کہ رسد	بپای بوس صراحی پیار ما را

بعد ادراک زیارت روضہ رضویہ بجا ذبہ حب الوطن متوجہ کاشان گردید۔  
و ایام توقف کردہ بہ ارادہ در گاہ شاہ صفی رو بصفایان آورد و از شاہ چند  
التفات نیافتہ بہ شیراز آمد۔ پس از چندے باز رخت سفر بہ کاشان کشید۔



میرزا امینائی قزوینی مؤلف شاہجہان نامہ می غر از د کہ :-

"حکیم کتاب عراقی مراجعت نموده بدعا کے دولت آباد پہونڈ مشغول گشت۔ و چون در"

"سلک مدحت سرا بیان این دودمان علیہ انتظام داشت۔ و دارد۔ در اکثر سنوات"

"در از روی مرحمت بہ انعامے یاد و شاد می نمایند۔"

واقف در سہ دست و ستین و الف (۱۰۴۱) واقع شدہ این مصرع تاریخ یافتہ اند

دست نسوی فلک باز سچ کو م

کھا تش قریب بسہ ہزار بیت است۔ چون سخن چین مرتب می سازد

اگر ای کہ سخی زور فقر و سلطنت با ہم

بسرو پامال است در زیر درخت میوہ دار

در پناہ اہل دولت بہشت خواری بیشتر

چون شاخ تو بریدہ نہ دارم خبر ہنوز

رباعی

ہر ز نشدم بسوزنی بار کسے

دین دیدہ نہ دخت چشم ہزار کسے

صد شکر کہ در جہان بستم ہرگز

تحت الحنکی بقصد دستار کسے

(۱۷۷) حاذق حکیم حاذق بن حکیم ہمام گیلانی

واقف فن است و نفس شناس سخن۔ میرزا اصائب بضمین مصرع او

پر وازدومی فرماید

جواب آن غزل حاذق است این نمیت

ہمار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم

مولد حاذق فچپور سیکری است و در غنہ نگری بنسبتہ شایستہ سرفرازی داشت

و چون حکیم ہمام باتفاق میر سید صدر جہان پہاٹومی در زبان اکبری

میر محمد مومن استرآبادی دیده شد. بر لوح مزار او کنده اند که این رباعی را دم آخر  
به نظم آورده. رباعی

فطرت بتوروزگار نیرنگی کرد      نخواست بهر خارج آهنگی کرد  
آن سینه که عالمی درومی گنجید      اکنون ز ترود نفس تنگی کرد  
و رباعی دیگر از میر رضی که در فراق والد خود گفته هم بر لوح مزار میر ابو تراب  
تحت رباعی مذکور نقش است رباعی

دانش مکن اعتماد بر عمر دراز      کاید بزمان کم بس عمر دراز  
گیرم که چو عیسی بفلك بر شده      آید بچه کار بے پدر عمر دراز  
آخر الامر سلطان عبداللہ قطب شاہ میر رضی را نائب الزیارة خود  
مقرر نموده در سنہ اثین و سبعین والف (۱۰۷۲) رخصت مشہد مقدس ساخت  
که در روضہ رضویہ از جانب سلطان مراسم زیارت بتقدیم رساند و در ازاء این  
خدمت دوازده تومان تبریزی سالیانہ از سرکار سلطان باومی رسید. نقل فرمان تقریر  
سالیانہ در منشآت حاجی عبدالعلی طائفانی که منشی سلطان عبداللہ  
بود. بنظر رسید.

انتقال میر رضی در سنہ ست و سبعین والف (۱۰۷۴) واقع شد. منتخب  
دیوانش بملاحظہ آمد و این اشعار منتخب گردید.

نمک شناس اسیران گریز ز قفس رستند      به نخل خانہ صیبا و آشیان بستند  
روی ماہ نو بروی بادہ گلگون بہ بین      آب عمر افزا بنوش و حسن روز افزون بہ بین

لے همین رباعی بادی تغییر در آثار امرجلد دوم صفحہ ۵۸۸ مطبوعہ کلکتہ در ترجمہ علامہ فیضی مذکور است و  
وفات او در سنہ یک ہزار و چہار اتفاق افتادہ میر ابو تراب در سنہ یک ہزار و شصت و دو دادہ پس از  
باید فہمید کہ حقیقت حال این رباعی چیست.

در بزم کیم سیر کہ جائے و گرم نیست	از حلقہ برون چون قح می سفر مہیست
بتا سازد رین بزم نسبتے داریم	خوش اندایل نشاط از ضعیف نالیما
پہرہ رازد آفت ہم صحبت دیرینہ باش	کاش اول نمودے شیشہ با سنگ کاشا
مغزو دشت بامداد رفیقان طی کن	چون قلم بے دوسہ بارے بسفر نتوان رفت
کشادہ روئی خوبان در آخر حسن است	دین چمن ہمہ جاموس ہم خزان باز است
مذابغ نفسے نابجائے خوب باشیم	چو عکس آئینہ مارندہ از نگاہ تو ایم
شب عید ستارہ می بینم قح در دست نگینش	شبستان حنا مشبہ چراغ روشنی دارد

## (۲۶) مسیح حکیم رکن کاشی

مسیح دہسبھا و مسیحی تخلص می کند۔ شاعری سنہ سیسلی نفس۔ در تشخیص مزاج  
یعنی زود درس خادم طبیعت سخن۔ روح آفرین قوالب کہن۔

مینیر اصائب نام اورا بتعظیم میگیردومی گوید یہ  
این آن غولِ حضرت رکن است کہ فرمود پائے منہ پیش سلیمان چہ نماید  
ورقن لمباست نیزید طولی داشت۔ و آثار تخلص خود بطور موری رسانید۔

سالہا از مصاحبان خاص شاہ عباس ماضی بود۔ شاہ مکر منزل اورا بہر تو  
ندوم ہر افروخت۔ آخر مزاج شاہی منحرف شد۔ حکیم کم التفاتی شاہ مشاہدہ کردہ  
از ولایت برآمد و درین باب گوید یہ

گر فلک یک صبحیم با من گران باشد سرش  
شام بیرون می روم چون آفتاب از شورش  
و خود را ہدار الامن ہمند کشید۔ و در آستانہ اکبر باو شاہ با سودگی می گزرائند  
و در عہد جہانگیر نیز درین کامرانی و باریاب محفل سلطانی بود تا آنکہ بتقریب جانب

الہ آباد رفت۔ وچندے دران مصر محل اقامت افگند۔

آخر بار سفر بصوب حیدرآباد دکن برہست۔ میر محمد مومن استرآبادی وکیل السطنت  
محمد علی قطب شاہ بدین حکیم شریف آورد حکیم برہم تواضع شیشہ گلاب را غلط کردہ  
شیشہ شراب بر میر افشاند۔ میر آزر دو گشت و حکیم غرق عرق انفعال شدہ راہ پیاپو  
گرفت۔ و در انجا نیز زمانہ موافقت نکرد۔ ناگزیر بہ آردوی جہانگیری معاودت نمود۔  
و با نہایت خان ملازم گشت۔

چون صاحبقران ثانی شاہ بہمان براوزنگ فرمانروائی برآمد حکیم تادمہ تاریخی  
املا کردہ اجرض رسانید و بالعام دوازده ہزار روپیہ کا سیاسا گردیدہ ازان قطعہ است  
پادشاہ زمانہ شاہ جہان خرم و شاد و کامران باشد  
بہر سال جلوس او گفتم در جہان بادشاہان باشد

و در سہ صد و اربعین و الف (۱۰۴۱) بنا بر کبر سن التماس رخصت مشہد  
مقدس نمود۔ وقت رخصتہ بعنایت خلعت و پنج ہزار روپیہ کام دل اندوخت و دین  
رفتن توفیق زیارت حرین شریفین یافت و با ایران دیار برگشت۔ آوجی نطنزی  
گمیدہ

میان ہنفسان خواستم میسرا را ہزار شکر کہ دیدم حکیم رکن را  
سفینہ سخن از ورطہ بر کنار آمد گزر بساحل ایران فتاد دیار را  
کهن شراب جوان نشہ طبیعت او نوید عمر طبعی دہد احسب را  
زمے مباد تہی دست ساقی کہ رسد بیای بوس صراحی پیالہ مارا  
بعد ادراک زیارت روضہ رضویہ بجا ذبح حب الوطن متوجہ کاشان گردید  
و ایامے توقف کردہ بہر ارادہ در گاہ شاہ صفی رو بصفا لان آورد و از شاہ چند  
التفات نیافتہ بہ شیراز آمد۔ پس از چندے باز رخت سفر بہ کاشان کشید۔

میرزا امینائی قزوینی مؤلف شاہجہان نامہ می غر از د کہ :-

"تیمار کناہ راق مرا جنت نموده بدعا کے دولت ہم پیوند مشعش کشت - و چون در"

سکند مدت مرایان این دودمان علیہ انظام داشت - و دار - در اکثر سنوات"

"اور از روی محبت بہ انعام سے یاد و شاد می فرمایند -

فاش در سنہ ست و ستین و الف (۱۰۶۶) واقع شد این مصرع تاج پانہ اند

رفت بسوی ملک با نیکو چچ اہوم

کہا تش خرب بعد ہزار بیت است نہ چون سخن چنین مرتب می سازد سے

گناہی کہ بخی نہ در فقر و سلفدست با ہم بچینیای مخموری بزن کشکول چوبین را

برہ پناہ است در زیر درخت میوہ دار در پناہ اہل دولت ہست خواری پریشتر

بہر کید و روز صبورم کہ از فراق بعون شایخ نو بریدہ ندارم خبر ہنوز

رباعی

ہرگز نشدم بسوزنی بار کسے دین دیدہ نہ دخت چشم بزار کسے

صد شکر کہ در جہان بستم ہرگز تحت الحسنى بقصد دستار کسے

(۱۷۴) حاذق حکیم حاذق بن حکیم ہمام میلانی

واقف فن است و نبض شناس سخن میرزا اصحاب تبضین مصرع او سے

پرواز دومی فرماید سے

عاب آن غول حاذق است این صفا بہار دیدیم و گل دیدیم و خزان دیدیم

نولد حاذق فچپور سیکری است و در غنہ نگیری بمنسبہ شایستہ سرفرازی شہادت

و چون حکیم ہمام باتفاق میر سید صدر جہان پہا نوی در زبان اکبری

بسفارت عبداللہ خان والی توران نامزد شدہ بود۔ صاحبقران ثانی شاہجہان در سال اول جلوس خود حکیم حاذق را بہمان اعتبار نزد امام قلی خان والی توران رخصت فرمود۔ حکیم حاذق بعد ادای سفارت مراجعت نمود و از درگاہ خلافت بمنصب سہزاری و خدمت عرض کمر بمعرض امتیاز درآمد۔

و پایان عمر در مستقر الخلافہ اکبر آباد گوشہ انزو گرفت و بسالیانہ پانزدہ ہزار روپیہ از سرکار پادشاہی مؤظف گردید۔ و تا سنہ اربع و خمسين و الف (۱۰۵۴) لیاقت او با خدائے متعالی و پچھل ہزار رسید۔

حکیم در شوال سنہ سبع و ستين و الف (۱۰۶۷) در اکبر آباد شربت فنا چشید۔  
ادہم خامہ را باین روش جولان می دہد

ز روش فلک اسرار مہر و مہ شد فاش  
بیک کلاہ دوسر مشکل است پوشیدن  
ما قدر جوانی چہ شناسیم کز اول  
تصویر کشتان قامت ما پیر کشیدند  
بقول من نرسید است فعل من ہرگز  
خوشا کہے کہ دراز است از زبان و دستش  
در پنج محلہ احوال سید صدر جہان کہ در ترجمہ حاذق ضمناً مذکور شد بزبان خامہ  
تقریب کج حوالہ می شود

بصدر جہان

مولدہ و تشائید پہانی است بکسر بائے فارسی دیائے تختانی در آخر قصبہ ایست  
از توابع لکھنؤ۔ سید فاضل جید بود۔ و طبع ظریف و نکته سخ داشت۔  
ابتداء حال بواسطہ شیخ عبدالبنی صدر بملامت اکبر بادشاہ رسید و منصب  
اقتناء ممالک محروسہ برقرار گرفت۔

در سنہ اربع و تسعين و تسعمائہ (۹۹۴) پادشاہ اورا باتفاق حکیم ہمام نزد  
عبداللہ خان والی توران باپچی گری فرستاد بعد تقدیم سفارت معاودت نمود

در خط کابل پادشاه را دریافت -

دوین از چند کس بوظای منصب صدرت کل بر صدر عزت نشست در فتنه رفتن بیایم  
درست در منصب دوزاری متصاعد گشت

جهانگیر پادشاه در ایام شاهزادگی چهل حدیث در خدمت پیر بخواند شاهزاده  
دور بسیار دوست می داشت - روزی سید از قرض داری خود شکایت کرد - شاهزاده با  
سید و عده فرمود که اگر نوبت سلطنت بمن می رسد - قرض شما را ادا می کنم - یا هر منصفی  
که خواهید میدهم - بعد جلوس سید را مختار کرد - او منصب چهار بنزاری در خواست پادشاه  
منصب مذکور نوازش فرمود - و صدرت را نیز منال داشت - و قنوج را در انقطاع  
اوستخواه کرد -

سید محسن الزمان نافع اطلاق بود - در صدرت عهد جهانگیر چندان مردم عاش  
مستحقان مقرر نمود که میرزا جعفر آصف خان بقرض پادشاه رسانید که آنچه عرش  
آلبانی اکبر پادشاه در عرض پنجاه سال بخشید - سید در عرض پنج سال بمردم حواله کرد  
صد و بیست (۱۲۰) سال عمر داشت - اصلاً در عقل و حواس او قورسه راه نیا  
انتقال او در سنه سی و هجدهمین و الف (۱۰۲۷) واقع شد مشهور است که هرگاه  
سید بفرات توران رفت پادشاه و امراء آنجا سید را در فزون بسیار رسد امتحان  
کردند مثل خوشنویسی و تیر اندازی و شطرنج و غیره سید در هر باب کامل عیار برآمد  
و مردم آن دیار را در حیرت انداخت

اما ملا قاضی رساله در باب ایچی گری حکیم بهام و سید صدر جهان ترتیب  
داده در آن رساله جمیع هنرها نسبت به حکیم بهام نوشته الا علم مجلس که آن را نسبت  
به سید نقل کرده - و سید بر علماء آنجا غالب آمده -

## (۷۸) فرج - ملا فرج اللہ شوستری

تازہ دماغ نشہ زودرسی - وانجن افروز سخن عربی و فارسی است - سید علی معصوم  
مکی در سلسلۃ العصر کہ تذکرۃ الشعراء عرب جمع کردہ احوال ملا را بطریق می نویسد  
و میرزا صاحب مکرر اوراد و مقاطع یاد می کند - از انجمله است کہ

ہمین ز خاک فرج کا مران نشد صاحب کہ فیض ہم انصوری ازین جناب رسیم  
از وطن مالوف بسیر ممالک دکن خرامید - و در خدمت سلطان عبداللہ قطب شاہ  
والی حیدر آباد منزلت و ثروت تمام ہم رسانید  
پری زادان سخن را پنین تسخیری کند کہ

مغان کہ دانہ انگور آب می سازند	شمارہ می شکند آفتاب می سازند
در ہواے باد گل رنگ بیتا بیم ما	سالمات کہ ہوا داران این ایم ما
از رہ بہانگ ہرزہ در ایان سنہ روم	کہ می دہد فریب صدائے جرس مرا
گر زیر سپہریم عجب نیست کہ دریا	در زیر حجاب است و فزون تر ز حجاب است
ہمیشہ می خورم از خود سگست پنداری	کہ نیمہ ز دم شیشہ نیمہ سنگ است
و از اشعار عربی اوست کہ	

لَا غُرُوبَ اِنَّ لَّهٗ تَقْضِیَ الْاٰیٰتِ بِیْ	الدَّهْرُ اَبْنٌ مِّثْقَالِی السَّرَّاءُ
وَبِذَا جَرٰی طَبَعُ الزَّمٰنِ وَاَهْلِهٖ	دَفِنُ الْکَلَامِ وَاَهْلُهٗ اَحْیَآءُ

اشارہ است بہ واصل ابن عطا معتزلی کہ الشغ بود یعنی حرف راء را نطق نمی  
توانست کردہ و نوعی سخن ادا می نمود کہ حرف راء در کلام ادنی آمد و عیب شغہ برسان  
متکشف نمی شد تا بحدی کہ ضرب المثل شد - و شعراء در اشعار خود استعمال کردند

سلسلۃ العصر نسخہ فلکی در ق ۲۸۸ نہرست کتب خانہ آصفیہ فن تراجم نمبر ۵۰ - شمس ابن خلکان نمبر ۴۴ حرف الواو  
مطبوعہ یورپ و کامل میرد صفحہ ۵۴۷ مطبوعہ یورپ -



ابو محمد خازن گوید در مدح صاحب ابن عباد وزیر  
 نعم تجتنب الا يوم العطاء كما تجتنب ابن عطاء لثغرة السراء  
 و دیگر گوید  
 وجعلت وصلي السراء لم تنطق به وقطعتني حتى كانك واصل

## (۲۹). احسن - ظفر خان

میرزا احسن الله نام احسن تخلص بن نوابه ابوالحسن ترویتی - نوابه  
 محمد اکبر بادشاه وارد هند شد و وزارت شایخزاده و اشبال و دیوانی دکن  
 حاصل یافت - و چون جهانگیر پادشاه سریر آراشد نوابه را از دکن طلبیده اول  
 خدمت میز نشیکری نواخت و آخر بتفویض وزارت اعلی و منصب پنج هزاره امتیاز ساخت  
 و در سنه ثلث و ثلثین و الف (۱۰۳۲) حکومت دارالملک کابل ضمیمه وزارت مقرب  
 گشت و ظفر خان از جانب پدر به حکومت کابل مامور گردید -

و چون نوبت دارائی هندوستان به صاحبقران ثانی شاهجهان رسید - نوابه  
 را منصب شش هزاره شش هزار سوار سرفراز فرمود -

و در سنه ثلثین و اربعین و الف (۱۰۴۲) صوبه کشمیر مرحمت شد - و نظر بر آق  
 - عالی و دولت خواهی نوابه را از رکاب جدا ننموده ظفر خان را به نیابت پدر نصرت  
 کشمیر فرمود -

و چون نوابه نوزدهم رمضان سنه ثلثین و اربعین و الف (۱۰۴۲) در سن هفتاد  
 سالگی و ادایت حیات سپرد - صوبه کشمیر اصالت به ظفر خان تفویض یافت و منصب سه  
 هزاره و علم و نقاره مرحمت گردید -

ظفر خان مدتی بہ حکومت کشمیر پرداخت۔ و ملک تبت را مفتوح ساخت۔ و  
 پایان عمر در دار السلطنت لاہور فرود کش کر در سنہ ثلث و سبعین و الف (۱۰۷۳)  
 محل بہ صحرائے فنا کشید

ظفر خان صاحب جو ہر وجہ ہر شناس بود۔ و سرے بصحبت و تربیت ارباب  
 کمال داشت۔ افتخارش ہمین بس کہ مثل میرزا صائب مادی آستان اوست۔  
 ظفر خان چند جادو متاع غول میرزا را یاد می کند از انجمله است ہ  
 طرز اربان پیش احسن بعد ازین مقبول نیست تازه گوئیہای او از فیض طبع صائب است  
 ہشت عدد قصیدہ میرزا در حق ظفر خان بنظر در آمد۔ میرزا تعریف سخندان او  
 بسیار می کند و پاس بکنج ارگی بجائی آورد۔

دیوان مختصرے از ظفر خان مطاعہ افتاد۔ از انجاست ہ

و لم بکوی تو امیدوار می آید	نگاہ دار کہ روزے بکار می آید
و گوشہ میخانہ ہمین گفت و شنید است	یاران برسانید دماغے شب عید است
در بتان ہند چون او دلبہر خود کام نیست	رام رام گرچی گوید و لیکن رام نیست
شادم بدل شکستگی خود کہ پیش من	قدر دل شکستہ چو زلف شکستہ است
گوشہ چشمی اگر ساقی ببادارد بجاست	عمر باد گوشہ میخانہ خدمت کردہ ام

## (۵۰) آشنا۔ عنایت خان

میرزا محمد طاہر نام آشنا تخلص بن ظفر خان مذکور۔ در عهد شاہ جہانی  
 منصب ہزار و پانصدی داشت۔ و احوال سنہی سالہ شاہ جہان را مختص بقید  
 قلم آورد۔

بعد جنوس خلد مکان در کشمیر زاویه عزت گوید و در صدی و ثمانین و الف  
(۱۰۸) رخت به نهانخانه عدم کشید

دیوانش مشتمل بر قصائد و غزلیات و مثنویات و دیگر قسم شعر بنظر در آمد مثنویهاست قصید  
متعدد دارد و از انجمله است ساقی نامه - این بیت از ان است -

میکمانه ساقی به مجلس نشست چرا نبخش مینا نگید به دست  
این چند بیت از غزلیات او فر گرفته شده

الفت میانه دوستم نمی شود و ندان مار قیضه لبخشمی شود

بسکه در راه فنا با خاک یکسان شدتم میتوان همچون خیار افشانند از سیرا ستم

از جوادش گوهر مرده انگلی کمتر نشد تیغ اگر آفت آتش رنگت به جوهر نشد

هر دم نوید لطف دگر می دهد مرا دل سه برد در دست و جگر می دهد مرا

گر بستم چنانکه کشد آسمان بجا است به شرفیه و تیرگی دل همان بجا است

کشته بدست آوردت کشت متاب است مدعا که بخواران سیر عالم آب است

کدام چیز عزیزان ز یکدیگر گیرند بغیر این که را حال هم خبر گیرند

بیاد روی تو شبها کنم نظاره ماه ز رسیفیه بود از پیاسه روز سیاه

خلق خوش مرا به ثنا خوانی آورد گل عندلیب را بسختانی آورد

دولت بوقت تیرگی بخت نکبت است جارب وقت شام پریشانی آورد

تیره طبعان بسینه صاف بدانند ذوق آئینه نیست به زو را

ما بزنند این نعمت خوبا شستن کرده ایم گاه گاه به ناله بر خیزد از زنجیر ما

لقه چرب خوشامد نکند رام مرا دل تن از سگاب کوی تو وفادار است

مرد را تن آسانی با عیش فنا کرده زود بگذرد از هم رانده که به بیابان است

از بسکه دست من ز تعلق بریده است رنگ گرفته راه چناب از می دهد

گل بیشتر دہد چو گنی شاخ را تلم	سامان دل ز قطع تعلق شود زیاد
دایہ پر میز کند طفل چو بیمار شود	عقل ناچار کشد ز حمت آلائش نفس
عیب پوشی بہ از مند پوشی است	طرز آئینہ خوش نہ کرد دلم
کہ ز دد رستن مواز پے تراش بود	ز دور ساختن ابرام سفلہ گردد بیش
ہرگز می توانست کہ بخود سازد	ہر کجا بود مرانشہ صفت با خود داشت
چون پر آشوب بود شہر دکان نمکشاند	تا درون پر بود از تفرقہ دل وانشود
پیوستہ ہمو عکس خودم در کمین خویش	چشم بسان آئینہ در عیب خلق نیست
دید ز گس نہ از کتاب سیمای چراغ	نیست نازک طینتان طاقت سیمای خوش
نتوان کرد سہر رشتہ ز تقدیر برون	چند چون رشتہ تسبیح شوی سرگردان

## (۵۱) صائب میرزا محمد علی تبریزی اصفہانی

امام غول طرازان و علامہ سخن پردازان است۔ ازان صبحی کہ آفتاب سخن در عالم  
شہود پر تو افشانندہ یعنی آفرینی باین اقتدار سپہر دو ابرہم فرسانندہ۔ چنانچہ خود گوے  
دعوی در میدان می اندازدومی طراز دہ

نصد ہزار سخنور کہ در جہان آید یکے چو صائب شوریدہ حال بر خیزد

حامل لو اسے فصاحت۔ منشأ اعلاء کلمہ بلاغت۔ نور بجاہت از نا صیئہ کلامش پیدا اولعہ  
شرافت از سیمائے بیانش ہویدا۔ فوج فوج مضامین برجستہ منتقاد جنابش خیل خیل  
معانی بیگانہ بندہ جاضر جوالبش۔ ذوق سلیم در حقیقہ اشعارش بنو برکردن مسرور ذہن  
صیح در خزینہ افکارش بدولت تازہ اند و سخن مغرور۔ فکر نیز نگش موجد عبارات زنگین  
جمل بسیطش مخمروع تراکب و دلنشین۔ زلال تقریرش در کمال روانی۔ لالی تعبیرش در نہا  
غلطانی پاسے وقت خیال باور کمال رسانیدہ۔ معہذا اصلا اثر تکلف گرد کلامش نگردید۔

این کیفیت و کلام نصحاء دیگر کمتر توان یافت -

تصنیف و شنوی هم دارد اما مشاطه و فکرش پتربین عروس غزل بیشتر پرداخته و  
 این غزل رعنا را بطرز تازه و انداز خاص جلوه افروز ساخته - چنانچه خود می فرماید  
 غزل گوئی به صفا ختم شد از نکته پردازان  
 رباعی گر سلم شد ز سوز و ناله سحابی را  
 دیگری فرماید

غزل نبود باین رتبه هیچکس صائب  
 نوازه عشقی در ایام من کمال گرفت  
 و از جمله شرافت او صاف میرزا است که با وصف این جلالت شان از شعراء  
 معاصرین و متقدمین هرگز را در اشعار خود یاد کرده بخوبی یاد کرده و تیغ زبان را بازخم هیچکس  
 آتشنا ساخته و خود می فرماید

بمور و نشت سخن دست طرح ده صائب  
 گرت هوار است سینمان این جهان با  
 پدرش از کدخدایان معتبر تبارزه عباس آباد اصفهان است میرزا در  
 دار السلطنت اصفهان نشو و نما یافت - و به کثرت در شش جهت عالم کوس  
 سخندان فی زور و در عین شباب آخر عهد جهانگیری متوجه هندوستان گردید - چون وارد  
 دارالملک کابل گشت - ظفر خان که به نیابت پدر خود خواجه ابوالحسن تربتی ناظم  
 کابل بود میرزا را به کند حسن خلق صید کرد - و لوازم قدر شناسی نو عهده که باید به تقدیم  
 رسانید - چنانچه شمه ازین ابیات میرزا مستفاد می شود

کلاه گوشه بخورشید و ماه می شکم	باین غرور که مدحت گر ظفر خاتم
زنو بهار سخایش چو قطره ریزشوم	قسم خور و بسر کلک ابر نیسانم
بلند نخت نهال بهار تربیتا	که از نسیم هواداریت گلستانم
حقوق تربیت را که در ترقی باد	زبان کجاست که در حضرت فرو خوانم

تو پای تخت سخن را بدست من دادی      تو تاج مدح نهادی بفرق دیوانم  
 ز روی کرم تو جو شیر خونِ معنی من      کشید جذب تو این لعل از رگ کامم  
 تو جان زد غل بجای صرع مراد ادبی      تو در فصاحتی دادی خطاب سبھانم  
 ز وقت تو معنی شدیم پنهان باریک      که میتوان بدلِ مور کرد پنهانم  
 پوزخات سبیل ابیات من پیشان بود      نداشت طرۃ شیرازہ روئے دیوانم  
 تو بچشم ساختی از راق باد بر دہ من      و گرنہ خار نئے ماند از ہستامم  
 تو مشقِ شت گز چون قصید من دادی      چو گل تو زربسیر ریختی بدامم  
 چون حکومت کابل در او اہل جلوس صاحبقران ثانی شاہ بہمان بہ لشکر  
 ظفر نفس یافت۔ و ظفر خان برادر اک عتبۃ خلافت شتافت میرزا نیز بہ رفاقت  
 ظفر خان پشیر ہند خرامید

چون روایات صاحبقران در سہ تہ و ثلثین و الف (۱۰۳۹) جانب دکن  
 بایستہ از در آمد۔ میرزا با ظفر خان در رکاب سوکب سلطانی سرے بدیار دکن کشید  
 از آنجا کہ شہر برہان پور گرد بسیار در آمد میرزا در حق این شہرے فرمایدے  
 تو تیا سازد غیب را اگر ہ و لا ہور را      چشم من تا خاک کمال گرد برہان پور خورد  
 و چون سید لشکر محمد عارف از مشاہیر اولیا درین شہر آسودہ اند توجیہ گردان  
 خاطر فقیر چنین برخاست ہ

فتاد بسکہ گز رشک محمد را      غبار خیز بود کو چھائے برہان پور  
 و در ایام اقامت برہان پور پیر میرزا خود را از ایران بدیار ہندوستان  
 رسانید تا اورا بوطن مالوف برد۔ چون خبر قدم پیر بہ میرزا رسید۔ قصیدہ در مدح  
 خواہد ابو الحسن انشا کرد و در نصحت وطن التماس نمود و در آنجا می گویدے  
 سہ شش سال پیش رفت کہ از اصفہان بہند      افتادہ است تو سن عزم مرا گزار

هفتاد ساله و الپیر است بنده را      کنز تربیت بود بمنش حق بشمار  
 آورده است جذبه گشاخ شوق من      از اسنان بد اگره و لاهور اشکبار  
 زان پیشتر کنز اگره بمعوره دکن      آید عنان گسسته تر از سیل بے قرار  
 این راه دور را ز سر شوق طے کند      با قاست خمیده و با چنبره نزار  
 دارم امید نهمی از آستان تو      ای آستان کعبه امید روزگار  
 مقصود چون ز آمدنش بردن من است      لب را بحرف خفیت من کن گزینار  
 با بزم کشاده تر از آفتاب صبح      درست دعا بیدر قدم راه من برار

اتفاق موبک صاحبقران عنقریب در سنه احدی و اربعین و الف (۱۰۴۱) از  
 و کنز اکبر آباد عطف عنان نمود. هزدهم محرم سنه اثنین و اربعین و الف  
 (۱۰۴۲) ظفر خان را حکومت کشمیر بنیابت خواجه ابوالحسن مفوض گردید.  
 میرزا محل سفر با ظفر خان بر بست و پس از گلشت کشمیر حجت نظیر عازم ایران  
 دیار گشت و تا آخر ایام حیات نزد سلاطین صفویه مکرم و مجمل زیست. و در مدائح  
 ایشان قصائد غرا پرداخت.

وفاتش در سنه ثمانین و الف (۱۰۸۰) اتفاق افتاد و در اصفهان مدفون  
 گردید و غزل میرزا که مطلعش این است  
 در هیچ پرده نیست نباشد نوای تو      عالم پیر است از تو و خالیت جائے تو  
 بر طبق وصیت بر سنگ مزار او که یک قطعه سنگ مرمر است کنده شد  
 را قلم الحروف گوید

عندیپ نغمه پرداز فصاحت صابا      رفت ازین عالم بسوی روضه دار السلام  
 نامه آزاد انشا کرد سال رحلتش      بلبس گلزار جنت صائب عالی کلام  
 دیوان میرزا قریب هشتاد هزار بیت بخط ولایت بنظر رسیده و میرزا سی و سه

غزل متفرق بخط خاص برخواستی آن نسخه قلمی فرموده اشعارش عالمگیر است مستغنی  
از تحریر - چند بیت بنا بر التزام پیرایه این مقام می شود

زبان لاف رسوای کند ناقص کمالان را	که رو بر خاک مالد پرفشانی بسته بالان را
نه از روی بصیرت سایه بال هما افتد	سیمست است دولت تا کجا خیزد کجا افتد
از تماشائی پریشان جهان دلگیر باش	واله یک نقش چون آئینه تصویر باش
بیج بپردی نمی یابم سزائت خویشتن	می نهم چون بید مجنون سر پیاپی خویشتن
زنگین نراز خاست بهار و خزان ما	بر دست خویش بوسه زند باغبان ما
جلوه برق است در میخانه هشیاری مرا	از پی تغییر بالین است بیداری مرا
می خورد باد دیگران مستانه بر ما بگذرد	در فرنگ این ظلم و این بیداد ها تا بگذرد
ای که فکر چاره بیماری دل می کنی	نسبت خود را بچشم یار باطل می کنی
عشق سازد ز هوس پاک دل آدم را	درد چون شعله شود امن کند عالم را
سخت می خواهم کدر آغوش تنگ ارم ترا	هر قدر افشرد دل را به فشارم ترا
از جوانی داغها در سینه مانده است	نقش پای چند زین طائوس بر جامانده است
ز سیری حرص دنیا نفس طامع را دوبالاند	که اراکاسه در یوزه از کوزی مثنی است
پا از کلیم خویش نباید دراز کرد	تیغ ستم به بین چه بزللف ایاز کرد
که حال درد مندان پیش چشم یاری گوید	که حرف مرگ بر بالین این بیماری گوید
اهل کمال را لب اظهار خاموشی است	رمقت پذیر ماه تمام از هلال نیست
ای خوبی امید باین دستگاه حسن	این یک دو بوسه گز نه شماری چه می شود
رمزی ست ز پاس ادب عشق که مرغان	شب نوبت پرواز به پروانه گزارند
نقش پای زندگان هموار سازد راه را	مرگ را داغ عزیزان بر من آسان کرده است
مکن اعانت ظالم ز ساده لوحیها	که تیغ سنگ فسان را سیاه می سازد



در طلب ما بے زبانان اُمت پر دانه ایم	سوفتن از عرض مطلب نزد ما آسان ست
مقل کامل می شود از گرم و سرد روزگار	آب و آتش نی کند صاحب برش شمشیر را
ز صدق و کذب سخن سخن را گزیری نیست	چو صبح تیغ جها نگیر ما دو دم دارد
بچه پاش که دل از خم زلفت نبرد	دور گوش تو یتیمی است که در عالم نیست
شرع رنگین بطلع نی رساند خویش را	هر که سب آدمیت کرد آدم سے شود
ما حجاب آلودگان را جرات پروا نیست	گر که دگر گردیدن ما گرد دل گردیدن است
هفتای سینه مرا در حرم کند قندیل	چه شد بدن از رنگ آمد است شیشه ما
نیرنگی رخ گل رعنا درین چمن	نون دل از پیاله زری دهد مرا
صائب ز ملائک مطلب رتبه انسان	آئینه یه پشت چه دیدار نماید

## (۵۲) غنی - ملا محمد طاهر اشعوی کشمیری

اشعوی قبیلہ ایست از قبائل معتبر کشمیر۔ از بدو شعور در حلقہ درس ملا محسن قانی کشمیری تلمذ نمود۔ چون طبع بلند داشت در کمتر روزگار حیثیت شایسته بهم رسانید۔ آخر انواعی بحر سخن اُفتاد و جواہر سے کہ بنقد جان توان خرید بیرون آورد۔ میرزا صائب کلام اور انضمین می کند و می فرماید۔

این جواب آن غزل صائب کہ می گوید غنی یاد ایامی کہ دیگ شوق ما سر پوش داشت معنی ببناء طبعی مجبول بود و با وصف بے دستگا ہی بحضور خاطر سبری برد۔ از اینجا کہ غنی تخلص میکند

مدد العمد در شهر خود گزرا نید۔ و در سنہ تسع و سبعین والف (۱۰۷۹) دامن از عالم سفلی برجید

دیوانش سائر و داغر است۔ چند بیت بنا بر ضابطہ ثبت اُفتاد۔

عالمی را اضطراب نبض این بیمار کشت	عاشقان را جنبش مژگان چشم باز کشت
چون نبود دست خالی بدنما باشد دعا کردن	تو نگرانه زید لب بخوابش آشنا کردن
چون مهره شطرنج مرو خانه بخانه	سیلی نخوری تا ز کف اهل زمانه
می کند خورشید سرگردان گل خورشید را	تا توانی عاشق معشوق هر جائی مشو
کسب نمکین نکند سفله زار باب و قار	سایه گرسایه کوه است سبک می باشد
موم در زینر نگین خالی ست از نقش نگین	با تو نه دیکم رے دورم ز فیض عام تو
این داغ به پیشانی سیاه نهاده	از کشته شدن چهره عاشق نشود زرد
که قضا نان دهد آن وقت که دندان گیرد	در دم صبح غمی پیر فلک می گوید
خانه ام ساخته از ریختن رنگ بود	نیست چون مهره نردم هوس قصر بلند
هر دم آن زلف پریشان شانه بینی می کند	خاطر او از غبار لشکر خط جمع نیست
مانند هر دے که رود سوے آفتاب	رفتیم سوی یار و ندیدیم روی یار
لیکن چو کوه ناله ز زخم زبان کنم	گر تیغ بر سرم رود از جانم روم
اگر بخاک بیفتم نیفتم از پرواز	غنی چو سایه مرغ پریده در ره شوق
آئینه خفته ز سکندر نیافت است	چشمم گرم مدار ز شاهان که جز نمند
گر مضمون کس پهلوی زند	از نزاکت او فتد مضمون من
اگر در پیش من دم میزنی خاموش می گردم	چراغ مجلسم نبود مرا تاب بدل با کس
چنان بستیم معنی را که نتواند کس بردن	ز مضمون بردن یاران نمی باشد غمی مارا
بشنود گوش از برای خواب چشم افسانه را	سعی بهر راحت هم سایه کردن خوش است

راقم الحروف را هم مضمون مناسب مضمون غنی بهم رسیده که

مخنت هم سایه نابر خود گرفتن خوش نداشت از برای چشم بینی زیر بار عینک است  
 مخفی نماند که چنانچه گوش از استماع افسانه افاده خواب چشم می کند خط خودم

که سمیع قول مرغوب باشد مستوفی می گیرد - بخلاف بینی که عینک را حسبته نشد بری دارد - و  
برای نفع همسایه دیده و دانسته خود را در شکنج می کشت -

## (۵۳) ناظم هروی

عمده ناظمان جواهر معانی - و زبده گزیده ان عرائس سخنرانی است - در خدمت  
عباس قلی خان ولد حسن خان شاهرلو اعتبار عظیم داشت و بهمت بغینس رسانی  
مردم می گذاشت

بر مان استعدادش مشهوری "یوسف زلیخا" است که یوسف سخن را از چاه و زندان  
و از لانه و بمصر بلند پایگی برده بر تخت نشاند تمام این کتاب در سه آئین و سبعین  
دائف (۱۰۴۲) شده است سنبلی شعورش کا کله می افشانده

نخواهم که ریش بد عمل ز بد پے کنم	تسبیح تازیانه گلگون سے کنم
ز سیر باغ و زندان بر نیاید کام سودايم	نه شاخ سنبلیه بر سر زنجیری است در پایم
کمی تا چند خواب امی مست غفلت ناله سر کن	سر مینای دل بکشد دماغ دیده تر کن
بیایه می ازین شیوه آبرو دارد	بد متگیری افتادگان ز پا منشین
نظره آبی کف خونی شد و بر خاک ریخت	آدم خاکی چطرف از عالم ایجاد بست
بقدری عضو عضو را بکام دل رساند	زخم تیغ بر تنم چون ماه نو سیاره شد
بسکه از بے اعتباریهای خود شرمند ام	آینخان سوی تومی آیم که گویا سے روم

## (۵۴) واعظ میرزا محمد رفیع قزوینی

نواده ملا فتح الله واعظ قزوینی است - پایة تعریفش از ان رفیع تر که بسلم قلم

این مشهوری از بسکه نادار الوجود است و در کتب خانه آصفیه حیدر آباد کن موجود -

توان رسید۔ و شرف تو صیفش از ان بلند تر که ببال اوراق توان پرید۔ لالی منظوماتش در کمال خوش جلای۔ و جواهر منشوراتش در نہایت بیش بہائی۔

حجت کمالش کتاب ابواب الجنان است کہ قماش سخن را در نہایت نازکی بافتہ۔ و باتفاق جمہور کتابے باین خوش بیانی در باب مواظط ترتیب نیافتہ۔ اما عمرش باتمام این کتاب وفا نکرد۔ فرزندش میرزا محمد شفیع کہ تلمیذ والد خود است مجلد ثانی بہ انجام رسانید۔ این مجلد در بیان فضائل اعمال است لیکن بہ آن رنگینی و خوش انشائی نیست

مطالعہ دیوان و اعظ طبع را در اہتراز آورد۔ این چند غزال از ضن او منخرمش  
سے آید سے

از زبان کلک نقاشان شنیدم بار بار	بے زبان نرم کے صورت پذیرد کار بار
این قدر طول امل رہ میبہی در دل چرا	مصحف خود را باین خط می کنی باطل چرا
آزاد بہمراہی کس بند نگرود	خاصیت سرو است کہ پیوند نگرود
بریدن از جهان سرمایہ از زندگی باشد	کہ افزون قیمت شمشیر از بزرنگی باشد
حرفے اگر بعا شق بے تاب مے زند	شمرش طہانچہ بر گل سیراب مے زند
سر برون آورد عکس از روزن آئینہ گفت	فیض صحبت می تواند سنگ را آدم کند
نیک خواہان در جهان مکروہ طبع مروم اند	جز ترش روئی نہ بیند مغربت از بیمار بار
روزگار آخرتگر را شگمش مے کند	شیشہ می سازد مکافات شکستن سنگ را
اگر خورشید ز خسار تو در پیش نظر باشد	چو ماہ نوزیری می روم سوی جو اینہا
دست برداشتن وقت دعا ایما نیست	کہ شفاعتگر ما پیش خدا دست تہی است
ز انہامی جنس خود بخدرباش زانکہ آب	با آن سرشت پاک بائینہ دشمن است
فروتنی بخدا زود ترکند نزدیک	کہ زود قطع شود راہ چون سرازیر است

فیض پروانگی محفل مایه چون نکند	که چراغش ز صفائی قدم یاران است
غم گوارانر بود آزادگان را از سرور	آب تلخی بید را باشد به از آب نبات
مخمری نتوان بے سخن شنو کردن	سخن بگوش بود بیش از زبان محتاج
شوا از عزل - طبع ظالم معزول ظالم تر	کمان راز و گزافتن بیشتر پر زوری سازد
ازاد نیستند بدولت رسیدگان	گر دید پاسے بند نگیں تا سوار شد
گزینی دستی شو اعظم مایه دیوانگی است	چسب باعث گزند خندان بید مجنون میشود
نشت داغ و دلتشین تر در هواے نو بهار	زانکه بهتر مهر گردد صفت چون نم می شود
باشد از بے خانانان برگ عیش اغنیا	زندگانی شهر از پهلوی سحر اسمے کند
یادگیر از بید مجنون شیوه افتادگی	گر گزارد آره بر فرق تو سر بالا کن
ظالم افتد از کار استاد ظالمان است	سر حلقه کما نه است چون شد کباده
صد حیف که مایه حیرت دید نبودیم	روزیکه رسیدیم به ایام جوانی
ظاهر آرائی نباشد شیوه روشن دلان	میرد آتش از برای جامه خاکستری
نیست جو نخلت از احباب تهنی دستان را	بید از عرق بید نباشد مژگے

### (۵۵) رنج میسر از احسن

شاعر رنج المقدر و منشی کامل عیار بود - اصلش از قزوین است - مری  
 بانامت مشهور مقدر سعادتمند حاصل کرد لهذا به مشهدی شهرت گرفت  
 بعد از آن که منازل علوم رسمی طی کرد و دستمایه فنون بهم رساند - نزدند محمد خا  
 وانی ملحق رفت - و بمقصد انشا امتیاز یافت -

آخر عازم مشهد شد و چهاردهم رجب سنه اربع و خمسين و الف (۱۰۵۴) بان  
 س صاحبقران ثانی شاه جهان دولت تازه اندوخت و در ملازمت او نخلت

و انعام سه هزار روپيه کامياب گشت - و در سلک بندگان درگاه در آمد - و در جشن  
 وزن ششسي بيت و چهارم ربیع الاول سنه ست و ستين و الف (۱۰۶۶) ششمی  
 تهنيت جشن بعرض رسانيد - و مبلغ هزار روپيه بر سبيل جائزه مرحمت شد -  
 و در عهد عالمگیری بخدمت دیوانی و بیوتاتی کشمیر مامور گردید - انجام کار  
 بآن بزرگوارسن از نوکری استعفا نمود و از سرکار پادشاهی وظیفه تقریر یافت - و در  
 دارالخلافه شاهیجهان آباد وظیفه حیاتش منقطع گردید -

عندلیب غم زمزمه اومی سراید

آننها که خواب راحت بر خود حرام کردند	چون شمع کار خود را یکشت تمام کردند
سهل باشد لذت خاری که دیر پیراهن است	و انعم از ماهی که او را خا یا جزوتن است
دل منه بر لفت دشمن که تا گرم است	گر چمی جوشد آتش لیک او دشمن است
خانه آتش توان زد تا بگیرد او منی	من ندایم علاج خار و امنگیر حصیت
نیم بسمل شده مرغی کبف آرم که مرا	در خور حالت خود نامه بر در کار است
بدام زلف تو عالم تمام در بند است	کسی که باز بود دیده تماشا ئی است
قفای آینه را به ز روی آینه دان	که رو برو نشود با کسی که خود بین است

## (۵۶) ناصح میرزا عرب تبریزی

نکته طراز ممتاز است و مصداق ترانه عندلیب شیراز که مصرع

”هر آنچه ناصح شفق بگویدیت بنیدیر“

یعنی کلام او شنیدنی است - و جرعه جام او چشیدنی -

میرزا هصائب مکر شعر او را تفسیر می کند و در طبعی می فرماید

این جواب آن غزل صفا که ناصح گفته است      تالپ ساغر بخون من گواهی می دهد

فی الجملہ تحصیل کردہ در عباس آباد متوطن بود۔ و بشیوہ تجارت اشتغال داشت۔

اشعار بسیار از ناصح بنظر رسیده۔ سواد کلامش سرمد در چشم ورت می کشد

بسرمد رام نگوید چشم جادویش که از دو میل سیاهی رمید آهولیش

در زندگی بزرگ کشید است کار ما خواب گران ماشده سنگ مزار ما

در حقیقت دل بیرحم ندارد مغرورے پیشہ را کہ نباشد لب نندان پوچ آست

### رباعی

نادانی غلطش بختی راسخ خود است بے قدریش از پستی کالای خود است

بر مرکب چوبین چو شود طفل سوار خوش راہی و بدو تایش از پای خود است

## (۵۴) سالک محمد ابراہیم قزوینی

سالک مسالک خویش بیانی۔ و مخترع عجائب و غرائب معانی است۔ مدتی در

صفایان اقامت داشت۔ و با صاحب کمالان آنجا سرگرم صحبت بود۔

آخر عازم ہندوستان گردید و بواسطہ ربط قدسی و کلیم سرمایہ جمعیت

اندوخت و بوطن مانوس مراجعت کرد۔ خویشان او آنچه داشت ہمہ را واکشیدند۔

ناگزیر کثرت ثنائی خود را بہ ہندوستان رسانید و مدتی اقامت گزید۔ و باز

بہاذبہ وطن بہ قزوین برگشت۔ و ہما بجا درگزشت۔

عبر کلامش چنین بومی دہد

مہ و کین شوخی چشمان ترا آئین است این دو بلادام یکے تلخ و گر شیرین است

چہ ذوق پاشنی در عافیت جو را کہ شیر ہم شکر آب است طفل بد خورا

عرق سعی محال است بجائے نزد ابرا آبلہ دست گہر می گردد

ز صفت بے پیشہستی قائل نداده ایم گلگون دواندہ بروم شمشیر خون ما

استخوان من و مجنون بہ تفاوت بردار      اسے ہما چاشنی درد فراموش کن  
 بے برگی من فکر سر انجام ندارد      چون شمع تمام است بیک ترک کلام

## (۵۸) سالک یزدی

رہ نور و قلم و خوش مقالی است و تیز و جادۂ بار یک خیالی -  
 آماز حال در شیراز بود - شانہ رنگ می کرد - آخر یکسوت درویشان برآمد  
 سرے بہ صفایان کشید - و پندے رحل افکند -

از انجا بولایت و کن افتاد و در خدمت قطب شاہ والی حیدر آباد می گزشتند  
 چون طائفۂ مغلیہ را از انجا بر آوردند بدار الخلفہ شاہ جہان آباد آمد - ملا  
 شفیعائی یزدی سپاس ہموطنی رعایت بسیار نمود - و در سنت و تین و  
 الف (۱۰۶۶) بہ ملازمت صاحبقران ثانی شاہ جہان رسانید - و در ملک مدت  
 گزاران منظم ساخت -

ملا شفیعائی یزدی مخاطب بہ و اشمنہ خان در عمد شاہجہانی منصب  
 سہ ہزاری فائز بود - و در زمان عالمگیری بمنصب پنج ہزاری و دالامرتبہ میر  
 بخشگیری متصاعد گشت و در سنہ احدی و ثمانین و الف (۱۰۸۱) درگزشت -

سہیل طبعش عقیق سخن را چنین رنگ می دہد :

در ہولے عشق پرورم دل دیواندا	چون سپند از بہر آتش سبز کردم داد
آشنائی کہنہ چون گردید بے لذت بود	کوزہ نو یکد و روزے سرو سازد آبت
نواہی نالہ نے می رسد بغارت ہوش	تو برق تازی این نے سوار ادربا
در خور خچ بود نخل زد یوان قفسا	نرو تا نفسے کے نفسے می آید



زبان هرزه در اریان توان بزمیست که پند سرمه خاموشی جرس باشد

## (۵۹) صیدی - میر صیدی طهرانی

صید بند وحشیان خیال است و دام نه فراوان غزال - فرع شجره سیادت  
است و صاحب انواع حیثیت -

از صفایان به هندی مرصید و بجم ربيع الاول سده خمس و شصتین و الف (۱۰۶۵)  
به ملازمت صاحبقران ثانی شاه جهان مباحی گشت و قصیده که بمدح شاهای پرداخت  
بود بعرض رسانید - هزار روپیه صد قصیده مرحمت شد مطلعش این است -

ز سب جهان خدا را سپهر عدل و کرم - بز بر سایه قدر تو نیز اعظم  
سر خوش گوید - روزی جهان آرا بگیم بنت شاه جهان سیر باغ  
صاحب آبادی رفت - میر صیدی از بام سراد ببالک بلند مطلع خود بر خواند  
برقع برخ افکنده بر دنا زبانش - تا نکست گل بخته آید به دماغش  
بگیم شبنمه مسرور گردید - و پنجه زر روپیه صد عینایت فرمود -

دیوان صیدی بمطالعہ درآمد - قصاید در مدح صاحبقران شاه جهان  
دارد و مثنوی در تعریف کشمیر نوزون ساخته در دعوت راه کشمیر گوید -  
ز بیم جان در و صد جا زیاده - شود از یاد بوی گل پیاده  
ان بخت مردان دو صد سپاه شکست - بر و خود توان گوشه کلاه شکست  
و عشق هر که هست همیا جنگ ماست - بر روی ما کسیکه نه استار رنگ ماست  
ما که باشیم که در بزم تو داخل باشیم - دولت ماست که حشر کش محفل باشیم  
ما که نخواهد نظر بر ما به جمال تو کند - آن قدر عسر نیاید که خیال تو کند

چون رنگ گل شد است شرابم بجام بند	تنها گشته بے تو ز بانم بکام بند
آن گل که منع بوی خود از باد می کند	مارا بے برگ سبز کجا یاد می کند
مرغی که پر شکسته شد آزاد می کند	عتیاد ما بنای ستم تازه کرده است
سایه محبت خویش پریشان دارد	غم ز بے مری او نیست که بچند نهال
می کند از خود نهالی را که پیوندش کنند	کتر از برگی نباید بود در تسخیر دل
تغافل نگه آمیز صد ادا دارد	میان آشتی و جنگ هم مقام خوش است
با آنکه اضطراب مرا غم نخواه شد	خود را بچشم آینه دیدی و سوختم
هر کس را جامه هستی برنگی داده اند	صورت دیواریم در عالم خود زنده است
کوزه بیدسته چوبینی بدو دستش بردار	مرد بے برگ و نوار اسبک از جا بگریز
ز گلر خان بتو دارد نظر بهار امروز	چه غنچه که بگلشن شگفته باشد فرد
نسبت هر چه به گلزار رسد گل باشد	نقص عشق است که از خار بنالد بلبل
سان در زمین آینه بیند سپاه را	چشمش هنوز از صف مرگان به قتل عام
که مرا تندی خوئی تو معافی کرد	هر چه می گویم از ان نام تو مطلب باشد

## (۶۰) ماهر - میرزا محمد علی اکبر آبادی

شاعریست ممتاز در نظم و نثر سحر طراز - نقد عمر تا دم آخر در خریداری متاع  
گرا نمای سخن صرف کرد - و با کلیم و قدسی و صاحب طبعا نے که بعد ازین دکان  
تازه گوئی چیده اند صحبت داشت -

بدایت حال ملازم شاهزاده دارا شکوه بود و مرید خان خطاب داشت  
و چندے در رفاقت و انشمنه خان شفیع شاه جهانی بسر برد -  
آخر کار همه را دست زده بر پوست تخت درویشی نشست - و قلم و قناعت و

آزادی تسخیر نمود.

سرمخوش در تذکره خود گوید که :-

«روز سه فقیه گفت - نواب دانشمند خان میربخش و بهجت خان کن بخش هر دو بر حال شما  
«مهربان اند چرا منصب شایسته نمی گیرید - خنده کرد و گفت به ترک دنیا مشغور شده ام - دوم  
«از فقری می زخم - اگر احوال باز رغبت بدینا نمایم بآن زن چندومی ماند که باشوهر مرده برآ  
«سوفتن رفته باشد - تنش سوزان دیده خوابد که بگذرد - کناسان بچوبها سرش را شکسته  
«سوزاننده - فقر با استقلال داشت و نازنده بود به جمعیت و فراغت بود -

راقم الحروف آزاد گوید که فقیر را با نواب نظام الدوله ناصر جنگ شهید  
خلف الصدق نواب آصف جاه طاب ثراه به طبعی اتفاق افتاده بود و افقته  
که بالا تر از آن تصور نباشد دست بهم داد - چون نواب نظام الدوله بعد رحلت  
پیر بر سر سنده ایالت دکن نشست بعضی یاران دلالت کردند که حالا هر رتبه که خواهید  
میراست اختیار باید کرد و وقت را غنیمت باید شمرد گفتیم آزاد شده ام - بنده مخلوق  
نمی توانم شد - دنیا بهر طالوت می ماند عرفه ازان حلال است زیاده حرام و  
این شعر فرو خوانده شده

دین دیار که شاه می بهر گدا بخشند غنیمت است که ما را همین با بخشند  
وفات ماهر در سنه تسع و ثمانین و الف (۱۰۸۹) واقع شد صاحب دیوان ضحیم و  
مثنوی های متعدد است - و مثنوی مختصر در مدح جهان آرا بیگم دختر صاحبقران  
ثانی شاه جهان گفته بتوسط عنایت خان آرشنا تخلص نزد بیگم فرستادست  
بذات اوصاف کردگار است که خود پنهان و فیض آشکار است

بیگم را خوش آمد - و پانصد روپیه صلّه فرستاد -

لله تاج ۱۱۱ فکر صفحہ ۳۹۲ مطبوعہ مدراس ۱۸۷۳ء - ۶

اما در کلیات نعمت خان عالی شنوی شانزده بیت در نایخ عمارت زینب بیگم  
 دختر خلد مکان بنظر رسیده - در آن شنوی بیت مذکور هم هست - تو او افتاده باشد  
 ماهر در شنوی گوید در نصبت سرور کائنات صلی الله علیه وسلم - ه

کرچه آورد پیش ازین - عیسی	مردۀ را دوباره در دنیا
از ره مجرآن جهان کرم	عیسی آمد دوباره در عالم
چشم پیکونه دیدن رویت هوس کند	نظاره بر چهره تو کار نفس کند
حاسد ابل خن دافع ز حسن سخن است	انتقام پدر از خصم پس می گیرد

### (۴۱) فیاض - ملا عبد الرزاق

لاهی الاصل فی الوطن - مصنفه کتاب "گوهر مراد" کلمه خدمت حکیم صدر  
 شیرازی نموده و در عقاید و نقلیات و مشاهد عالی بهم رسانده و بهلوانا نشیه را  
 بسمت سخن طرازی نیز عطف می ساخت -

دیوانش محتوی برقصاء و نقلیات و غزلیات و ساقی نامه و دیگر نوع شعر منظر  
 رسید - قصاید طولانی فراوان در مدح آنکه اهل بیت رضوان الله علیهم و استاد  
 حکیم صدرای شیرازی - و استاد الاستاذ میر یاقود اما و استر آبادی - و در  
 مدح شاه صفی صفوی و امراء عصر دارد و در حق نهند گوید - ه

حبذا نهند کعبه حاجات	خامد یاران غایت جو را
هر که شد مستطیع فضل و غیر	زین نهند واجب است او را
سوی زلفش می کشد آشفته سامانی مرا	می کتد تکلیف هندستان پریشانی مرا
کراد مانع که از کوی یار بر خیزند	نشسته ایم که از ماغباء بر خیزند
اثر نمیده دل از حرف مهربانی تو	چو شمع تابگی این گرمی زبانی تو

شیرین بود خسرو خوشدل فریاد زان خوشتر	کردار بد بمران خوش باشد و بیداد زان خوشتر
سنگ بایں کن و آنگیزه خواب به بین	نماید آلی کپہ در زیر سیر مردان است
بہ ار ج کندار باغبان باین نرسد	کہ وقت نشدہ بلبل کند گلستان را
تسلیت مازین چین بار سے تعلقی بود و بس	سیر و اندازم کہ آزاد آمد و آزاد رفت
دیاب این اشارہ کہ سفایان نامجو	نام بدو خود بہ تگینی سپردہ اند
برس کہ زخم کاری مارا نظر آرد کرد	تا عطر دست و بازوی او را دعا کند
بیک زخم و گر جان مرا و خطراب افکند	خی و دافہ چسبان معذور وارم قاتل خود را

## (۶۲) تجلی ملا علی رضا اردکانی

از کہ احد از ادگان اردوکان من اعمال فارغ است - بعد از ان کہ قدم  
 در محلہ سن شعور گذاشت بہ ارادہ تکمیل علم بہ استفادہ از ان رفت - و نزد آقا  
 حسین خوانساری کہ از شاہیر بخاریہ است تلمذ نمود و تحصیل را بپایہ تکمیل رسانید  
 آنگاہ عازم کشور ہند گردید - علی مروان خان ولد کبچ علی خاں کہ در  
 سال یازدہم جلوس شاہ جهانی از قندھار ہند آمد و بمنصب ہفت ہزارری و خطاب  
 امیرالامرائی سرمایہ مبالغہ اندوخت - قدم او را گرامی داشت و تعلیم فرزند خود  
 ابراہیم خان مقرر نمود و رعایت فراوان نمود - و بچہ بین سائر امراء ایران  
 با او مہربانی و گرمجوشی بفرمود می رسانیدند -

بعد چند سہ ہوازی وطن اصل در حرکتہ آمد - و ازین دیار بہ صفایان معاذ  
 نمود - شاہ عباس ثانی مشمول رافت ساختہ - و در شہور سہ۶۰ اتین و سبعین  
 و الف (۱۰۷۲) قریر از مضافات اردوکان در سیورغال او عنایت فرمود -  
 و در ثلث و ثمانین و الف (۱۰۷۰) شاہ سلیمان ابن صفوی او را بہ درگاہ

ارسال داشت - اولش این است

قدردانشورمشناسا نور چشم عالما ای که هرگز قدرت هم چشمت حورا داشت  
دین تلمذ آید که هر یک قاصد قوسین او آذنی را جا گشته آورده که نمی توان بر  
زبان فغم گیراند - خداوند و جزای این بی ادبی بجه عفتوت گرفتار خواهد گشت - اینجا  
ست که حق تعالی فرماید **لَا تَتَّبِعُوا الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اَلَمْ تَرَ اَللّٰهُمَّ فِى كُلِّ وَاْدٍ لَّيۡبِقُوۡنَ** -

این چند بیت از غزلیات او ایراد می شود

اشک که در از عشق بگوید فشانده ای است	طغیه که خوش محاوره افتد نمادنی است
سبح گمردانی به هنگام پریشانی کنند	عامل از بیایگی دور بگمردانی کنند
از غم افلاس او قائم به بی هوشتی گزشت	چون چراغ مفلسان عمرم بخاموشی گزشت
در ایران نیست جز سینه آرزو بے رذر گارانی	تمام روز با سینه سینه شب روز و دارانی
حیات از صحبت افسه دکان نایب می گردد	که برین فصل زوشان شد نضبه دادنی گردد
هر خود را از توای بے مر که خواهم برید	تا جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید
بدینا چون در آید آدمی بد بخت می گردد	بها چون در میان شک آب بخت می گردد
بشان پله میزان نگر که از تمکین	باند ساخته پا در برابر خود را
کنی اگر ره باریک آدمیت سر	منه ز کف چو زین باز لنگر خود را
ساقیا ساغر بگردش آر تمکین و اگذار	کشتی دریا کشان را لنگر در کار نیست
گر نگوین نیست نگوین دان طلا را عشقی است	حسن یهوی آن آبدار و هم بد نیست
گشت تنفی ز حوصله استرفس بیام عارضش	آن چون آن حافظ که مصحف را تمام از بر تو
کا بلان را جز لکد کوب حوادث چاره نیست	مواند مالیدگی شحیت اعنه را علاج
غافلان را چرخ دنیا نیست زینت و لباس	جان آمو پیرانه رو و کعبه مصفا تر شود

در بوانی روشنی حالت پیری دارم	چون گل زده بهارم بخسزان می ماند
بمحو درویشی که شیرینی بر منم بود	ماشقان پیش تو دل جان سپاری تکلیف
بهان اهل جهان را شیر روی تو کش	فرود چون گردید باطل جلد دفتر می شود
نمته رفته آید و در این طرف سازد غمش	آب را چند آنکه به شانه رفته است شود
جمال تازنین نو خشم ماند مرقع را	که شش و یکم آن خوبی و قصور هم دارد
نقره چون انگشتری گردیدی پیچ پلجلی	می شود در وقت پیری سوس دنیا بیشتر
مرد را خلق عجب کم ز بیاد است نبود	موم نو لبو نو شود سست به عینر ستار
کار تو دکن راست چون خوره سیله باد	خود نه ای خوشی خود آب روان خوشی است
ظلم صاحب حسن زو خانه بودن بهتر است	اشک لگی نهان گر باشد رگو مباشر
چو بر لب لاله نشیند اگر دهم محشای	حقه کردن داغ تو در میان نهوش
چو نور چشم غایب ازظاره سبک	شود ز ساغر می خاطر پریشان جمع
در دهر بیار را بسیار و ادب حبیبت	از گاه تا توان او بچشمک س ختم
بمحو چشمی در دنا که فروغ آید بهم	کابل ام تاریک گردد از پیرای دیگران
بم شیرین کنم از قی زهور عسل	سر بزرگی نتوان گردد ز شان و گری
بوقت عرس سلب قفل خاموشی بد نام	چو آن شمع که در خمیازه گیر در دمان بخت

### در اقامت میرزا سعدالدین محمد شهمری

رازم آفرینش غریبه و ناظم عواید عجیبه است. میرزا صاحب سخن اورا تلقین می کن و می گوید

این جواب آن غزل است که اقامت گفته است

تغیر اقام آب درجه دارد و خان می خورد

پیشش خواجده غیاثا به چند دستستان تجارت می کرد و میرزا سعدالدین

در خدمت اسلام خان مشہدی شاہ جہانی معوز و محترم بصری بُرد۔

آخر بہار السلطنت صفایان عود کرد۔ اول وزیر ہرات شد۔ بعد از ان وزیر  
مجموع ممالک خراسان۔

شوکت بخاری مادیح اوست و مدتی با او بسر بُرد

دیوان را قلم پیش ازین بنظر رسیده بود۔ در وقت تخریر بدست نیامد۔ عرائس  
افکارش بر منصف ورق جلوه می نماید

همیشہ بست و کشاد من از بنر باشد      کلید و قفل صدف ہر دو از گہر باشد  
گرہ ز نانخن تدبیر کی کشادہ شود      کہ از کلید غلط بستگی زیادہ شود  
بس بود در سفر کعبہ مقصد مارا      توشہ رہ قدمی چند کہ برداشتنہ ایم

## ۱۰۱) شوکت بخاری (محمد اسحق)

معنی یاب وقت آفرین۔ و گلدستہ بند خیالات رنگین است۔ از عصفوان شعور  
زلف سخن را شانہ کشید۔ و چہرہ عرائس معانی را خانہ تازہ مالید۔

در اصل صرف پسرے است از بخارا۔ ہما بخا نشو و نمایافت۔ و بنقادی نظر  
خدا داد طلای جہید در بازار نکتہ سخن را سنج ساخت

وقتے اوزبکے اور از بخانیہ۔ دکان را بر ہم زدہ ترک وطن گفت و رخت ہجر  
بہ مشہد مقدس کشید و ناصیہ سعادت باستان سانی روغیہ رضویہ منور ساخت  
و صحبت او با میرزا اسعد الدین وزیر ممالک خراسان برآمد و سالہا با او بسر  
بُرد۔ و قصائد غرادر مدح او پرداخت۔ در یکے از قصائد می گوید

ستارہ فلک اقتدار سعد الدین      کہ سعد اکبر ازو کرد استفادہ نور



بیاض شروع و سواد خط ترانازم کہ بہ زشام ہرات است و صبح نیشاپور  
 روزی کہ مرزا سعد الدین کسی را در طب شوکت فرستاد۔ شوکت دران وقت  
 بیدماغ بود۔ جواب داد۔ میرزا آزرده شد۔ دبا کھٹار گفت یاران بہ بینید۔ من با  
 شوکت چہ بہ کردم۔ این حرف بہ شوکت رسید۔ متاثر شد و این بیت فرو خواند  
 بہت اکسیر مار زنده زیر خاک کرد از طلا گشتن بشیانم مارا مس کنید  
 همان ساعت ہمہ را پشت پا زد و نمود درویشی در بکرد و سر سے بصوب  
 اصفہان کشید و بقیہ عمر در دارالامان انزوا بسر آورد۔

چاشنی درد و مذاق شکستگی بزمیہ اتم داشت۔ میر عبد الباقی صنایع نقل  
 کرد کہ من در اصفہان بودم کہ شوکت بخاری تشریف باصفہان آورد۔ اکثر خدمت  
 اوی رسیدم۔ گاہے اتفاق ملاقات نیفتاد کہ اورا بے گیر دیدہ باشم۔ و اعزہ کہ با  
 او تہمایاں بودند می گفتند کہ تا اورا دیدہ ایم چنین دیدہ ایم۔

شوکت اکثر مضامین ادعائی می بندد۔ و معانی و قوی کم دارد چنانکہ بر ناقرا  
 عیار خن مبرہن است۔

گلگشت دیوانش اتفاق افتاد و این چند بیت در سلاک تحریر در آمد

در از بیکانگی شوخی بروی آشنا بندد	کہ از وحشت بشام دیدہ آہو حنا بندد
و بشام غم خویش مرا صبح اُمید است	کہ نقش نگین تیرہ بود نام سفید است
از برای سہ خرویی سعی بیش از پیش کن	چون گل رعنا خزان را زیر دست خویش کن
نفس ازیدن رہے سوی آن آشنا یافت	بو کر و خاک اسکت را بے بخانہ یافت
خون من صد بار می ریزی می بندی حنا	نیست دگیزی اسے از کشتن و بستن ترا
نباشد آسمان را آفتی از لامکان سیران	خطر از رنگی بیرون زد نہا نیست مینار

لہ دیوان شوکت بخاری علمی نایاب در کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن موجود است۔

یکشت استخوان شدم از بس گرفته است	چون کعبتین داغ تو از شش جفت مرا
دقت آن شد که سبک و حیم از دست برد	چون حنای سبز ناخن شده ام پای بر کاف
دید و وادید بود مایه سرگردانی	گردش عید مرا سنگ فلاخن کرد است
ماتم و شور جهان دست بهم داده اند	خنده یمنائے منی گریه متانه است
هیچ مرگ نبود سخت تر از خود بینی	پیش صاحب نظران آینه خشت لحد است
می توان دادن از ان کنج دهن کام مرا	آرزویم گر چه بسیار است از کم بیش نیست
غیبت است جوانی که موسفید شدن	بقدر فرصت یک شیر گرم کردن نیست
عشق معشوق چو شد حُسن کند تسخیرش	شیشه سرو پری زاد ز قمری دارد
هستی جاوید باشد ماتم خود داشتن	خضر پیراهن برگ خویش آبی می کند
خود آرا شوخ زاهد مشربی انگنده از پایم	که دستش سجه از تخم گل رنگ حنا دارد
بود کوچک دله سرایه عزت بزرگان را	اگر دریا کنند گرد آوری خود را گهر باشد
قیمت گوهرم افزون رنگی گردد	گردش چشم خریدار کند غلامم
سخن را قطع کن تا قطع راه دل توانی کرد	که من از قرص مهر خامشی زاد سفر دارم
طبع در مذہب آزاد مردان کفری باشد	چرا گیرم ز ناصح پند آخر هسته دارم
بمردن هم نیفتد از بلندی رتبه نامم	برنگ مژده فیروزه تابوت از رنگین دارم

رباعی

در دهر کسی که ارجمندی دارد	عیشش مکن ارچه خود پسندی دارد
از بس گروی فتاده ایجاد زمین	هر کس بمقام خود بلندی دارد

(۶۴) قاسم - قاسم دیوانه مشهدی

در عنفوان سن تمیز به اصفهان رفت و تحصیل علم اشتغال ورزید و در عین

شباب رو به هندوستان آورد - و مدتی درین دیار بسر برد و در دار الخلافت  
شاهجهان آباد رخت بوا دی خاموشان کشید

دیوانش بملاحظه درآمد - و این چند بیت پیرایه تحریر پوشید سه

می طپد دل در برم از شوخی سیاره چشم و انعم می پردمی آید آتش پاره  
سب نموش و شکوه در دل چاره ماکردنی است ماند در منزل کلید و قفل در واکردنی است

می شود هر چند نیکو یار بدخومی شود ناز چون بر خورش باله چین ابروی شود  
رقعه از خط مشکین تو بخریر نشد دو جهان زیر روز بر شد ز بروز زیر نشد

خامه بوقلمون در کف اندیشه گذاخت رنگ آخر شد و نیرنگ تو تصویر نشد  
قاتل دو کار در حق ماکرد روز بقتل دستم گرفت و خون مرا پایمال کرد

رسد لاف بجز قاصد صحرا نور دے را که مانند نگاه از خانه خود فرد بر خیزد  
چون نسخه دقیق به نزدیکم خرد از دیدن تو آینه را خواب می برد

فسرده دل همه شب داغهای من شمرد بر امی ماهی تصور بر فکر دام ننهد  
باین طراوت اگر بگذری بکوچه نقاش بر کمان تو چرا منت تراکش باشد

کار مزگان نواز گوشه ابرو آید بے مشقت نبود قطع تعلق قاسم  
رشته هر چند ضعیف است گسستن دارد

اگر از حق پرستانی بیتاب از خلق روی دل که شکل آدمی بت را خدای آدمی سازد  
بسکوبی روی تو دشوار نظر باز کنم مرثه موئے ست که از داغ جد امی گردد

طفل بے پروا آمیزش نمی داند که چیست می کند کم خانه آئینه تماشا نش همنوز  
ز مزگان شوخ ترزاری که من در پیک خود دام

خدا داند که سر از دیده یا از دل برون آرد درین چمن نغمه خلهای پیوندم  
فتاده است به شاخ دیگر رسیدن من  
باش هموار که آسیب درشتی نه کشی صفائی آینه بیکار کند سوهان را

مُرتبہ حرفِ سخنور ز سخنِ سیخِ پیرس      خبر از قیمتِ گوہر نبود دیا را  
رازِ دل نتوان بزورِ از مردِ بینا واکشید      آب کے بیرون تراود از فشارِ آئینہ را

## (۶۷) طغرا - ملا طغرای مشہدی

طغرای منشور استعداد است و فروغ پیشانی قابلیتِ خدا داد - طرحِ نثر  
بطورِ نوانداخته و لآلی عبارات را بجملای تازہ نظرِ قریب جو ہریانِ ساخته  
از ولایتِ خود بسوادِ اعظم ہند خرامید - و یکچند در ظلِ عنایتِ شاہزادہ  
مراد بخش بن شاہ جہان پادشاہ ہمداد دل کامیاب گردید -  
و در رکابِ شاہزادہ بسیرِ ممالک و کنِ پرداخت - آخر در کشمیرِ جنتِ نظیرِ گوشہ  
را نزو گرفت و ہما بجا بمقرِ اعلیٰ شنافت - و در نزدیکِ قبرِ ابوطالبِ کلیمِ مدظلہ  
طغرای کلامش بہ این خوش نقشے صورت می بندد :-

دلا چو شمعِ رگ گردنے ملائم کن	ز ہر دادنِ سر پائے خویش قائم کن
کج نیابد کامِ دل بے اتفاقِ راستان	تا بقربانت شود بانیرے سازد کان
کلاہ فقر ز ترکِ گل و گیاء مکن	بغیر ترکِ ہوا صرفِ این کلاہ مکن
اگر چو آیینہ سر تا قدم شوی ہمہ چشم	بسوی دوست نگر سوی خود نگاہ مکن
گدایِ عشق گرت جانِ شینِ خویش کند	نشستہ باش و تواضع بہ پادشاہ مکن
عروسان را بسویِ جملہ نتوان بر دے ساز	بہ آوازِ دف و نئے دختر ز را بمینا کن
باید چو برقِ خندہ نونان از جہان گزشت	نتوان چو ابر بر سرِ دنیا گریستن
سویِ سیہ کا فتہ ز سر ہر گز نمی گرد و سفید	از عیشِ غربت کی کند پیریِ تصرف و جہان
سایہ می افتاد از طغرا در ایامِ شباب	پیر چون شد می خورد از سایہ طغرا برین
مینا بپایِ ساغر چون سر نہد بہ سجدہ	چیزے دگر نخواہد غیر از دعائے یاران

در سه فصل عمر باید سر بحیب غم کشید تا توانی همچو گل یک فصل خندان بسیت  
 شاید به بیند آنچه نما کرد آسمان از دود آه سرمه بچشم ستاره کن

## (۶۸) مخلص (میرزا محمد کاشانی)

از عالی تلاشان خطه کاشان است - قیاس حقش منبع مضامین تازه و کلام  
 میوهش مفید حلاوت بے انداز -

دیوان غرضش بنظر رسیده - سیر تماشا از غنای فرست اتفاق نیفتاد چند بیت  
 عجایب الوقت فرا گرفته شده

کردیم بجای دلم از طره جانان جدا	در سبب مشاطه الهی شود از شانه جدا
نظر بنامه این خاکسار نیست ترا	دماغ خواندن خط غبار نیست ترا
چه لازم در مقام بحث با دشمن میان بستن	نمی باشد سلامی بهتر از تیغ زبان بستن
چگونه جواب با سیم سخا عظم گردد	که چون سوال کنی حاتم اصم گردد
ما چون قلم سخن بر زبان دیگر کنیم	چون کار ما بحرف رسد گریه سر کنیم
این خوارم که بر سر کوی تومی کشیم	هرگز نشد که نقل بجای دیگر کنیم
قدت بیانش مشهور در عالم به رعنائی	تخلص بیشتر شهرت کند از نام موزون
زعصیان لب گزیدن در جو اینها نمک دار	ازین نعمت چه لذت می بری چون رخت دندان
چون گرفتاری بیت شاعر در عطا هستی مکن	تا کس مضطر نباشد که فروشد خانه را
بدست غیر وادی ساعد چون نقره خامت	بقربان مرث گردم مکن این خام دستها
هست تا محشر بی پای بیگناهی یک قدم	امن بودن می کند نزدیک راه دور را
حد هر آمله بدستور است در قانون عقل	چوب ایمان می باید خرد لهنور را
نمود نام نکوی تو عالمی تسخیر	اگر چیزی نگین نیست یک سوار ترا

می شود دور ز نقاش چو شد نقش تمام      هر قدر کار تو صورت نپذیرد خوب است  
 بیگانه واری گزری از سواد چشم      ای نور دیده حب وطن در دل تو نیست  
 حالت بادانه تسبیح در ذکرش یکی است      هر که نامش بر زبان آورد بد از جا مرا

## (۶۹) موسوی - موسوی خان میرزا معزالدین محمد

از اجل سادات قم - و چراغ دودمان امام هفتم است - و صبی زاده میر  
 محمد زمان مشهدی که سرآمد علمای مشهد مقدس بود

موسوی خان از عنفوان شعور و امن سعی اکتساب علوم برزد - و اوائل  
 کتب در وطن خود تحصیل کرد - و در رباعین شباب با پدر خود میرزا فخر ابریم  
 زده - بدار السلطنت صفایان شتافت و ده سال در طقه درس آقا حسین  
 خوانساری تلمذ نمود - و جاده عقلیات و نقلیات نور دیده خود را با قضا حدو  
 کمال رسانید -

و در سنه اثنتین و ثمانین و الف (۱۰۸۲) تشریف به هندوستان آورد  
 و غلدر مکان بواسطه جوهر ذاتی و نسبتی مورد الطاف ساخت - و بتزویج صبی  
 شاه نواز خان صفوی و سلف ساختن با خود فرقی عزیتش برافراخت -  
 اول بدیوانی صوبه عظیم آباد - پتنه مامور گردید - اما صحبتش با بزرگ  
 امید خان ناظم پتنه پسر امیرالامرا شایسته خان بر نیامد - چه بزرگ  
 امید خان از جلالت خاندان خود دماغ بزرنگ داشت - و میر از رشته  
 سیفیت پادشاه و علاوه فضل و کمال سر به تبعیت ناظم فرو دخی آورد - آخر  
 ناچاتی صحبت ایشان بسع پادشاه رسید - میر حضور طلب شد -

و در سده تسع و تسعين و الف (۱۰۹۹) بخطاب موسی خان و دیوان تن  
 سرافرازی یافت - و بعد یک سال بدیوانی مجموع ممالک و کن کامیابی آید  
 سال تولد میر سده خمسين و الف (۱۰۵۰) است و سال انتقال که در قوت  
 و کن اتفاق افتاد - سده احدی و مائة و الف (۱۱۰۰)  
 اول فطرت تخلص می کرد - آخر موسوی قرار داد - و خطاب خانی  
 بهرین تخلص گرفت -

دیوانش متداول است - این چند رشته از ان سیلاب می چکده

جز یاد تو فکر دل ناشاد ندارد	این شیشه می غیر پسی زاد ندارد
باشد آشنائی در جهان غیر از می نابم	اگر در خانه خود میستم در عالم آیم
نور تو به ایام کهنه شرابے بجایم کن	ساقی عیار ناقص مارا تمام کن
دل افکند آتش باز زلف عنبرین شو	چراغی نذر این بخانه آورد است هتو
به خوش باشد که بشایم بر دیش چشم گریانی	کشم در رشته نظاره مروارید غلطانی
نظر بر گریه مستانه ام گردوش می کردی	شراب جلهوه در ساغر آغوش می کردی
نیز روزم پستی اقبال معارف من است	چون نگین روی زمین سرکوب دیوان است
شراب با گل مهتاب نشه پیش دهد	لبش ز خنده دندان نما ره بود مرا
با هیچ مسلمان نظر رحم ندارد	شمشیر نگاه تو مگر کار فرنگ است
اینکه از بے سخنی گشت مرا چیزی نیست	زنده ام کرد بیک حرف قیامت این است
در تبیل مانکرد کی انتظار تو	کو تا هیج که بود ز عمر دراز بود
نی باشد نگین قیمتی را نقش در طالع	هنر هر کس که دارد در جهان گنایم میگرد
ندارد با بزرگان چهره گشتن صرفه فطرت	که کهسار از جواب هیچ کس ملزم نمی گردد
مژده زخم نوی گریه شهیدان ندهند	بچه امیر سراز خواب عدم بر دارند

دران صحر اک بودم آگه از دوق گرفتاری  
غزالان را سرخ خانه صیاد می دادم  
هست ماضی تقویم را یکسر نوشت  
گر سیر و زیم وقت عالمی از ما خوش است  
در فکر آن دلم و در یاد آن کمر  
چون من بر دگر کار دیگر هیچ کار نیست

## (۷۰) راسخ - میر محمد زمان سهرندی

سهرند شهر سیت مشهور در وسط راه وهلی دلاهور - نام قدیش سهرند  
است چون سلاطین غزنویه از غزنه فی تا سهرند متصرف بودند - سهرمند زبان زد  
خلاق شد و چون صاحبقران ثانی شاهجهان کابل را تا قرا باغ غزنوی  
در تصرف داشت - حکم شد که سهرمند را بنام قدیم که سهرند است - می نوشته  
باشند -

راسخ سید و الانثراد بود و راسخ القدم جادّه استعداد - معانی تازه  
می یابد و خوبان خیال را در لباس رنگین جلوه می دهد -  
از عمده ملازمان و مصاحبان شاهزاده محمد اعظم بن خلد مکان بود و  
بمنصب هفتصدی سرافرازی داشت -

وفاتش در سهرند سنه سی و رمانه و الف (۱۱۰۷) واقع شد "راسخ بورد"  
تاریخ است - ۱۱۰۷

طوطی ناطقه آهنگ کلامش سر می کند

گر نبوده تاج بسم الله بآب و نثراب  
کجکلاهیها نکرده بر سر اقم الکتاب  
یاد از شام غم بزم خموشان کردیم  
مشته از عمر مره گرفتیم و پریشان کردیم  
جامه صبر بپا آئے جنون تنگ آمد  
آنجی از دست برآمد به گریبان کردیم

له یک شوی راسخ سهرندی به حیدر آباد کن در مطبع اختر دکن بقال طبع در آمده است -



## (۱) علی (شیخ ناصر علی سهرندی)

شیرنستان بخوری است و مرد میدان معنی گستری - ذو الفقار گلکش نیز قلمرو  
میان پرواخته - و تصرف طمعش آفتاب سخن را از افق غربی راجع ساخته - سرخوش گوید

در ملک سخن بود جهانگیر علی      در مشرب دل دلی علی - پیر علی

باشعری نمی رسد شعر کس      ز انسان که خط کس بخط میر علی

گل و ارنگی بر سر داشت و جام استغفار در دست - چاشنی گیر مشرب بلند بود - و

منسک سلسله علیه نقشبند - استفاده از جناب شیخ محمد معصوم خلف الصدق مجدد

قدس الله اسرار را نموده - و در ثانوی زبان به مدح حضرت شیخ کشوده که

چراغ هفت کشور خواجه معصوم      منور از فروغش همد تا روم

ردا از ماه تاب شرع بردوش      چو صبح از پاکی باطن قصب پوش

مولد ناصر علی و موطن و منش سهرند است - ابتداء حال با میرزا فقیر الله

مخاطب به سیف خان بخشی چون جوهر شمشیر ملازم بود - چون سیف خان

را حکومت اله آباد از پیشگاه خلافت مفوض گشت - در رفاقت او بگلگشت

اله آباد خرامید - و چند بسیر مجمع البحرین دماغ را تازه کرد -

سیف خان پسر ترمیت خان بخشی سیوم صاحبقران ثانی شاهجهان

و داماد اسلام خان خوستی - سفید و فی متخلص به والا است در عهد خلعت

سنة تسع و سبعین و الف (۱۰۷۹) به صوبه داری کشمیر ریاض آمالش نصارت

یافت - بعد چند به بعلة گوشه انزو گرفت و در سنت و ثمانین و الف

(۱۰۸۶) بعنایت بجای منصب و خطاب خلعت خاصه و شمشیر از تنگنای عزلت

برآمد - و پس از آن بنظم صوبه اله آباد ویرانی خاطرش آبادی پذیرفت - و

بیست و پنجم رمضان سنہ خمس و تسعين والف (۱۰۹۵) پیمانہء حیاتش بسریز گردید  
 سیف آباد یک منزل از سہرزد آباد کردہ سیف خان است کہ خلد مرگان  
 او را بطریق آل طغنا عنایت نمود۔ سیف خان جو ہر قابل و قابل دوست بود۔  
 ”راگ در پین“ در فن موسیقی و قرض ہندی بعبارت پارسی تالیف اوست۔  
 بعد از گذشتن سیف خان۔ ناصر علی در سنہ ہزار و صدم (۱۱۰۰) از سہرزد  
 بیجا پور رفت۔ و با ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر اعظم خلد مرگان  
 موافقت دست بہم داد۔ بلے علی بود ذوالفقار سے بہت آورد و در مدح او  
 غزلے پرداخت کہ مطلعش این است ۵

ای شان حیدری ز جبین تو آشکار نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار  
 ذوالفقار خان یک زنجیر نیل و مبلغے خیر صلہ داد۔ ناصر علی ہمان ساعت ہمہ  
 را بر مردم پاشید۔ و تہی دست بمنزل خود برگشت۔

و چون ذوالفقار خان در سنہ ثلث و مائتہ والف (۱۱۰۳) بہ تسخیر ملک  
 کرناٹک اقتضای ملک و کن متوجہ گردید۔ با او بہ کرناٹک رفت و ایامے  
 محدود در ان نواحی بسر برد۔ و با شاہ حمید اعتقاد تمام بہم رسانید در مدح  
 اومی پردازد ۵

اینک اینک ساتی شیرین رسید	نوبت جام حمید الدین رسید
حلقہ درگاہ بیچون جام او	از زمین تا آسمان در دام او
جام او خورشید ربّانی بود	انجن افروز سُبجانی بود
گر جمال او براندازد نقاب	روزن ہر خانہ گردد آفتاب

ورجلاش برکشد تیغ از نیام غیر او باقی نماند و السلام

داین شاه حمید مجذوبے بود در چنچی - بعد فوت او علی دوست خان  
از رؤساء نوایت ارکات بر مرقد او قبہ عالی شان بنا کرد -

و از ممدوحان ناصر علی شاه عادل پسر خواجہ شاه مخطب بہ شریف خان  
است - شریف خان از سرافراز کردہای خلد مکان بود و چندے بمنصب  
عسارت کل امتیاز داشت - گویند شاه عادل ترک دنیا کردہ بود - و دامن دست  
فقر بست آورده - ناصر علی در مدح او قصیدہ دارد کہ مطلعش این است ۵

منم آن طفل نظر کردہ استناد قدیم کہ بود نقطہ سہو القلم فکر حکیم  
و با غضنفر خان ربط کلی داشت - و این غضنفر خان از رفقا ذوالفقار  
خان بود و بحکومت کنچی می پرداخت - کنچی شہر سیت مشہور بر مسافت دوازده  
کرہ از ارکات و یکے از معابد سبعة ہنود است - در مدح غضنفر خان گوید  
بچوپیل بے جگر بگیرد از میدان ما بشنود گر کوہ آواز غضنفر خان ما  
آخر الامر از و کن بہ ہندوستان عطف عنان نمود - و در شاہجہان آباد  
بے نیاز ماندانہ می گزرانید - و ہمین جا بیستم رمضان سنہ ثمان و مائت و الف  
(۱۱۰۸۱) بجنۃ الماوی خرامید - عمرش قریب ثشت سال و قبرش در حوالی مرقد  
سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی قدس سرہ -

سید جعفر روحی ربیر پوری نقل می کرد کہ روزے بانجمے از یاران بزیارت  
خاک شیخ ناصر علی رفتیم و با ہم صحبت داشتیم - یارے رو بقبر شیخ ناصر علی آرد  
گفت - بارے آن قولی شما چہ شد کہ ۵

خاک گردیدیم و می رقصہ بہنوز افغان ما خم شکست اما نمی ریزد می جوشان ما  
نغمہ بر زبان شما این افغان ناصر علی است کہ برقص در آمدہ - یاران تحسین کردند -

صبر کلکش در گنبد خضرا پیچیده - این چند بیت بنا بر قانون کتاب بحریر رسیده

یک شهر چشم خوش نگهان فریش راه اوست	آنجا که سرمه گرد کند جلوه گاه اوست
بس بودیک جنبش ابرو می تیغ قاتلم	می توان از سایه شمشیر کردن بسلم
گوار نیست عشقت طبع ناپر میز گاران را	چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواران را
دوش یک لحظه خواب آئینه یار شدم	طپش دل چه شتم کرد که بیدار شدم
خوی نازک بدل من چه ستمها که نه کرد	شیشه بر شیشه زدن کار چه خار که نه کرد
قد آرا خلعتی در عالم امکان نمی باشد	دل سنگی نیاز آورده ام این جامه بیان را
خود نمائی ست گذشتن ز لباسی که تراست	در تنه پیرهن از خویش چه تصویر بر آ
درین دریانگرد لب بحر فی آشنا هرگز	چو ماهی شد ز بانم آب از شرم شکایتنا
ما تو ای پریوش در کیش هم تمایم	گر از تو بهتری نیست از ما بر نباشد
آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد	سخت بے رحم است می ترسم که آزادم کند
انتقام داد خواهان قیامت شد تمام	می نشاند چشم قاتل سرمه بر سوزم هنوز
ز معینهای بغیش سیرتوان ساختن دل	بود گرد صد پری در شیشه باشد همچنان خالی
چشم بر بند اگر می طلبی رزق حلال	مُرغ بسمل خویش باز نظر دوخته است
بود دنیا و دین پشت و رخ آئینه هستی	بزرگ آید وجود خویشین در چشم شامان را
نشاط این جهان هر چند کتر سیر حاصل تر	بطفالان عبید روز جمعه آهسته بود و افسوس
خشم اهل کرم از لطف بخیلان بهتر	تشنه را آتش یاقوت به از آب بقاست
کلاه سلطنت خسته وان شکست نداشت	نمی زدند اگر پشت پا فقیرانش
سرمه آه از درای کاروان وحشت است	ناقه ما بسته از چشم غزالان زنگها

(۷۲) وحید میرزا محمد طاهر فرزندینی

یگانه عصر بود - و در فنون علوم و نظم و نثر گرد از همصران می برد -

الحق در ایجا و مضامین تازه و ابداع و عا مثل بے نظیر اقتاده و آن قدر دوشیزگان  
معانی که از صلب طبیعتش زاده - دیگر حرف آفرینان را کم دست بهم داده - میر صیدی  
منه انی گوید ۛ

صیدی امروز نور چشم کمال      میرزا طاهر وحید من است  
و نیز می گوید ۛ

صیدی امروز سخن سنج وحید است و وحید      فرصتش باد که سرخیل مہنہ کوشان است  
ابتداء حال بجزیرہ دفتری از وقایع توجہ نویسی شاہ عباس ثانی صفوی کہ  
در سنہ ثنّین و خمّین و الف (۱۰۵۲) بر تخت فرمانروائی برآمد - مامور بود - و بنا بر  
ذو سلیقہ اعتماد الدولہ ساروقی کہ وزیر اعظم شاہ بود یہ پیشہ دستی خود نواخت -  
و چون اعتماد الدولہ بقتل رسید و منصب وزارت بر سید علاء الدین مشہور  
بہ ظیفہ سلطان قرار یافت - میرزا طاهر را عمدہ پیشہ دستی بحال ماند - و رفتہ رفتہ  
بمجلس نویسی شاہ کہ عبارت از وقایع نگاری کل باشد سر بلند گردید -

و در عہد شاہ سلیمان کہ در سنہ سبع و سبعین و الف (۱۰۴۴) بر مسند  
دارائی نشست نیز چند گاہ در ان کار مستقل بود و کمال تقرب اختصاص داشت آخر الامر  
بوالا پایہ وزارت متصاعد گشت -

و در آغاز عہد سلطان حسین میرزا کہ در سنہ خمس و مائتہ و الف (۱۱۰۵) جلوس  
نمود مور و عتاب گردید - تا آنکہ از کہورت ہستی و ارست و رخت سفر ازین عبرتکہ  
بعالم دیگر بر بست -

دوشنوی دارد - یکے مقابل و مخزن اسرار مطلعش این است ۛ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ      ہست نہالے ریاض قایم  
و دیگر ناز و نیاز مطلعش این است ۛ

خدایا سینه بے سوز دارم دلمے همچون چسراغ روز دارم

و درین شنوی گوید در مدح شاه عباس ثانی

چنان آباد شد از دلمے زمانه که چون شان غسل پر شد ز خانه

دیوان غزل قریب نسی هزار بیت ازو بنظر درآمد تا کجا کسے بنظر تامل ملاحظه کند

بمطالعہ سرسری چند بیت برچیده شده

نور معشوق ازل در دلم از یار افتاد عکس خورشید ز آئینه بدیوار افتاد

مرا از صحبت جاہل چه باک مے باشد که در دہان نجس حرف پاک مے باشد

چومی بنیم بدی از خصم خود در ہرمی کو ششم ز آب سرد اتم چون سفال گرم می جو ششم

می کشد ہر کس بدامن پا بجائے می رسد جمع سازد مرغ در پرواز پای خویش را

نافضان را جومی باشد گوارا تر ز لطف آتش سوزان بہ از آب است خشت خام را

زد و وقت ساعت آخر خود بخود رسوا شود یانتم از ناله و زلفش دل در دیده را

سیم و ز رونا پرستان را منافق می کند پشت درو باشد کیے آئینہ بے سیم را

دل اگر میگویم از طفلی نمی دانی کہ چیست آنچہ روز اول از ما بردہ آن را بدہ

چارہ نبود شکست تو بہ را جز انفعال از گد از خویش باشد مومیائی شیشہ را

آگہ کسے از ناخوشی زادہ خود نیست از تلخی گفتار خبر نیست زبان را

بر میوہ رسیدہ زدن سنگ ابلہی است ز نہار از سوال مرغبان کریم را

دامم ہر مہنہ همچو قلم راہ مے رود باشد اگر چه کفش طلا تیرہ بخت را

چون کاغذ مشقی ز جمال تو نگاہم ہر چند کہ شنوید عرق شرم تو خواناست

در اثر پیش است سالک گر بطاہر دوزخ است نقش پای اسپ ہموار است پیش از جاد

مرا بہ ز تخن خون خود مضایقہ نیست کسے اگر بتو گوید چسرا چو اہی گفت

چون نیرم یار می گویند عاشق می کشد من نہ تنہا عاشقم بردوست خود ہم عاشق است

بود خاصیت آب بقا خوسه ملائم را	که از دندان زبان از ندگانی بیشتر باشد
بشایان می رسد از زیر دستان فیض پنهانی	بنای خانه را از هشت زیرین محکمی باشد
اگر خواهی ز عمر خود خلاصت تن بسختی ده	نمرا وقت شیرینی چو آید استخوان گیرد
چو دولت یافتی خوی بدت فرمان روا گرد	که در وقت سواری دست چپ صانعان باشد
بزرگ پاشی بود مشهور خورشید جهان آما	زیر پاشیده را پیوسته در دامن خود دارد
تواند نفس ظالم از گداز خویش عادل شد	که چون شمشیر سوزن گشت کارش دوختن باشد
عیب خود نسبت بعاجز می دهد فرمان روا	بار چون آفتد مکاری چوب بر استرزند
گر کند اقبال مارا کامیاب انتقام	از تغافل همت خون در دل فرصت کند
در وصل دلم و دانش و بسکه ضعیفم	از رشتۀ باریک گره دیر کشاید
توان کردن بنری کار را سه سخت گیران	که از تفل آنچه می آید ز مهر موم می آید
بد و ایشان چو آمیزی پسند حق توانی شد	که چون بار لیسان آویخت ابر شتم نمازی شد
با اعتبار جنگ ندارد تلاش فقیر	ز ریفت باش و پاره و لقی فقیه باش
غلط مکن چو سرت گشت گرم فکر بلند	که باز گشت نباشد فتاده را از بام
نیایم در شمار آما بسان رشتۀ گوهر	در نشان را بنری آشنای یکد گرسازم
شاعران جان از برای شعر فغان می کنند	دختر هر کس وجیه افتاد مفت شوهر است
درین شعر طرّفه مضموئے واقع شده - امثال این مضمون هر چند بلند و نازک باشد بسنن و در زبان حرف گیران افتادن چیرا -	

مثل عمق بخاری که خود را بک تشبیه می دهد و می گوید -

بخون من شد مژگان او حریف چنان	که شیعیان حسین علی بخون یزید
و شیخ سعدی بشیرازی که خود را در چه محل فرودمی آرده	
بزریر بار تو سعدی چو خر بگل در ماند	دلت نسوخت که بی پاره زیر بار من است

و عرفی شیرازی که دلمان خود را بچه می آلاید

شاید عصمت - تلاش صحبت من کند خون حیض دختر رز جوشد از بهاس من  
و ملا ملک قمی که خود را بچه حواله می کند

تا چند بوالفضول زندان دوستی داد ادب دهید و ملک را کتک زنید  
و نعمت خان عالی که از چه مقام حرف می زند

بیایه شیشه می درجود جام شد است بپین که خانه ما مسجد الحرام شد است

### (۷۳) عالی - میرزا محمد شیرازی

حادی فنون و افرود و جامع علوم متکاثر - اسلاف او در شیراز بشیوه  
طبابت مشهور بوده اند -

پدرش حکیم فتح الدین عم حکیم محسن خان است که در هندوستان با  
شاه عالم در وقت شاهزادگی مصاحبت بهم رسانید - و پدرش حکیم حاذق خان  
در سال آخر عالمگیری بخطاب حکیم الملک امتیاز یافت و در عهد محمد شاه به منصب  
پنهنزاری و خطاب حکیم الملوک و کمال تقرب محسود اقران گشت حکیم فتح الدین  
نیز به هند آمده

گویند میرزا محمد در هند متولد شد - و در صغر سن همراه پدر بشیراز رفت  
و کسب کمال نموده برگشت - و در خدمت ملا شفیعایی یزدی مخاطب به دانشمند  
خان نیز تلمذ نمود -

و در سلک نوکران خلد مکان امتیاز یافت و چون شهر حیدر آباد فتح شد  
تاریخ فتح از نظر شاهی گزرا نید - و بر حمت خلعت سرافراز گردید - تاریخ این است



از نصرت پادشاه غازی گردید دل جهانیان شاد

آمد بقسم حساب تاریخ شد فتح بجنگ حیدر آباد

و در سنه اربع و مائت و الف (۱۱۰۴) بخطاب نعمت خان و داروئی باور خان

نعمت فراوان اندوخت و "شکر نعمت واجب واجب" تاریخ یافت

و در راه اخر عمد خلو مکان بخطاب مقرب خان و داروئی جواهر خان نگین

دولت بدست آورد

و چون محمد اعظم شاه بعد از انتقال خلو مکان به اراده مقابلت شاه عالم

از دکن هضت پند نمود - میرزا محمد عالی ملازم رکاب بود - و چون محمد اعظم شاه

در وقت قرب فشتین بنگاه را در گوالیار گزاشت - میرزا محمد برائے محافظت

جواهر خان در گوالیار ماند

و بعد گشته شدن محمد اعظم شاه و ظفر یافتن شاه عالم - میرزا محمد نعمت

ملازم شاه عالم دریافت و بخطاب و انشمنده خان سرمایہ مبالغات اندوخت

و بخریر شاه نامه مامور گردید - لیکن اجل فرصت نداد که آن نسخه را با تمام رساند

و قلم قضا پیشدستی نموده در سنه احدی و عشرين و مائت و الف (۱۱۲۱) نسخه عیاش

با تمام رسانید

میرزا محمد در نظم و نثر قدرت عالی دارد و خصوص در وادی نثر طلسم حیرت

مے بندد

دیوان محتوی بر قصائد و غزلیات و مثنوی مسمی به "سخن عالی" و منشآت

از بنظر در آمده

له در دوائر میر مومن واقع حیدر آباد دکن مدفون شد - (گلزار آصفیه صفحہ ۴۱۲ مطبوعہ بی بی سہ)

کلیات نعمت خان عالی بسیار نایاب خوشخط بکتاب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن موجود است -

در دیباچه دیوان خود می نگارو که :-

” در بدایت حال به مناسبت شغل طبابت که سمت مورد وثی بود حکیم تخلص می

” نمودم - آخر تصحیف حکم اختیار تخلص حکیم را مانع شد و لغزوده اُستادے

” نواب دانشمند خان عالی تخلص کردم

این چند بیت از دیوانش ملقط گردیده

نخواهد که در ترک بت پرستیها دل زارم	که چون سنگ سیلانی ست مادر زادر نارم
موج آبی چو رسد دانه ثمر ساز شود	ناخن اینجا شکند تا گریه باز شود
می کند باز این دل شوریده آزار خودش	من چرا منقش کنم او داند و کار خودش
نگذارد بحرف گریه مرا	کاغذ آب دیده را مانم
رشته حیاتم را همچو رشته تسبیح	صد گره بکار افتاد تا بیار پیوستم
نقش پائی او بهر گامی کند جان در تنم	خاک راه دوست گشتن آب حیوان من است
یار را در بر گرفتن که فراموشم شود	که رود از یاد کس چیزیکه از بر می کنند
گفتی اگر قرار گیری رسی بکام	باری ازین قرار به بینم چه می شود
دین و دله که داشتم از دست مر کشید	در من نماند جز نفس آن هم کشیدنی ست
در یاد لی کن و ز که و پو چتر مباشش	خواهد همیشه مرتبه آشنا بلند
سیر باغی که بود بیتو کم از ماتم نیست	می کند سایه هر نخل سیه پوش مرا
گشت امید مرا نشو و نما معکوس شد	روی پای من می کشد قد همچو باران دانه ام
به بزم وصل او کاش اینقدر هم می شدم محرم	که چون آئینه عری از پس دیواری غفتم
کو کب سوخته میگرداند که مددے	همچو آتش به دل سنگ تو جامی گرم
بجای نامه شمع روشنی دادیم قاصد را	که طومار است شرح سوز و پیغام زبانی هم
از عصای خویش طفلی را جنیبت می کشم	از رکابش دور وقت نیسواری نیستم

کاملان را همه گشتگی از دست خود است حاجت گردش پرکار نشد مانی را  
خود ناتوان و لے ہنر آموز مردم اند پیران قد غمیدہ کمان کبادہ اند  
حرف بجا ز کس نشنیدم ز اہل ہند غیر از کسے کہ گفت بمطرب بجا بجا

## (۷۴) خالص - سید حسین

مخاطب بہ امتیاز خان صفائی خلف میرزا باقر وزیر قورچی - حاجی  
الحرین الشریفین بود -

بعد ورود ہندوستان در دکن - خلد مکان را ملازمت کرد و در سلک  
ملازمان سلطانی منتظم گردید - و بدیوانی صوبہ عظیم آباد پتہ و خطاب امتیاز خان  
امتیاز یافت - و ثروت عظیمہ ہم رسانید -

و در عہد شاہ عالم عازم دیار ایران شد - و در بلدہ بھکر رسیدہ با علامہ  
مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی برخورد و صحبتہا داشت

امتیاز خان اموال لکوک از نقود و جواہر و اتمشہ با خود می برد - <sup>لہ</sup> خدایار خان  
مرزبان سندھ چشم طمع بر اموال او دوخت - علامہ مرحوم پرین معنی اطلاع یافتہ  
ہر چند بناغہ کرد کہ پیشتر نباید رفت - و از ہمین جاعطف عنان باید نمود - گوش نکرد

بسرکف بچو لا نگاہ قاتل روان شد - چون بسیدوستان رسید میر محمد اشرف  
خلیش علامہ مرحوم نائب خدمات سیوستان استقبال کرد و در حوہلی خود فرود  
آورد - خدایار خان میر محمد اشرف را بتقریبہ در خدا با و طلبید - و کسان  
خود را فرستاد تا شبہ کار امتیاز خان تمام کردند - و این حادثہ در سنہ اثنین

دعشرین و مائتہ و الف (۱۱۲۲) واقع شد - علامہ مرحوم "آہ آہ امتیاز خان"  
۱۱۲۲ھ

لہ مآثر الامرا جلد ۸ ص ۸۲۵ تذکرہ خدایار خان -

تا نسخ یافته اند۔

دیوانش مطالعہ افتاد۔ صاف گوشت تلاشہا ہم دار داین چند بیت بزبان

قلم و دلیعت می شود سه

ما وطن دائم بخاک کربلا می خواستیم رشتہ تسبیح زدگوئے کہ ماسے خواستیم

بسائل آنچه برآید تر از دست بده نگاہ از زبان را و ہرچہ ہست بده

رسید فصل بہار و زمانہ گلچین است سپید آتش می شوچہ وقت تمکین است

تیرہ روزی مانع عرض کلمات دل است روز چون شب می شود آئینہ فردا بل است

نیست تقصیر کسے گر ما بہ بند اُفتادہ ایم از جنون دوری خود در کند اُفتادہ ایم

حق القدم گرفت گہ ما سے نیمرو پای کسے کہ آبلہ زد در سراسر ما

تو نا از دیدہ رفتی مانعی بینیم خود را ہم جدائی از تو چون آئینہ تنہا می کن رمارا

تا نخواہند مشوسبز بھر انجمنے کہ نباشد بہ چمن قدر گل خود رورا

بکوش قاصدی میفت بیدردان زنادانی ہمہ مکتوب می دادند من دادم دل خود را

دلبر من سکہ دارد پشت چشم نازکے دیدہ گر بہ ہم گذارد باز سے بیند مرا

ای کاش بچو رشتہ تسبیح تبار عمر در کربلا گسستہ شود گر گسستنی است

باخستگی کہ لازم از باب دولت است دشنام می دہند بسائل عنیت است

نیست بے لطفی جواب نامہ گزنوشت دوست از زبان خامہ مارا یاد نتوانست کرد

دیوانہ برا ہے رود و طفل برا ہے یاران مگر این شہر شما سنگ ندارد

ہمت ہر کس بقدر وسعت احوال است آب چندین چشمہ از یک چشمہ پل می رود

لطف حق را کرد بر ما ظلمت عصیان غضب آب دریا را شب تاریک آتش مے کند

نمی خواہم بغیر از من کسے از وی نشان یابد چو برگردد الہی قاصد من بے خبر باشد

ساقی بیا کہ فصل خزان ز رود مے رسد ای می تو ہم برس کہ سفر مے کند بہار

جفاشی را که با غیار من دلخواه می بندی  
اگر منظور دل بُردن بد من هم دلی دارم  
کار نظاره بعینک چو فتد چشم پوش  
سر پیرت کید و گزشتیست بخود بند مکن

## (۷۵) باذل رفیع خان شهمی

نسبش بنحو شمس الدین صاحب دیوان می پیوندد و تمش میرزا محمد طاهر  
دیر خان - در عهد صاحبقران ثانی شاه جهان از مشهده مقدس - به هند رسیده  
نوکری شاهزاده اورنگ زیب عالمگیر برگزیده - بعد جلوس عالمگیری بصوبه  
داری برهان پور و اکبر آباد و مالوا بنوبت سر بلند گردید - و در حکومت مالوا  
سند ثلاث و ثمانین و الف (۱۰۸۳۱) حیات مستعار را وداع نمود -

و عم دیگرش میرزا جعفر سروتی در مشهده مقدس مدرس عالی دارد -  
نور الدین محمد خان و فخر الدین محمد خان و کفایت خان پسران میرزا  
جعفر سروتی به هند آمدند و خطابات و خدمات پادشاهی ممتاز بودند -

اولین دیوان برهان پور شد و در اورنگ آباد سیزده و عشرين  
و مائه و الف (۱۱۲۶) بساط هستی در نور دید - از اشعار اوست -

شد صوفی ماتا تو شکستی دل مارا      بر پایه این آینه عکس ز تو دارد  
دومین خانسان شاهزاده محمد معز الدین بن شاه عالم بود - آخر داروغه  
بیوتات کشمیر شد - و همانجا در سده تسع و ثلاثین و مائه و الف (۱۱۳۹) درگزشت -  
میرزا محمود پیر رفیع خان باذل نیز به هند آمد محمود پوره واقع  
اورنگ آباد و محمود پوره واقع برهان پور بنام اوست - و قبرش در  
محمود پوره برهان پور است -

مولد رفیع خان باؤل دار الخلافہ شاہجہان آباد۔ از معضمان دامن دولت  
 عالمگیری بود و بحکومت سرکار بانس بریدلی سرفرازے داشت۔  
 وفاتش در سنہ ثلث و عشرین و مائت و الف (۱۱۲۳) اتفاق افتاد۔  
 خیلے قوت بیانے دارد۔ و بہ اقتضاء تخلص خود فراوان جواہر زواہر بندل وایت  
 می نماید۔ حملہ حمیدری او قریب نو دہزار بیت مشہور عالم است۔  
 نقشے از کلامش در نگین صفحہ می نشیند

نگرد و طور جای نقشش پامعراج احمد را      ید بیضایزک داری کسند نور محمد را  
 کرد کار اُمت تنگ بستن ایچنین باید      بدین در نام او گنجیدن میم مشدد را  
 امشب چو شمع ریخت ز ہر تار موے ما      ہر گریہ کہ بود گرہ در گلوے  
 ماست جام غیب و مینای گردنیم      بردوش مے کشند نکو یاں سبوی

### (۷۶) اثر شفیعائی شیرازی

سخن ساز و افسون طراز است۔ پدرش از مردم پرشگفت بوده کہ موضعیت  
 از اعمال شیراز۔  
 مؤلد و منشأ شفیعائی شیراز است۔ در خورد سالی چشمش از آبلہ بے نور گرد  
 اما پسراغ بصیرتش روشنی کامل داشت۔ اکثر در شیراز بسر می برد۔ و باصفہان  
 رفتہ۔ بامستعدان آنجا صحبت داشت۔  
 کسانیکہ او را دیدہ اند می گویند کہ بسیار کریم نظر بود اما ہر گاہ در نطق مے آم  
 مجلسیان را شیفتہ حسن کلام می ساخت  
 فوتش بعد عشرین و مائت و الف (۱۱۲۰) واقع شد این چند بیت از دیوانش  
 بعجلت تمام النقاط یافت

رشته طول امل تار و جهان طنبور است	چه قدر بر سر این کاسه خالی شور است
ز آب گلستان آموخت شو قلم جانفشانی را	بیای تو نهالان صرف کردم زندگانی را
خط کرد ظاهر آن دهن غنچه رنگ را	در کار بود حاشیه این متن تنگ را
ز خلوت خانه خود گوشه در ویش محزون را	چنان باشد که گیر دپادشاهی ربع مسکون را
به عمل را دایم از نقصان مردم راحت است	سنگ کم دزد ترا زور انگین دولت است
دیوان آن شعرت که اندازند کج طبعان بقصعش	ز موزونی جدائی بود اصل عضو عضوم را
دوستان را کسوت تجریدے پوشد خدا	شاه می بخشد بجا صان خلعت پوشیده را
نسا زد حق شناسان را مقید زیور دنیا	ز انگشت شهادت دست کوتاه است خاتم را
آثار آخر بزلیف پرفتن او نقد جان دادم	اما نذا خود کردم ز نادانی پریشان را

## (۷۷) سرخوش - محمد افضل

از مردم سرکار عبد اللہ خان زخمی شاہجہانی بود۔ می فروش مصطفیٰ معانی  
 است و قدح گردان انجمن سخن دانی۔ عمر با در کوچه شاعری شتافت۔ و صحبت جمعی  
 از صاحب طبعان عصر خود دریافت۔ چنانچه از "کلمات الشعراء" کہ تالیف او  
 سمت وضوح می یابد۔

شاگرد محمد علی ماهر و موسوی خان فطرت است و از یاران شیخ  
 ناصر علی و در مدح او می گوید سه  
 باشعر علی۔ نمی رسد شعر کسی زان سان کہ خط کس بخط میر علی

لہ نسخ متعدّدہ از کلمات الشعراء در کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن موجود است و یکے از انہا  
 نسخہ کتب خانہ سراج الدین علی خان آرزو است کہ بسیار خوشخط است و اشاعت کنندہ این  
 کتاب (محمد عبد اللہ خان) عوم بالجرم دارد کہ این نسخہ گرانمایہ را بطبع رسانیدہ اشاعت دہد  
 یزدکار ساز تو فنی رفیق گرداناد۔

شخصی در مجلس گفت که تعدیه رسد بکلمه با مسموم نیست - فقیر شایده از کلام میرزا محمد قلی سلیم طهرانی گذارش نمود -

بالطف سعادت ید بیضی نمی رسد پیش لب سخن به میخائلی رسد  
او آخر عمر در دار الخلافه شاه جهان آباد پادرو گوشه قناعت شکست و به تزوج و  
تاہل پرداخت -

ولادت او در سنہ خمسین و الف (۱۰۵۰) واقع شد - عمری درازیافت  
و در عشرہ ثالث بعد مائتہ و الف (۱۱۰۰) بخلوت کدہ خموشان شتافت

چام کلامش بگردش می آید

زمین و آسمان در میکشی فرمانبرت گردد سرت چون گردد از مستی جهان گرد سرگرد

نظرے بر گل شبنم زده افتاد مرا آمد از زخم نمک سود جگر یاد مرا

کار چون باناقص افتد دست بردار از کمال هم زبان لال را ناچار باید گشت لال

تعریریم بقدر بزرگی مقرر است از اسپتازیانہ انسان کلام تراست

ز دست و پا زدن بسمل تو دانستم که بعد کشته شدن ہم تلاشها باقی است

در عدم ہم ز عشق شورے هست گل گریبان دریده می آید

از خوشه انگور عیان شد که درین باغ شیرازہ جمعیت دلهارگ تاک است

هموار ز کس نہ بیند آزار نتوان کف دست خود گزیدن

(۷۸) طاہر - التفات خان نقد صفایانی

نام اصلی او میرزا محمد طاہر است از سلسلہ میرزایان دفتر سلاطین صفوی  
بود - مشاراً الیہ و برادرش میرزا محمد علی در عهد خلد مکان از صفایان

لے دیوان سرخوش در کلکتہ بقالب طبع در آمدہ -



به دکن رسیدند - و با مخلص خان ربطی بهم رسانیده بتوجه او ملازمت پادشاه حاصل کردند - و منصب کامیاب گشتند

نخستین بخطاب التفات خان و دومین بخطاب ملتفت خان مورد التفات گردید  
التفات خان در عصر خلد مکان فوجدار پیر از مضافات اورنگ آباد  
بود - و در عهد شاه عالم فوجدار کورد از توابع گجرات احمد آباد شد و در زمان محمد فرخ پیر  
به فوجداری ماند و در مندر سور از لطقات سوئے مالوای پرداخت -

چون امیرالامرا سید حسین علی خان بدکن رسید - خود را بخدمت امیرالامرا  
رسانید - و مشمول الطاف گردید -

آخر صحبت برهم بر خور دنا گزیر متوجه دار الخلافه شاهجهان آباد گشت و در نوآ  
کهر کون رسیده در سده تسع و عشرين و مائه و الف (۱۱۲۹) بر دست قطع الطریق  
رشته حیاتش انقطاع یافت -

ذکی الطبع بود و نثر مستعدانه می نوشت - و به نبایه قدرت داشت که سه کاتب  
در حضور او با اسباب کتابت می نشستند - هر سه را عبارت خود می فرمود - و فقره  
لاحق برائی هر کدام بجهت تامل می گفت و ربط کلام از دست نمی داد - و با وصف  
آن خود هم در آن حالت مشغول کتابت می بود -

از التفات خان است -

مکن گویا بعرض مدعا یارب ز بانم را      ببند از موی چینی تار قانون فغانم را  
شبه یکسم پوشیده ام بعد از فنا ی خود      برنگ مرده فیروزه نیلی در عراے خود  
شهرت حسن تو شد از کشته دیدار تو      از نسیم بال بلبل بشکفت گلزار تو

(۷۹) بخبار - میرزا ابوتراب

پسر التفات خان - خوش ذهن بود - و شعر خوب می گفت -

جعفر عاشق تخلص در ہجو غبارِ قصیدہٴ پرداخت - غبارِ باین رباعی جواب ادا کرد  
گویند کہ ہجو کرد مارا جعفر شیرین و لطیف ہجو شیر و شکر  
صد شکر کہ آنچہ عیب ما بود غبار امروز برای دیگرے گشتہ ہنر

## (۸۰) واضح میرزا مبارک اللہ مخاطب ارادت خان

از دودمانِ امارت است - جدش میر محمد باقر از نجباءِ بلدہٴ ساوہ و دامادی او  
بمیرزا جعفر آصف خان علاوہ بود - در عہدِ جہانگیری بمنصبِ مہر خنیکری دم مہابات  
می زد - و در زمانِ جلوسِ شاہِ جہان بوالا پایہٴ وزارتِ مترقی گشت و بفرصتِ قلیل بہ  
ایالتِ وکن و خطاب خان اعظم فوز عظیم اندوخت - و تفریق بہ صوبہٴ داری گجرات  
و بنگالہ و کشمیر و الہ آباد مامور گردید - و ہیچ وقت بیکار نہ ماند - آخر پادشاہ اورا مجاز کرد  
کہ حکومتِ ہر صوبہ کہ خواہد برای خود اختیار کند - او فوجداری دارالخیور چون پور بگرت  
و در ایام حکومتِ آنجا موافق سنہ ثمان و خمسین و الف (۱۰۵۸) مرحلہٴ آخرت پیوید  
و دختر او با شاہ شجاع منصوب بود -

و سلطان زین الدین بن شاہ شجاع از بطن آن عقیقہ متولد شد - پسر  
خودش میر اسحق ارادت خان دعوہ خلد مکان بعد از فتح وارا شکوہ بکومت  
صوبہٴ او دعوہ مامور گشت و در همان سال ازین دارِ ملال درگزشت  
پسر او میرزا مبارک اللہ واضح از درگاہِ خلد مکان ب خطاب موروٹی ارادت خان  
مامور گردید - و در سنہٴ مائہ و الف (۱۱۰۰) بفوجداری چاکنہ و در سنہٴ ثمان و مائہ  
و الف (۱۱۰۸) بفوجداری نواحی اورنگ آباد و بعد از آن بقلعہٴ داری گلبرگہ  
منصوب گشت -

و در عصر شاه عالم به منصب چهار هزارى امتياز يافت - و در عهد محمد فرخ سير  
 سده شمان و عشرين و نهمه و الف (۱۱۲۸) و دليعت حيات سپرد -  
 ديوان و افسح بنظر درآمد - چند غزل بخواه افسح بر هوا مشاين اين نسخه ثبت  
 بود - قصائد و غزليات و رباعيات و مثنوى متعدد دارد -

اين چند گل ازان چمن چيده شده

عارف از و پُر است ولى او نمى شود	آئينه رو نما شود و رو نمى شود
ز مراض فنا نور است شمع زندگاني را	بود آب دم شمشير صندل سرگراني را
چه اُلفت است بزلّف تو بقراران را	بلى سياه پسند است سوگواران را
موجم و وحشت کند محروم از ساحل مرا	در پيدين رفت از كف دامن قاتل مرا
در عالم دل باختن خویش رواج است	عمر يست که ديرانه ما وقف خراج است
بجيب صبح ز خورشيد گلفشانيهاست	بجام پيري ما باده جوانيهاست
براه او چه در بازيم ني دينى نه دنيايى	دلے داريم و اندوهى سري داريم و سودا
واضح بهيچ راه دلم و انى نمى شود	اين قفل زنگ بست شکستن کلید اوست
بر مراد دل خود بال زدن نقصان است	وقت آن خوش که مراد نفس انداخته است
دست فرسودنگه طلعت خورشيد نشد	حسن بے ساخته از فيض نگهبان دارد
گرچه آزادم ولى جانم فدائى ديگر ليست	گرد سرگردانده صيادى مرا سرداده است
رنگ فرمائى دلم نيت بجز عيش حباب	يافت يك پيرهن هستى و آن هم كفن است
بجو دشمنم آفت بيناى ادب بود	ساقى گرم افزود که در نشه كمى کرد
رفقينيهاى جهان قابل دل بستن نيست	اين قدر بس كودى خاطر خود شاد كند
گلزار صاف به از غفو غبار آلود است	هست دوزخ گنهى كه بمدار انجمنه
بهار وقف صبا - گل بكام گلچين باد	كه ما به كنج قفس طرح آشيان كرديم

بکاغذ انگری پیچیدہ ام یعنی دل خود را مبادا گریہ بر عالم کنی ای نامہ بر رحمت

### رباعی

در گنجفء دہر شہان عالم در صنف رعیت اندنے بیش و نہ کم  
حکمے دارند زان جہاندار شدند چون حکم نہاند گشت بازی بر ہم

## (۸۱) بیدل - میرزا عبدالقادر عظیم آبادی

عمدہ سخن طرازان - و شہرہ سحر پردازان است - در اقسام نظم پایہ بلند و در  
اسالیب نشر رتبہ ارجمند دارد - طبع و ذراکش چہ قدر معانی تازہ بہم رساندہ - و چہ شرم  
نورس کہ از نہال قلم افشانند - خلاصہ کلاش شراب میخانہ ہوشیاران - و طلاے  
دستمایہ کامل عیاران است از آغاز شعور تا دم آخر چشم بر سیامی معنی دوختہ - و چراغ  
عجبے بر مزار خود افروختہ -

از نژاد قوم ہر لاس است - در بلدہ عظیم آباد پنے از نہانخانہ عدم بشرستان  
وجود خرامید و در ہندوستان نشو و نما یافت

در مبداء حال نوکر شاہزادہ محمد اعظم بن خلد مکان بود - و بمنصبہ امتیاز داشت  
یکے از مقربان تعریف میرزا بسبع شاہزادہ رسانید - شاہزادہ فرمود - قصیدہ در  
مدح ما انشا کنند تا رتبہ استعدادش دریافتہ باضافہ منصب و تقرب سرفراز فرمائیم  
این خیر ہمیرزا رسانیدند فی الفور دل از نوکری برداشت - ہر چند یاران مقید شدند  
کہ قصیدہ در مدح شاہزادہ توان گفت - سرانکار باز دو نوکری را ترک دادہ در  
دار الخلافہ شاہ جان آباد گوشہ انزو گرفت و بقیہ زندگانی بعنوان فقر و توکل بسر  
آورد -

حق تعالیٰ اورا اعتبار و اشتہار ارزانی فرمود - امرا و ارکان سلطنت ہمہ

آرزوی ملاقات داشتند و اعزاز و اکرام فوق الحد بجامی آوردند سیما نواب شکر اللہ خان کہ خود با جمیع اہل بیت محو اعتقاد میرزا بود و میرزا نیز خلص خاص این خانہ است۔

نواب شکر اللہ خان از سادات خواف است و داماد عاقل خان رازی و از پیشگاہ خلد مکان بکومت - ہرنند و سہارنپور و میوات سرگزازی داشت آخر د میوات سنہ ثمان و مائتہ و الف (۱۱۰۸) از منصب حیات مستغنی گشت امیر نطف اللہ شکر اللہ خان پسر اوست کہ بخطاب پدر می طرب گردید و خلف دیگرش میر عنایت اللہ شاہ کر خان - و دیگرے میر کرم اللہ عاقل خان -

نواب نظام الملک آصف جاہ طاب ثراہ در شعر خود را شاہ گرد میرزا (بیدل) می گرفت - در منشآت میرزا چند رقعہ کہ بنام چین قلیج خان است عبارت از نواب آصف جاہ باشد کہ خطاب قدیم اوست - ہر گاہ میرزا بدولت خانہ نواب می رفت استقبال و مشایعت میکرد - و بر سہر خود می نشانند -

د میرزا را با امیر الامرا سید حسین علی خان نیز ربط تمام بود در ایامی کہ امیر الامرا بنظم ممالک و گن می پرداخت - میرزا این دو بیت از شاہجہان آباد بہ امیر الامرا نوشت ۔

ای نشہ پیما نہ قدرت بچہ کاری      ہستی اثری یا پئے تاراج خاری  
می در قدی گل بسری جام بدستی      رنگ چینی موج گلی جوش بہاری  
لیکن بعد بر ہم زدن محمد فرخ سیر تارخ طبع ز او میرزا کہ غی  
”سادات بومی نمک حرامی کردند“

شہرت گرفت - میرزا متوہم شدہ از وہلی حرکت جانب لاہور کرد - عبدالصمد خان ناظم لاہور تعظیم و تکریم تمام پیش آمد و خدمات شایستہ بتقدیم رسانید -

و چون دولت سادات عنقریب برہم خورد۔ میرزا در ہمان ایام بہ شاہجہان آباد  
معاودت نمود۔ و سیوم ماہ صفر سنہ ثلث و ثلثین و مائتہ و الف (۱۱۳۳) رخت بدام  
باقی کشید۔ و در صحن خانہ خود مدفون گردید۔

میرزا معنی آفرین بے نظیر است اما عبارت بطور خود دارد و بطور جمہور نیز فراد  
جواہر سخن در رشتہ نطق کشید۔ اگر کلیاتش را انتخاب زین مجموعہ لطیف مقبول حاصل  
می شود و خط نسخ بر نسخہ سحر سامری می کشد۔ چنانچہ درین عدالت گاہ شہود عدل  
حاضر است۔

و از بس قوت طبع گاہ بہ باد پای فکر تندی تازد و بطور ملاحظہ صوری تشریفی  
در یک زمین کمر طرح غزل می اندازد۔

و میرزا را بحر کامل مرغوب افتادہ و درین بحر شنائی کردہ میر عطاء اللہ  
صاحب رسالہ عروض گوید بعضی متاخرین شعراء عجم بر کامل مثنیٰ شعر گفته اند۔ خالی  
از عذوبتی نیست چنانچہ خواجہ کمال الدین سلمان ساوجی فرماید

بصنوبر قد لکشش اگر ای صبا گذرے کنی  
بہوای جان حزین من دل خستہ را خیمے کنی  
و از مطلع میرزا بیدل است

تو کویم مطلق و من گدا۔ چہ کنی جز این کہ نخوانیم  
درے دیگر مہنا کہ من بکجا روم چو برا نیم  
دیوان غزل میرزا بنظر درآمد۔ این چند گوہر از ان محیط بر آوردہ شد

مست عرفان را شراب دیگرے در کانیست  
جن طواف خولیش دور ساغرے در کانیست  
ادب چہ چارہ کند شوق چون فضول افتد  
بجای عذر دل آوردہ ام قبول افتد

دیدہ انتظار را دام امید کردہ ام  
ای قدمت بچشم من خانہ سفید کردہ ام  
آخر ز فتنہ بر سر دنیا زدیم  
خلق بجا تکیہ زد و ما زدیم

کافر مگر مغل و سنجابی باید مرا  
سایہ بیدی کفیل خواب مے باید مرا

بہزادی تو دست زد دنیا کشیدن است	بی نقش چین نہ محسن فرنگ آفریدن است
بر مہنگی بزم خلعت خدا داد است	نہم بنبد لباس تکلف آزاد است
وانہ صاحب ریشہ از آمیزش آب گل است	انعتن باعت فکر پریشان دل است
کہ برہ استخوان صد زخم چون بادام بر دارد	کسے از انفات چشم خوبان کام بر دارد
ای ز رفعت بنجر در ہر چہ باشی زود باش	من نمی گویم زیان کن یا بفکر سود باش
با قبالی کہ دل بر ناست از دنیا بہ تعظیم	شکوہ فقر ملک بے نیازی کرد تسلیم
مطلب دیگر سخن ز اہم دُعائے کم	از مینا بانہ ایجاد نوا سے سے کم
چون حباب از ہر خود جامہ فروئے آرم	من درین بحر نہ کشتی نہ کدو سے آرم
بشوخی مژہ ترسم درق بہ گردانی	درین حدیقہ نہ قدر دان حسیہ رانی
از گہر نیست برد شیوہ غلطانی را	جمع گشتن دل مارا بہ تسلی نرساند
چون شرر بہر دو جہان را بنگاہے دریاب	پہ وجود چہ عدم بست و کشاد مژہ است
تا نفس باقی است سندان جبین مالید است	سرگزانی لازم ہستی بود بیدل کہ صبح
در شبستان عدم نیز چراغانی بست	کز تامل نفس بیضہ طاؤس شود
در طاق تغافل ہمہ نقاشے چین است	دل سخت گرہ شد زخم ابرو سے نازش
چون بطمی باطن من عالم آب من است	صاف معنی کرد تغنی ز درد صورت
کہ گفتہ اند اگر ہیچ نیست اللہ است	ہستی تو امید است نیستی مارا
بقدر نقش قدم چشم دوستان باز است	بہر حرف گزری سیر زرگستان کن
گوشہ گیر فتنہ می باشد کمان را تادم است	تا نفس باقی ست ظالم نیست بی فکر فساد
توغرہ بہ بہشتی کہ جائے ریدن نیست	قلندرانہ حدیث است زاہد مغرور
فارغ از جوش غبار است زمینی کہ کم است	کینہ در طبع ملائم نکند نشو و نما
صفحہ حیرت آئینہ عجب خوش قلم است	حسن بے مشق تا مل نگذشت از دل ما

مشق ستم ز طینت ظالم نمی رود	زورِ کمان دمی که نماند کباده است
کس نرفته بعدم هستی اگر جامی داشت	خلقه از تنگی این خانه بصحرای زده است
کاش بهجران داد من میدا و گرو صلی نبود	شمع تصویرم که از من سوختن هم ننگ داشت
گیر بآما ز صدف گوهر اسیر رشته است	خانه غربت دل آگاه را دام بلا است
بی خمیدن از زمین نتوان گهر برداشتن	آنچه بردارد دولت زین خاکدان قد دوست
ندام دامن و نی دانه این قدر دامنم	که دل بهر چه کشد التفات صیاد است
در نیام هر نفس تیغ دو دم خوابید است	چون سحر در قطع هستی خنجره در کافیت
آن قدر سعی به آبادی ما لازم نیست	خانه چشم به امداد نگاهی برپاست
گویند بهشت است و همه راحت جاوید	جائیکه بداعی ز طپد دل چه مقام است
چون سایه باش یک قلم آئینه نیاز	آن را که سجده جزو بدن نیست بند نیست
تا خموشی نگزینی حق و باطل باقی است	رشته را که گره جمع نسازد و سراسر است
مردم هم فکر قیامت دارد	آرمیدن چه قدر دشوار است
بگذر از اندیشه یوسف که در کفان ما	یا نسیم پیرهن یا جلوه پیرهن است
بیچ کس از معنی مکتوب شوق آگاه نیست	ورنه جائی نامه پیش یار ما خواندن است
هر که رفت از خود بدایع تازه ام ممتاز کرد	آتش این کاروانها جمله بر جان من است
پیشکار این عجز و هر کس غالب اند	آنکه از مردان برمدی باج میگیر وزن است
آبرو با عرض مطلب جمع نتوان ساختن	دست حاجت تا بلندی کرد استغنا نشست
بیدل نتوان بروم از خط جبینم	نقاش عرق ریز حیا نقش مرا بست
خواری دیوان دهر عجزت ما پیش کرد	فرد چو باطل شود سحر ورق دفتر است
قماش فهم نداریم ورنه خوبان را	آتوی پیرهن ناز چین پیشانی است
زین ندامت خانه بیرون رفتن دشوار است	هر قدر دستی که می سائی بهم پامی شود



برنگ آب سیر برگ برگ این چمن کردم	گل داغ است بیدل آنکه بوئے از وفادار
انغم که چرا پیکر من سایه نه گردید	تا در قدم سرو خرامان تو باشد
چو عمرگر نشوی هم عنان خود داری	قدم به چه گذاری رکاب می گردد
نه که نالم بیدل از بیداد چرخ	خواب من آواز این دو لایب گردد
در مجلس کی عزت موقوف خود فروشی است	دیگر کس چه باشد گر میرزا نباشد
چو بر گردد مزاج از احتیاط خود مشغول	سلامت سخت می نرزد بران سنگی که میشد
بدان دجوی عشق سرو الوس بلند است	مگر از دکان قصاب بگرس خرید و باشد
دل حقیقت رد و قبول پرسیدم	خنده گفت برو یا بیا که می پرسد
اگر مردی در تحفیف اسباب تعلق زن	کز انگشت دیگر انگشت نریک بند کم دارد
کج ادایانه به از باب مطالب سر کن	راستی بر دل این قوم سنان می باشد
در هر بریز مکافات است اما کو تمیز	کم گس ایجا بحال خود نرحم می کند
برقی ز دور دارد هنگامه تجلی	ای بیخودان به بینید دل جلوه گر نباشد
هر چند کار فردا است امروز مفت خود گیر	شاید دماغ طاقت وقت دیگر نباشد
بشمت بغلط سوی من انداخت نگاه می	تیری که ازین شست خطا شد چه بیا شد
نموده اند ز دست نوازش فلکم	دمی که گاه غضب بر زمین پلنگ زند
سایه از جلوه خورشید چه اظهار کند	رفتم از خویش ندانم بچه آئین آمد
ای ساغر بتخاله ازین آتش سلامی	خوش نیمه بران چشمه کوش زده باز
وضع فقری مانا ساز میچکس نیست	دیرانه ایم آقا بسیار خوش هوا ایم
چند آنکه ز خود می روم آن جلوه به پیش است	رنگه نشکستم که برنگه نرسیدم
نشء تحقیق بار اشلاء جواله کرد	گرد خود گشتیم چندان که خود را سوختیم
کم ظفریم از غفلت خویش است و گرنه	دریاست می ریخته از جام محبالم

در وصل ز محرومی دیدار میسرید آئینه نفهمید که من با که دو چارم  
 طپیدم ناله کردم - آب گشتم خاک گردیدم تکلف بیش ازین نتوان بعرض مدعا کردن  
 چه پردازم بعضی مطلب خود سخت حیرانم تو هم آخر زبان حیرت آئینه می دانی

### رباعی

هر صبح که در باغ فلک باز کنند مردم قانون جستجو ساز کنند  
 قوال فلک بدست گیرد دف مهر دنیا طلبان بازون آغاز کنند  
 مخفی نماند که تاریخی کی میرزا بیدل برای سادات گفته و در ترجمه او بر زبان  
 قلم گزاشته - محرک شد که درین محل شمع از احوال دو امیر کبیر از سادات باره به و  
 اسبابی که باعث عزل پادشاه شد بعرض بیان در آید - و این جمله معترضه نقاب  
 از صورت حال و انماید - و اسم نواب آصف جاه هم در ترجمه میرزا ذکر یافت  
 به این تقریب حالات نواب آصف جاه و نواب نظام الدوله شهبه خلف الصدق  
 اویز می طرازم - و او هم کلک را مطلق العنان می سازم -

### (۸۲) سید عبداللہ خان

مخاطب به قطب الملک وزیر اعظم محمد فرخ سیر پادشاه بود و برادرش  
 سید حسین علی خان بمنصب امیر الامرائی تارک مبالغت با سمان می سود -  
 اینها از اعظم سادات باره به اندواکا بر شرفاء هندی نسب سادات باره به به  
 سید ابو الفرج واسطی راجع می شود که سلسله نسبش در دفتر اول تحت ترجمه سید  
 محمد صغری بلگرامی نور اللہ صغری حیح نگارش یافت -

هر دو برادر فرقدین فلک سیادت و نیرین سپهر امارت بودند متحلی با کثر شائل

سنیہ و خصائل رضیہ خصوص سخاوت و شجاعت کہ ازین دو صفت والا آثار غرا بطهور  
 رسانند۔ و نقشہائی کہ طراز صفو دولت باشد بر لوح روزگار نشانند۔ و از مبادی  
 ایام عرصہ نامنتہی بخوبی و نیکنامی بسر بردند۔ و از آبشاری عدل و احسان عرصہ ہمہ  
 را رشک فردوس برین ساختند۔ لیکن در او آخر دولت راہ غلط پیوند و تار و ز قیام  
 داغ بدنامی بر خود بردند۔ اما نزد ارباب انصاف منشأ عزل پادشاہ محض پاس  
 آید و حفظ جان عزیز بود کہ اینہما مدۃ العمر جانفشانیہا نمودند۔ و لوازم دولت خواہیا  
 بتقدیم رسانیدند۔ پادشاہ چشم از حقوق پوشیدہ در صد قلع و قمع افتادہ و تازندہ بود  
 ہمین خیال در سر داشت۔ آخر این رای سقیم باعث زوال سلطنت شد و دولت  
 پادشاہ و سادات ہر دو بر ہم خورد۔

**قاضی شہاب الدین** **ملک العلام** قدس سرہ در مناقب السادات میفرماید کہ:-  
 ”امارت صحت سیادت خلق محمدی است و سخاوت ہاشمی و شجاعت حیدری باید“  
 ”کہ سید صحیح النسب ازین ملکات بہرہ وافی داشتہ باشد۔ و احیاناً بحکم نفس امارہ“  
 ”اگر قزلبک عصیانے شود۔ آخر کار سبب رومی دہ کہ باعث نجات آخر دوی می گردد۔“

صدیق این کلام درین ہر دو برادر مشاہدہ افتاد کہ مظلوم ازین عالم رفتند و غازہ  
 شہادت بر رو مالیدند نام اصلی قطب الملک حسن علی است و نام اصلی امیر الامرا  
 حسین علی۔ شہادت اول بہ زہر واقع شد۔ و شہادت ثانی بخنجر۔  
 حسن علی خان برادر گلان در عہد خلد مکان بخطاب خانی و فوجہاری نذر بار  
 و سلطان پور از تواج بگلانہ سرفرازی یافت و بعد از ان بحر است اورنگ آباد  
 سر بند گردید۔

و چون شہزادہ محمد محرز الدین بن شاہ عالم از پیشگاہ خلد مکان بصوبہ داری  
 ملتان مامور شد حسن علی خان بہر اہم رکاب شہزادہ دستوری یافت۔ صحبت

او با شاهزاده کوک نشد - و آزاده خاطر به لاهور برگشت - در آن وقت میر عبد الجلیل  
بلگرامی بخیرمت بھکر و سیوستان قیام داشت - چون حسن علی خان از نواحی بھکر  
نقد لاهور کرد - میر سلوکما سے پسندیده بعمل آورد - ابتدا ی ربط با سادات این  
وقت که خلد مکان علم بھاک جاودانی زد - و ریای شاه عالم از پشاور به  
لاهور فرامید حسن علی خان را بمنصب شہ ہزاری و عطای تقارہ و بخشگری فوج  
جدید سرافرا ساخت -

و در جنگ محمد اعظم شاه بہراولی فوج محمد معز الدین کہ ہراول مجموع عساکر شاہ  
عالمی بود مقرر گردید - و قتی کہ جنگ ترارو شد - حسن علی خان و حسین علی خان و  
نور الدین علی خان برادر سیوم برسم تہور پیشگان ہند خود را از فیل انداختند و  
با جمعی سادات بارہم پای ہلاوت افشردہ بجنگ کوتہ یراق پیوستند نور الدین  
علی خان نقد زندگانی در باخت و دیگر برادران زخمہای نمایان برداشتند و سرخ  
روئی فتح و ظفر حاصل کردند حسن علی خان بمنصب چہار ہزاری و صوبہ داری آجمیر  
مباہی گشت - و بعد از آن بصوبہ داری الہ آباد اقیان پذیرفت

چون نوبت سلطنت بہ محمد معز الدین رسید - حکومت الہ آباد از عزل او بنام  
راجی خان مقرر شد و سید عبدالغفار از احفاد سید صدر جہاں صدر الصدوق  
پہانوی بنیابت راجی خان متوجہ الہ آباد شد - سید حسن علی خان فوجی بتقابل  
بر آورد و در سواد الہ آباد جنگ افتاد - سید عبدالغفار بعد غالب شدن مغلوب  
گردید - عنان عطف ساخت - محمد معز الدین باقتضای غفلت و عیاشی دست از تدارک  
برداشتہ در استمالت سید حسن علی خان افتاد و بہ ارسال فرمان بحالی الہ آباد و  
اضافہ منصب سرافرا نمود

اما برادرش سید حسین علی خان ناظم عظیم آباد پنے کہ بزمید شجاعت و وقار و متانت

نامور روزگار بود با محمد فرخ سیر پیمان رفاقت موکد ساخت - چنانچه در ترجمه اونگار ش  
می رود - و به حسن علی خان برادر کلان نیز ترغیب رفاقت نمود - حسن علی خان بچاپلوی  
محمد معز الدین که از وقت صوبه داری ملتان کم التفاتی اومی دانست اعتبار نه کرده  
از تبه دل به محمد فرخ سیر گروید و درخواست قدم اله آباد نمود -

محمد فرخ سیر در چنین هنگام اتفاق این دو برادر بهادر صاحب فوج از امارات  
قبال خود دانسته از بلده پخته به اله آباد رسید و با حسن علی خان مشافهت تجوید  
عهد پرداخته امیدوار مزید عنایات ساخت و به هر اولی فوج مقرر فرمود - و عازم پیش  
گشت -

عزالدین سیر کلان محمد معز الدین به اتالیقی خواجہ حسین مخاطب به خان  
دوران از دار الخلافه شاهجهان آباد بتقابل محمد فرخ سیر مرخص گردید - و در حوالی  
کجوه از توابع اله آباد رسیده انتظار حریف می کشید - بجز تقارب فوج محمد فرخ سیر  
عزالدین به استعمال ادوات حرب نیم شبی را گریز گرفت -

فوج محمد فرخ سیر که در کمال عسرت و به سامانی بود از غارت بنگاه عزالدین  
تقویت کمال بهم رسانید و روانه پیشتر شده در نواحی اکبر آباد خرامش نمود -

محمد معز الدین نیز از دار الخلافه کوچ کرده به اکبر آباد آمد - و در فکر عبور دریا  
جمن (جون) بود که حسن علی خان پیش قدمی نموده از متصل سرای روز بهانی چهار  
کروبی اکبر آباد دریای جمن (جون) را عبور کرد و در عقب او محمد فرخ سیر نیز از دوا  
گرشت - اکثر مردم محمد فرخ سیر از عسرت و کم مایگی رو به پراگندگی آورده بودند - معذرت  
همراه رکاب بسیدند - سیزدهم ذی الحجه سنه ثلث و عشرين و مائت و الف (۱۱۲۳) تلافی  
فریقین دست داد - نسیم فیروزی برالویه محمد فرخ سیر وزید - و محمد معز الدین تغییر  
وضع راه دہلی گرفت -

درین کار از هر دو برادر تردادت نمایان نپهور رسید. سید حسین علی خان  
برادر خورد زخمهای کاری برداشته در میدان افتاد. بعد جلوه افروزی شاهد فتح  
حسن علی خان برادر کلان بر جناح استعجال روانه دار الخلافه گشت. و پادشاه نیز  
به تفاوت یک هفته سایه وصول بر ساحت دہلی انداخت. حسن علی خان بمنصب هفت  
ہزاری ہفت ہزار سوار و خطاب سید عبداللہ خان قطب الملک بہادر یار وفادار نظر  
و تفویض وزارت اعلیٰ بلند پایہ گشت.

چون عروج رتبه این ہر دو برادر از حد گذشت. ناتوان بینان در صد و شصت  
افتادند. و بہ تسویلات و اہمی مزاج پادشاہ را شورانیدند. نوبت بجائے رسید کہ  
ہر دو برادر خانہ نشین گشتند. و بہ ترتیب مورچال و استعداد اسباب پر خاش پرت  
والدہ پادشاہ کہ با ہر دو برادر اظہار دوستی می نمود و از قدیم واسطہ اصلاح بود. بخانہ  
قطب الملک آمدہ مجدداً عہد و پیمان استوار ساخت. ہر دو برادر بملازمت رسیدہ  
شکوہای محبت آمیز در میان آمد. و چند روز زمانہ بہ آرامش گرائیید.

غرض گویان مزاج پادشاہ را بر ہم زدند. ہر روز صحبت بے مزہ ترمی گشت. و مانع  
نفاق کہ خانہ بر انداز کمند و ولہت است می افزود. تا آنکہ امیرالامرا بصوبہ داری کن  
مخص گشت. و قطب الملک بعیش و عشرت مشغول گشتہ عنان وزارت بدست  
راجہ رتن چند سپرد. اعتقاد خان کشمیری ہمراز و دمساز پادشاہ گردید و کنگاش  
قلع و قلع سادات اعلان گرفت. قطب الملک بہ امیرالامرا نوشت کہ کار از دست  
رفتہ است پیش از آنکہ چشم زخمی بہ آبرو و جان برسد. خود را باید رسانید. امیرالامرا  
با کمال تسلط و جبروت از و کن روانہ شدہ سواد دہلی را معسکر ساخت و پادشاہ  
را پیغام کرد کہ تا کہ بند و بست قلعه بہ اختیار مانباشد در ملازمت و سوا س دارم.  
پادشاہ خدمات قلعہ را بہ متوسلان امیرالامرا سپرد. بعد استیقام قلعہ امیرالامرا

ملازمت پادشاه رسید.

و هشتم ربیع الآخریه اراده ملاقات ثانی فوجها آراسته و انسل شهر شد و در عیال  
شایسته خان فرود آمد. قطب الملک و مهاراجه اجیت سنگه در قلعه رفته بدستور  
روز اول به بند و بست قلعه پرداختند و کلید دروازه بدست آوردند. آن روز شب  
بهین منوال گذشت. مردم شهر واقف نشدند که شب در قلعه چه واقع شد چون صبح  
دمید قتل قطب الملک شهرت داده انواج پادشاهی از هر جانب مرتب شده بر  
سر امیر الامرا خواستند هجوم آرند امیر الامرا به قطب الملک گفته فرستاد که چه جائی  
توقف است نزد از میان باید برداشت.

لا علاج قطب الملک نهم ربیع الآخر سنه احدى و ثلثین و مائتة و الف (۱۱۳۱)  
پادشاه را مقید ساخت و رفیع الدرجات بن رفیع الشان بن شاه عالم  
را از حبس برآورده بر تخت نشاند و صدای نقاره جلوس او آشوبی را که در شهر  
برپا شده بود فرو نشانید.

رفیع الدرجات در حالت حبس بمرض تب دق مبتلا بود. چون سلطنت  
میرشد لوازم احتیاط مزاج از دست داد و بعد سه ماه و چند روز روزگار او سپری گشت  
و مطابق وصیت او برادر کلانش رفیع الدوله را بر سر سلطنت جادادند. و به  
شاه جهان ثانی ملقب ساختند. بعد ایا می نیکو سیر در قلعه آگره خروج کرد.  
امیر الامرا بآباد شاه بسرعت خود را رسانده قلعه را مفتوح ساخت. ناگاه فتنه و بگ  
گل کرد. حئی سنگه سوائی طبل مخالفت کوفت. قطب الملک در رکاب شاه جهان  
ثانی برای دفع حئی سنگه به فتح پور سیکری شتافت و با حئی سنگه صورت مصالحه  
در میان آمد. شاه جهان ثانی نیز بعد سه ماه و چند روز بمرض اسهال در گذشت.  
ناگزیر روشن اختر بن جهان شاه بن شاه عالم را از دار الخلافه طلبیده

شاهجهانی بریده آورده و آن خطه را بوفور آب احیا نمود. علامه مرحوم میر عبد الجلیل  
بلگرامی گوید:

بحر خود فیض قطب الملک عبد الله خان  
بهر آن عبد الجلیل واسطی تاریخ گفت  
نهر خیری کرد جاری آن وزیر مختار  
نه قطب الملک مدیحه بحر احسان و کرم  
و نیز علامه مرحوم در شنوی بمسح اومی پرداخته

ارسطو فطرته آصف نشان است  
بدیوان چون نشیند نو بهار است  
مبین الدوله عبد الله خان است  
بمیدان چون در اید ذوالفقار است

### (۸۳) امیر الامرا سید حسین علی خان

برادر خرد قطب الملک است اما در سخاوت و شجاعت و علوهت تمکین  
و وقار از برادر کلان فائق بود. و در عهد خلد مکان به حکومت رتختنور و آخر  
به فوج داری هندول پیان می پرداخت

چون برادرش بعد رحلت خلد مکان در المهور شمول عواطف شاه عالم  
گردید. سید حسین علی خان با فوجی شایسته در حوالی و هلی دولت ملازمت دریافت  
و در جنگ محمد اعظم شاه مصدر جلائل ترددات گشته نوعی که گزشت به منصب  
سه هزار و عنایت نقاره سر بلند گردید. و بواسطت شاهزاده عظیم الشان به  
نیابت صوبه واری عظیم آبا و پینه رخصت یافت

در اواخر عهد خلد مکان صوبه داری بنگاله به سپه دار خان مخاطب به  
اعزالدوله خان جهان بهادر از تغیر شاهزاده عظیم الشان مقرر گشت. محمد فرخ سیم  
خلف عظیم الشان که به نیابت پدر در بنگاله بود طلب حضور شده به پینه



سید چون مدتها بخود سری گذرانیده و نسبت به برادران دیگر نزدیک و پدر رفته شد  
 فتن حضور شاق و ناگوار پنداشته بعد از عسرت اخراجات اوقات پرستی میکرد تا  
 آنکه شاه عالم شنقار شد محمد فرخ سیر خطبه و سگ بنام پدر نموده در فراهم آوردن مردم  
 بهمت گماشت - درین اثنا خبر گشته شدن عظیم الشان رسید - در ربیع الاول  
 سه شنبه ثلاث و عشرين و مائة و الف (۱۱۲۳) خود سر بر آرای سلطنت گشت -

وسید حسین علی خان ناظم پتینه را به وعده عنایات مستمال ساخته رفیق  
 گردانید و ازین بهمت سید حسن علی خان ناظم اله آباد نیز طریق رفاقت سپرد - و  
 کمتر زمانی افواج کثیره مجتمع گشت اما بنا بر تلت خزانه تا رسیدن اکبر آباد و ازده  
 هزار سوار پیش نماند -

سید حسین علی خان روز جنگ به اتفاق حسین بیگ خان صف شکن نائب  
 سوبه داری اولیسه و زین الدین خان پسر بهادر خان رهیله مقابل  
 ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر که توپ و ضربان بسیار پیش رو چیده  
 ایستاده بود اسپان ناخته در زخمیره توپخانه درآمد - چون عرصه و غابر خود تنگ دید  
 بایشین دلاوران کشور بهند پیاده گشته زخمهائی کاری برداشته بر زمین افتاد - و آن  
 دوسر دار بار فقاء بسیار مردانه نقد زندگانی نشان نمودند -

بعد فتح سید حسین علی خان بخطاب امیرالامرا بهادر فیروز جنگ و منصب  
 هفت هزار و هفت سوار و خدمت و الاسعه میر بخشگیری کوس بلند تنگی نواخت  
 و در سال دوم جلوس به افواج سنگین به تنبیه اجیت سنگه مرزبان سرزمین  
 مار و ار که لوای تهر در افراخته بود - مامور گردید و تا میر تهر هر جا تعاقب او بود لکد کوب  
 تا راج ساخت - راجه از صولت فوج منصور جانب بیکانیر بر زد و در مکانهای  
 استوار خیزید -

درین یساق آنچه از اجرای حکم امیرالامرا نقل می کنند این است که :-

”چون دیهات اجیت سنگه و جی سنگه سوائی باهم مخلوط اند و رعایای تعلقه اولین از  
 ”هراس رو بفراری آوردند- و بتاراجیان حکم بود که مواضع خالی را بیجا کرده آتش زنند  
 ”و مکانهای آباد را مزاحمت نرسانند- رعایای اجیت سنگه این را ویدع بواسطت  
 ”رعایای جی سنگه امان خواسته می آمدند- همان وقت سزا و لان تعیین می شدند که بتاراجیان  
 ”گویند که آتش فرو نشانند و آنچه گرفته اند ستر و سازند اصلا درین حکم تخلف نمی شد -  
 ”بعضی ثقات از مردم دید استفسار کردند با اتفاق می گفتند که غیر از سوختن نقصانی  
 ”بما نرسید-

و ضبط و فتق امیرالامرا همیشه برین منوال بود-

افواج او از راه باریکی مابین دو زراعت می گزشت کسی را قدرت نبود که از  
 جاده تفاوت کند- دست بزراعت رسانیدن معلوم-

القصه اجیت سنگه چون خرابی خود و ملک مشاهد کرد و کلاء معتبر فرستاده بتقدیم  
 پیشکش و ارسال پسرکلان خویش ابی سنگه نام و تزویج دختر خود به پادشاه که در  
 عرف این دیار دوله گویند مستدعی عفو جرائم گردید- امیرالامرا بمصالحه پرداخت و  
 ابی سنگه را همراه گرفته خود را بحضور رسانید و فوجی برای دوله گذاشت و بعد  
 رسیدن دوله طوی پادشاه منتقد گشت-

گویند اینچنین طوی عظیم انشان از شاهان پیشین کم جلوئه ظهور ننمود- علامه مرحوم  
 میرعبدالجلیل بلگرامی شنوی رنگینه درین طوی بنظم آورده و داد سخنوری داده -  
 بعد ازین پادشاه امیرالامرا به صوبه داری دکن مقرر فرمود- چون میر  
 جمله سمرقندی هر روز مزاج پادشاه را از سادات منحرف می ساخت- قرار یافت  
 که اول میرجمله بصوبه داری پتنه را بگرداند بعد از آن امیرالامرا رخصت دکن

شود- میر جملہ روانہ پتہ شد و امیر الامرا در سنہ سبع و عشرين و مائتہ و الف (۱۱۲۴) متوجہ و کن گردید-

وقت رخصت مواجہتہ عرض کرد کہ اگر در غیبت من میر جملہ محصور رسید- یا بہ قطب الملک نوعی دیگر سلوک شد در عرض بیست روز مرا رسیدہ دانند پادشاہ از قباحات نامہی بوساطت خان دوران مخفی بہ داؤد خان ناظم برہان پو تحریر فیض مخالفت نمود-

داؤد خان بآنکہ سادات در ابتداء سلطنت محمد فرخ سیر واسطہ جان بخشی او شدند و بتازگی امیر الامرا نیابت صوبہ داری برہان پور از پادشاہ بنام او گرفت- و اداز گجرات احمد آباد بہ برہان پور امن حکومت انجامی پرداخت چشم از حقوق سادات پوشین ارادہ مخالفت مصمم ساخت-

چون امیر الامرا نریدہ را عبور کرد ظاہر شد کہ داؤد خان سر رشتہ موافقت گسستہ خیال ملاقات ہم در سر ندارد- امیر الامرا در فکر اصلاح اُفتاد و پیغام کرد کہ در صورت توافق ملازمت لازم و در شکل تحالف روانہ دار الخلافہ باید شد از ما مزاحمتہ نیست-

داؤد خان پائی جمالت افشردہ کار بہ پرخاش رسانیدہ ناگزیر یازدہم رمضان سنہ سبع و عشرين و مائتہ و الف (۱۱۲۴) عرصہ مبارزت در سواد برہان پو آراستہ گشت و جنگ عظیم رونمود- داؤد خان بزخم تفنگ نقد ہستی باخت- بعد طلوع نیر فتح امیر الامرا بہ اورنگ آباد رسید و بر سند ریاست تمکن ورزید- و عنقریب کفند و دیہاریہ سیناپتی راجہ ساہو در صوبہ خاند لیس سر بہ فساد برداشت امیر الامرا ذوالفقار بیگ بخشی خود را بہ تنبیہ و تعین فرمود- و در ہر گنہ بہانیر دو چار گشتہ بجنگ در پیوست- ذوالفقار بیگ جرئہ شہادت چشید-

و باقی فوج بیغامر آمد- سیف الدین علی خان برادر اصغر امیرالامرا و راجه محکم سنگه  
بهالش غنیمت مامور شدند و تا بنهر سورت عنان باز نه کشیدند- و محکم سنگه تا قلعه ستاره  
مسکن راجه سا هو دقیقه از نهب و تالان فرونگذاشت-

چون پادشاه به اغوای دولت بر اندازان- و سرداران و کن خصوص راجه  
سا هو در باب مخالفت امیرالامرا- بایما و صراحت کوتاهی نمی کرد و در دہلی با  
قطب الملک هر روز صحبت تازه و نزاع نو بر می انگیزت و صدای بگیم و بکش  
به وقت بگوشا می رسید- قطب الملک همیشه امیرالامرا را به آمدن دہلی  
ترغیب می کرد

لا علاج امیرالامرا از دشمن خانه دشمن بیگانه ساخته در سنه تسع و عشرين و  
مائة و الف (۱۱۲۹) بار راجه سا هو بتوسط سنکراجی مله مار محمد انور خان  
برهان پوری که تاجین تحریر در قید حیات است و فقیر را با او صحبت های مستوفی اتفاق  
افتاد- صلح کرد و بشرط عدم تاخت و تاراج ملک و عدم تعرض طرق و شوارع- و نگاه  
داشتن پانزده هزار سوار در رکاب ناظم دکن- اسناد چو ته و سردیسکی شش صوبه  
دکن بهر خود با تنخواه کوکن و غیره ملکه که راج قدیش می نامند حواله نمود-

مخفی نماند که در او اخر عهد خلد مکان قرار یافته که با غنیمت صلح در میان آید-  
باین شرط که سرحد از محصول ملکی نه روپیہ بصیغه سردیسکی حصه غنیمت مقرر شود پادشاه  
میر ملنگ را با اسناد سردیسکی نزد غنیمت فرستاد که عهد و پیمان محکم سازد و سرداران  
غنیمت را بملازمت پادشاهی بیارد- آخر رای پادشاه برگشت و میر ملنگ را که  
هنوز اسناد حواله غنیمت نه کرده بود بحضور طلبید- و در عهد شاه عالم سرحد ده روپیہ  
سردیسکی به غنیمت مقرر شد و ست پادشاهی حواله گردید- و در ایام حکومت داؤد خان  
چو ته یعنی چهارم حصه از حاصل ملک سوای سردیسکی به غنیمت قرار یافت و جاری و سایر

گشت اما سحر بعمل نیامده بود۔ امیر الامرابطورے کہ گذشت سند چوتھ حوالہ نمود۔  
آخر نخست این تریع سخت سرایت کرد و رفته رفته عنیم شریک غالب شد و قوت  
عجی بهم رساند

امیر الامرابطور مصالحه عازم دارالخلافه شد و غره محرم سنا حدی و نشین د  
بایه والف (۱۱۳۱) یا فوج و کن بشوکت و صولت تمام از خجسته بنیاد کوچ کرد و  
معین الدین نام مجهول الحالی را پسر شاهزاده محمد اکبر بن خلد مکان قرار  
داده همراه گرفت و به پادشاه نوشت که در تعلقه راجه سا هو سر کشیده بود او را دستگیر  
ساختم و احتیاط لازم دانسته خود بحضور می آمم۔

او آخر شهر ربیع الاول در حوالی و بیلی جانب لات فیر و زشاه بنجم ساخت و  
خلاف ضابطه حضور نوبت نواخته داخل خیمه شد۔ و مکرر بیانگ بلند گفت که من  
از نوکری پادشاهی برآمدم۔

و بعد ازان که بند و بست قلعه را باختیار خود کرد و پنجم شهر ربیع الآخر ملازمت  
پادشاه نمود و گذارش بکلیا کرد۔ و باز هجتم ماه مذکور بشهرت سپردن شاهزاده جلی  
سوار شده در حویلی شایسته خان داخل گشت و قطب الملک باراجه  
اجیت سنگه به بند و بست قلعه شتافته هیچکس را در آنجا نگذاشت و پادشاه را  
مقید ساخت طوریکه در ذکر قطب الملک گذارش یافت۔

آخر این حرکت مبارک نیامد و در اندک فرصت نیکو سیر بن محمد اکبر  
بن خلد مکان که در قلعه اکبر آباد مقید بود با اتفاق احشام آنجا علم خروج بر  
افراشت امیر الامرابطور جناح استعجال رسیده به محاصره سته ماه و چند روز قلعه را مفتوح  
ساخت۔ و بموکب شاه جهان ثانی که برای تنبیه راجه جی سنگه سوائی تا فچپور  
سیکری رسیده بود ملحق گردید و صلح در میان آمد۔

دین ضمن چھبیلہ رام قوم ناگز ناظم الہ آباد دم از مخالفت زد۔ امیر الامرا  
و قطب الملک با پادشاه از فتح پور بہ آگرہ آمدند۔ و تا فروزشستن فتنہ الہ آباد  
توقف آگرہ ضرور افتاد۔

چھبیلہ رام فوت شد و گرد ہر بہادر برادرزادہ چھبیلہ رام بنیاد مخالفت  
کہ عمش گذاشتہ بود برپا داشت۔ حیدر قلی خان و محمد خان بنگش با فوج تعین  
شدند و بتغویض و تغویض صوبہ داری اودہ با گرد ہر بہادر صلح واقع شد  
دین اثنا نیزنگی فلک شعبدہ دیگر وانمود۔ نواب نظام الملک ناظم مالوا  
رائے مخالفت از امیر الامرا استشمام نمودہ گام سرعت بدکن برگرفت۔ و بعد قتل  
سید دلاور خان و سید عالم علی خان قسمی کہ تحریری شود ملک دکن را بنظر  
در آورد

امیر الامرا با پنجاہ ہزار سوار بہ عزیمت دکن نہم ذی القعدہ سنہ اثنتین  
و ثلثین و مائتہ و الف (۱۱۳۲) از اکبر آباد کوچ نمود۔

سبحان اللہ این دو برادر سیما امیر الامرا شجاعت و سخاوت و کرم و حلم و  
مواسات فطری داشتند و کافہ انام را مشمول انواع احسان ساختند و ہرگز مجوز  
ستم و بیداد بر تنفسے نشدند اما مقلب القلوب نوعی دلہا را صرف کرد کہ دستگرفتہای  
سادات از سادات برگشتند و ہر چند می دانستند کہ زوال دولت ایشان باعث خا  
خرابی ماست۔ می گفتند الہی این کشتی غرق شود ما ہم فرو رویم از بیگانگان چہ  
توان گفت۔

بعد بر ہم خوردن دولت سادات مردم دو فرقہ شدند جمعی بیکگی یاد می کردند و گوی  
بہدی۔ و در مجالس فیما بین فریقین طرفہ مناقشا برپا می شد۔  
میرزا بیدل تارخ عزل محمد فرخ سیرچین بنظم آورده ۵

دیدمی که چه باشاه گرامی کردند صد جو و جفا ز راه خامی کردند

تاریخ چو از خرد بحستم فرمود سادات بوی نمک جرای کردند  
 و میر عظمت الله بخیر بلگرامی در جواب چنین انشاء کرده

باشاه سقیم آنچه شاید کردند از دست حکیم هر چه آید کردند

بقراط خرد نسخه تاریخ نوشت سادات دواشن آنچه باید کردند

القصد اعتماد الدوله محمداً بن خان بنابر قرابت قریبه که با نواب  
 نظام الملک داشت در فکر غدر افتاد و میر حیدر کا شغری را بران داشت که قابو  
 یافته قطع رشته حیات امیرالامرا اقدام نماید.

میر حیدر مسطور از ترکان و غلات است. و بعد کلاش میر حیدر صاحب  
 تاریخ رشیدی همواره ملتمز رکاب با بری و همایونی بود. چند سب فرمان  
 روانی کشمیر هم رسید. و از جهت میتر شمشیری اینها را میر می گویند.

ششم ذی الحجه سنه اثنتین و ثلاثین و مائه و الف (۱۱۳۲) در منزل توره  
 سی و پنج کرده عرفی از فتح پور سیکری خیم عساگر شد. امیرالامرا بعد داخل  
 شدن پادشاه در محل سراپا لکی سواره بخانه خود برگشت همین که متصل کالان باری  
 یعنی احاطه چوبین که گردخیام پادشاهی نصب کنند رسید. میر حیدر که روشناس  
 و راه حرف داشت فردا حوال خود بدست امیرالامرا داد و شروع بضعیف  
 نالی نمود. چون امیرالامرا مشغول خواندن شد بچستی خنجر آبداری به پهلوسه  
 امیرالامرا رسانید و کار تمام کرد نور الله خان از اقرباء امیرالامرا پیاده همراه  
 می رفت بضرپ شمشیر میر حیدر را از پا در آورد. و دیگر رفقاء امیرالامرا دست  
 پای زدند بجای نرسید قابو طلبان سر امیرالامرا را جدا کرده نزد پادشاه بردند.

دیس ازین هنگامه لاش اورا بحکم پادشاہی تکفین نموده و نماز جنازه خوانده بہ  
اجیر نقل کردند و درجوار پدرش سید عبداللہ خان مدفون ساختند۔

پیش از وقوع این سانحه مرد صالحی در رویا دید کہ سید الشہداء امام حسین  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ امیر الامرا خطاب کرد کہ <sup>۱۱۳۲ھ</sup> بکُحْ وَعَمْدُکَ وَغَلَبَ عَدُوْکَ  
بعد شہادت امیر الامرا چون حساب کردند ہر یک فقرہ تایید بود با صنعت تقلیب  
حق این است کہ در قریب الحمد کم امیری باین خوبی در عرصہ ظہور آمد نسخہ  
جامع اخلاق حمیدہ بود۔ و فور طعام وصالے عام سرکار او مشہور است مردم  
اورنگ آباد بالاتفاق نقل می کنند کہ در عہد امیر الامرا اکثر مردم در خانہ خود  
طعام نمی پختند۔ طلبا خان سرکار امیر الامرا طعام حصہ خود می فروختند و قاب پلاؤ  
مکلف بچند پل سیاه می دادند۔

اجراء بلغور خانہا از قلعہ پچنہ و خام و احداث مجلس یازدہم و دوازدهم ہر ماہ  
در بلاغ عظیمہ ہندو دکن از اعمال خیرادست۔ و تا امروز جاری است درین مجالس  
بامشاخ و فزراء بتواضع و انکسار سلوک می نمود و آفتابہ در دست خود گرفته بر  
دست مہمان آب می زخت۔

و پیش از وصول دکن زرہم سازی نمی گرفت۔ بعد رسیدن دکن متصدیان  
باطماقلت مدخل و کثرت مخارج مزاجش برین آوردند۔ معہذا چون حیدرقلی خان کلم  
بندر سورت اموال ملاعبد الغفور ملک التجار بندر مذکور کہ زیادہ بریک کرد و روپیہ  
بود ضبط نمود۔ ملاعبدالحی پسر متوفی بطریق استغاثہ بجنہ و رسید و پانزدہ لکہ روپیہ  
بشرط معافی اموال نیاز امیر الامرا نوشتنہ داد۔ روزے صبح ملاعبدالحی را طلبید  
اموال باینجا معاف کرد و بہ عطای خلعت نواختہ رخصت وطن فرمود و گفت امشب  
مرا بر سر مال این مرد بانفس خود مجادلہ شد۔ آخر بر نفس طامع غالب آمد۔



وقتیکه امیرالامرا از دکن بآباد الحلافه معاودت نمود- میخواست که امین الدوله  
 و قاضی خوان حضور پادشاهی را بنابر تقصیری که از امین الدوله در غیبت امیرالامرا  
 صادر شده بود معائب سازد- روزی که امین الدوله بملازمیت امیرالامرا رسید  
 و از در آمد میرعبد الجلیل بگرمی حاضر بود میرعزض لواب رسانید که رسول الله  
 صلی الله علیه و سلم در حق انصار و ذریت انصار دعا کرده و در مراعات ایشان وصیتها  
 نموده و فرموده **يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ كُنُوا لِلْأَنْصَارِ خَيْرًا** یعنی در گذرید از گنهگار ایشان نوا  
 از اولاد رسول اند سلی الله علیه و آله و سلم و امین الدوله از اولاد انصار نسی الله  
 عنهم با قتراء جد بزرگوار تقصیر مشاغل علیه عفو شود- امیرالامرا فی الفور از حالت  
 غضب فرو آمد و امین الدوله را مشمول مهربانیها ساخت

میرعبد الجلیل در آن وقت با امین الدوله آشنا نبود و نامی دانست که  
 از اولاد انصار است چون میر طریقه محدثین داشت و همواره در مراعات سنن  
 نبوی می کوشید شفاعت انصار بر خود لازم دید-

امیرالامرا خوش زمین بود و شعر خوب می فحید- و در فن تار و تارخ دانی متفرد  
 می زیست و از باب کمال را فراوان دوست می داشت و بعد نماز صبح اذن بود که  
 صاحب کمالان در آیند و تا یکپاس روز باینها صحبت می داشت و تاکید بود که  
 در آن وقت دیوانیان و متصدیان حاضر نشوند-

میرعبد الجلیل مرحوم تعریف خوش فهمی امیرالامرا بسیار می کرد و در مرثیه  
 امیرالامرا قصیده غزلی نظم آورده و از فرط محبتی که با امیرالامرا داشت بکمال و  
 سوزنکی حرف زده قصیده این است

آثار کربلاست عیان از جبین همد      ز دوش خون آل نبی از زمین همد  
 شد تا تم حسین علی تازه در جهان      سادات گشته اند مصیبت نشین همد

نیلی است زین معامله پیراهن عرب  
 گیتی چرا سیاه نه گردد ز دود غم  
 هندیان چنین مصیبت عظمی ندیده است  
 از دماغ دل زدند چراغان اشک جوش  
 ماهی در آب می طپد و مرغ در هوا  
 فرزند مصطفی اخلف الصدق ترضی  
 رستم نشان حسین علی خان شهید شد  
 آن صفدری که از قلم تیغ بارها  
 تیغش بر دوز معرکه خشم تیره بخت  
 دریافته که بود ز ابر عنائیش  
 از بهر هر فلک زده عالیجناب او  
 منقاد او شدند اژان سرکشان دهر  
 هندیان شاد و شادش تن بے روح گشته است  
 عالم چو قیر در نظر خلق شد سیاه  
 گردون را خزان همه تن اشک گشته است  
 دل چاک چاک گشت جگر دماغ داغ شد  
 اَسْدَرَجَعَ الْمَلَائِكُ وَاسْتَعْبَرَ الْفَلَکُ  
 از دست ابر بلجم ثانی شهید شد  
 تا که بلا و تا نجف و تا مدینه رفت  
 ای دوستانِ آلِ محبانِ اهل بیت  
 تا حق اهل بیت رسالت ادا شود

دوزخون گریه سمرخ شد است آستین بپند  
 خاموش شد چراغ نشاط آفرین بپند  
 دیدیم داستانِ شهور و سنین بپند  
 این است نوبهار گل آتشین بپند  
 از شیونِ عظیم امیر مهین بپند  
 کز روی فخر بود بد آتش یمن بپند  
 از خنجر سکه که بود نهان در کمین بپند  
 تحریر کرده نسخه فتح مبین بپند  
 چون برق می شکافت صفایین بپند  
 شادابی بهار بهشت برین بپند  
 در ترکمانه حادثه حصن حصین بپند  
 کز دایع ضبط کرد نشان بر سرین بپند  
 یعنی که بود او نفس و اسپین بپند  
 اُمّتات از خاتم دهر آن نگین بپند  
 در اعتناء مانم رکن رکین بپند  
 زین غم گشت زهر از و انگین بپند  
 فِي هَذِهِ الْمَصِيبَةِ سُحُتَالِدِينَ هِنْدِ  
 گوئی ز کوفه است گل ماتمین بپند  
 سیلاب خون دیده و آه و این بپند  
 غمگین شوید بهر حسین حنین بپند  
 بر رنم این جماعه منصوبه بین بپند

از کلب من بمرتبه سید شهید  
 این چند بیت ریخت چو در شین هندی  
 رضوان حق چو سبزه قرین شریح او  
 ناهست حسن سبزه بگیتی قرین هندی  
 سال شهادتش قلم و اسطی نوشت  
 قتل حسین که دیزید بعین هندی

## (۸۴) آصف - نواب نظام الملک آصفیاه طاب ثراه

جله مادری او سعد الله خان وزیر اعظم صا سقران شاه جهان پادشاه است و  
 به پدری او عابد خان که پدرش عالم شیخ از عطاء اکابر سمرقند و از احفاد شیخ  
 شهاب الدین سهروردی بود -

عابد خان در عهد شاه جهانی وارد هندوستان گردید و بدولت روشناسی پادشاه  
 و خدمت گزینی شاهزاده اورنگ زیب شرف اندوز گشت - و چون سلطان اوزنگز  
 را با برادران محاربه پیش آمد درین معرکه ملزم رکاب بود - و بعد از سریر آرائی  
 بمنصب چهار هزاره ای اختصاص یافت و در سال چهارم جلوسی بخدمت صدارت  
 کل و بعد از آن بمنصب پنج هزاره ای و خطاب تللیج خان افتخار اندوخت و بعد عزل  
 صدارت شانزدهم جمادی الآخره سنه ثنتین و تسعین و الف (۱۰۹۲) کرت ثانی میت  
 به خلعت صدارت آراست و در محاصره قلعه کلکنده حیدر آباد بست و چهارم بیع الاول  
 سنه ثمان و تسعین و الف (۱۰۹۸) بزخم گوله توب نقد جان نثار گرد -

میر شهاب الدین خلف عابد خان بمراتب علیا صعود نمود و بمنصب هفت  
 هزاره ای هفت هزاره سوار و خطاب غازی الدین خان بها در فیر و جنگ بلند آواز  
 گشت و در فتح بیجا پور از بس ترددات نمایان بظهور رسانید - بضم فقیر "فرزند  
 ارجمند" بر القاب سابق نوازش نازده یافت - و در عهد شاه عالم بصوبه داری گجرات

مامور گشت - و در ایام حکومت گجرات سده آشتین و عشوین و مائة و الف (۱۱۲۲) به نام  
باقی شتافت

نواب نظام الملک آصف جاه خلف نواب نازی الدین خان نام اصلی او میر  
قمر الدین است - و سال میلاد او سده آشتین و ثمانین و الف (۱۰۸۲)  
در ریگان شیب مطرح انظار خلد مکان بود و بمنصب چهار هزارری و خطاب  
چین قلیچ خان سرافراز - و در تسخیر قلعه و انکیکه مصدر ترددات نمایان گردیده باشت  
هزارری بمنصب پنج هزارری عروج نمود - و بعد رحلت خلد مکان در تنایزاع شاهزادگان  
سر رشته احتیاط بدست آورده ملتزم هیچ طرف نه گردید

و چون شاه عالم سر بر سلطنت آراست بخطاب خان دوران بهما در دصوبه  
داری او دهم با فوج داری لکهنو که در آن وقت نوجوار آنجا از حضور مقرر شد  
منناز گردید - علامه مرحوم میر عبد الجلیل یگمراهی تاریخ خطاب او چنین "خاندوران  
بهادر" یافت -

نواب نظام الملک به کمتر فرصت بنا بر گری بازار امراء جدید و کساد امرام  
قدیم از نو گری استغفا کرده به دار الخلافه شاه جهان آبا و آمد و لباس درویشانه  
پوشیده خانه نشین گشت

بعد رحلت شاه عالم چون نوبت سلطنت چند روزه به محمد معز الدین رسید  
به عنایت اصل منصب و خطاب سابق نواخت یقراء به قید هندوستان بر نواب  
نظام الملک طعن می زدند که از خرقه درویشی برآمده به لباس دنیا در آمد بطریق  
این جماعت در یوزه گری ست ازان وقت بانواب نظام الملک سوال نه کردند  
غیرت این طائفه هم تماشا باید کرد -

القصه چون محمد فرخ سیر بر تخت خلافت برآمد بخطاب نظام الملک بهادر

فتح جنگ و منصب هفت هزاری مهابی ساخت و بنظم دکن مامور فرمود.

و چون ایالت دکن به امیرالامرا سید حسین علی خان قرار گرفت و نواب  
پایه سر به خلافت شتافت حکومت مرا و آباد و تفویض یافت.

و چون امیرالامرا از دکن به دارالخلافه معاودت نمود و محمد فرخ سیر را  
عزل کرده پادشاه نواب به تخت نشاند حکومت مالوا به نظام الملک مقرر ساخت  
نواب نظام الملک به مالوا آمد و بوی نفاق از امراء پای تخت استشمام نموده  
دو سال دوم محمدشاهی مطابق سنه الثمین و ثلاثین و مائه و الف (۱۱۳۲) متوجه  
دکن گردید.

و غره رجب بمحور دریای زبدانموده قلعه آسیر را از طالب خان دشر برهان  
پور را از محمد نور خان برهان پوری به صلح به دست آورد. امیرالامرا الشکر جبار  
به سرداری سید دلاور خان به تعاقب فرستاد. نواب به طریق رجیع القهقری بمقابله  
شتافت. در موضع حسن پور سرکار بهندیه سیزدهم شعبان سال یک و کورتلای فریقین دست  
داد. سید دلاور خان بقتل رسید. و نواب قرین فتح و نصرت به دارالسردور برانپور  
عوار فرمود. و هنوز زخم جراحت رسیدگان التیام نیافته بود که سید عالم علی خان  
برادرزاده امیرالامرا نائب دکن بتدارک کمر بست. و از حجه بنیاد اورنگ آباد  
جوریز جانب برهان پور شتافت و ششم شوال سال مسطور در نواحی بالا پور  
از توابع صوبه برار جنگی صعب روداد. سید عالم علی خان از فرط تهوری پاسے  
جلادت افشرد خون خود را بے محابا بر تخت و نواب مظفر و منصور داخل اورنگ  
آباد گردید.

امیرالامرا به استماع این خبر قطب الملک برادر کلان خود را بضبط و  
بطهندوستان از اکبر آباد جانب دار الخلافه مرخص ساخت. و خود با پادشاه تمام

دکن گردید- چون قلم تقدیر بزوال دولت سادات باره رفته بود اعتماد الدوله محمد امین خان شخصه را مقرر کرد تا امیر الامرار در عین سواری پانکی به خنجر دغا کشت و این حادثه ششم ذی الحجه سال مذکور در منزل توره واقع شد قطب الملک بوصول این خبر وحشت افزاییکه از شاهزاده را از قلعه دار الخلافه بر آورده به سلطنت برداشت و فوجی فراهم آورده به مقابلہ شتافت - و بعد محاربه دستگیر گردید -

چون نواب نظام الملک به نظم ممالک دکن اشتغال داشت وزارت بر محمد امین خان قرار گرفت -

محمد امین خان پسر خواجه بهاء الدین است که برادر نواب عابد خان مذکور و قاضی بلده سمرقند بود - محمد امین خان از عهد محمد فرخ سیزدهمین گزی دوم باستقلال داشت - و بطوریکه تحریک بر یافت بیایه وزارت اعلی مرتقی گشت اما بعد وزارت اجل فرصت نه داد - و در ایام معدود درگزشت -

نواب نظام الملک خود را از دکن به دار الخلافه رسانیده خلعت وزارت پوشید و خواست که قواعد خل مکان را که متروک شده بود بتازگی رواج دهد اما خلیع العذار این را نخل مقاصد خود پنداشته مزاج پادشاه را از نواب نوسعه منحرف ساختند

در همان ایام مطابق سنه خمس و ثلثین و مائة و الف (۱۱۳۵) آشکار بغی از ناصیه حال حمید قلی خان ناظم گجرات هوید آگشت نواب بهادریب او مقرر گردید و به این تقریب امر او را از حضور بر آوردند - چون نواب بمنزل جهابوہ قریب گجرات رسید حمید قلی خان که بارادۀ جنگ مسافته طے کرده بود تا مقاومت در خود ندیده خود را دیوانه قرار داد -

نواب به دار الخلافه عطف عنان نمود و در جلدوی این خدمت صوبه داری

و گجرات نصیر حکومت دکن و وزارت مقرر گردید اما از اتفاق امر اخبار خاطر را افزودنی گرفت و در سده ست و ثلثین و مائة و الف (۱۱۳۶) حکومت تمام ممالک دکن از تغیر نواب مبارز خان که از سالها ناظم حیدر آباد بود مفوض گشت - و ملال پنهانی بر وجه اعلان رسید - نواب مخالفت هوای دارا خلفه با مزاج خود و موافقت هوا مراد آباد که پیشتر حکومت آنجا پرداخته بود بهانه ساخته از پادشاه رخصت مراد آباد گرفت - و چند منزل طے کرده جلوعزم جانب دکن صرف ساخت و پاشنه کوب خود را به دکن رسانید - مبارز خان به مقابله پیش آمد و رسوا و شکر کھیر شصت کرده از اورنگ آباد فریقین بهم رسیدند - بیست و سیوم محرم سده سبع و ثلثین و مائة و الف (۱۱۳۷) جنگ عظیم واقع شد - مبارز خان قتل رسید - و ممالک بمحور بنواب مسلم گشت -

بعد ازین پادشاه به استمالت نواب کوشید - و همیشه با رسال فرامین عنایت و بذل انعامات مخصوص می ساخت - و درین ایام نواب بخطاب آصف جاه بلند آوازه گردید - و در سده خمسین و مائة و الف (۱۱۵۰) پادشاه بمبالغه تمام نواب را طلب حضور نمود - نواب خلف الصدق خود نواب نظام الدوله ناصر جنگ بهاد را نائب دکن مقرر ساخته خود به دارا خلفه شناخت و شرف ملازمت پادشاه دریافت - فضل علی خان تارنخ قدوم چنین در سلک کشید -

صد شکر که ذات دین پناهی آمد      رونق ده ملک پادشاهی آمد  
تارنخ رسیدنش بگوشم لطف      گفت آیت رحمت الهی آمد  
نواب هزار روپیه نقد و اسب با ساز نقره در وجه صلح عنایت نمود

و بعد دو ماه از وصول دلی پادشاه نواب را براسے تنبیه مرهنة دکن رخصت فرمود - نواب چون به اکبر آباد رسید - از بغض و جود شارح متعارف جنوبی گذشت

سمت شرقی روان گردید. و بر سر اتاوه و مکن پور مردنوده زیر کاپلی دریای  
جهن را عبور فرمود. و از انجا رو به جنوب کرد. و بملک مالوا درآمد

فقیر در همین ایام عازم حرمین شریفین زادبوم الله گرامه شده سیوم رجب  
سال مذکور از بلگرام برآمد و از قنوج راه اکبر آباد گرفت. بموکب نواب از قرب  
قنوج متوجه کاپلی شد اما سر نهفت نواب به آن سمت معلوم نبود. بعد از آن که  
فقیر سه منزل طی کرد و خبر رسید که نواب از دریای جهن گذشته رو به دکن آورده و مجرد  
وصول این خبر آبساط عجبه دست داد که از غیب بدرقه راه بهم رسید. و طریق  
اکبر آباد گذاشته عنان بجانب کاپلی منعطف ساختم و نهم رجب بیست و نهم  
کاپلی وصول بموکب آصفجاهی اتفاق افتاد

نواب بعد طی منازل بشهر بھوپال از توابع صوبه مالوا رسید و قنوج مرتبه  
از دکن استقبال کرد. در ماه رمضان سال مسطور جنگهای صعب در سواد بھوپال  
واقع شد. چون آمد آمد نادر شاه گرم بود. نواب مصالحه را صلاح وقت دیده  
به دار الخلافه رجعت نمود.

چون نادر شاه استیلا یافت و گذشت آنچه گذشت نواب را نسبت به  
سائر امرا و افرادان رعایت و مدارامی کرد. چون امیر الامرا خان دوران در  
جنگ نادر شاه جافشانی نمود پیش از استیلاء نادر شاه منصب امیر الامرائی  
ضمیمه مراتب دیگر به نواب مقرر گشت و بعد رفتن نادر شاه بحال ماند.

در سنه ثلث و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۳) نواب از پادشاه رخصت  
و دکن گرفت. و قطع مسافت نموده پرتو قدم بر سواد برهان پور افکنده مغویان  
نیای نظام الدوله ناصر جنگ را برین آوردند که سبب راه باید شده اکثر سرداران  
و افواج دکن نخست عهد اتفاق بستند آخر به نظر ننگ خوارگی نواب آصف جا



در اقدام حرب تقاعد نمودند - نواب نظام الدوله رنگ نوج مشاهده کرده در روضه  
 شاه بریان الدین غریب گوشه عزلت گرفت - چون رایات آصفجاه بعد بنظیم و  
 تنسيق ملک و نصب حکام جدید او اهل موسم برشکال قریب به اورنگ آباد رسید  
 نواب نظام الدوله به اندیشه آنکه مبارز اویشی رود در اروضه بقلعه مله میر رفت  
 نواب آصفجاه موافق قاعده مستمر در موسم برشکال افواج را با و طان در چراگاه  
 رخصت فرمود - و جریده در اورنگ آباد نشست - چون شیطان بعین راه زن  
 بنی آدم است تا بحدیکه نتائج انبیا را بنور تسویات از راه می برد - و بمعارضه  
 قَاتِلِ اَنْتَ لَیْ خِ صَلَواتِ الْقَدِیْمِ گستاخی سازد - نواب نظام الدوله بتحریک  
 برافه طلبان اراده اورنگ آباد مستم ساخت - و قریب هفت هزار سوار فراهم  
 آورده بایلغار قریب اورنگ آباد رسید - نواب آصفجاه با هزار مردم که حاضر بودند  
 و توغخانه در سواد شهر جانب عیدگاه بمداغه قیام نمود - بیستم جمادی الاولی سنه  
 اربع و خمسین و مائة و الف (۱۱۵۲) وقت شام جنگ قائم شد از کثرت توغخانه  
 آصف جاهی و ظلمت شام و تنگی وقت - فوج طرف ثانی از هم پاشید نواب نظام الدوله  
 فیل را تاخته با محدودی خود را قریب فیل نواب آصفجاه رسانید - و زخمی شده در  
 دست پدر و الا گهر افتاد -

نواب آصفجاه در سنه ست و خمسین و مائة و الف (۱۱۵۳) که عزم به تسخیر ملک  
 کرمانک بر بست - و بعد وصول آن دیار اول قلعه ترچیا پل را که در دست مرهته  
 بود محاصره کرده مفتوح ساخت - و بعد از آن ملک ارکات را از قوم نوایت که  
 از مدتی آن الکرار در تصرف داشتند انتراع نمود و حکومت آنجا به انور الدین خان  
 شهماست جنگ گوپاموی از جانب خود مقرر فرموده در سنه سبع و خمسین و مائة و الف  
 (۱۱۵۴) به نجسته بنیاد مراجعت کرد

و در تسع و خمسين دماۃ و الف (۱۱۵۹) قلعه بالکنده از توابع حیدر آباد که  
در دست بعض امراء دکنی بود بعد محاصره در فرصت کمی مفتوح ساخت  
و در سنه احدی و شتین دماۃ و الف (۱۱۶۱) خبر آمد آمد احمد خان ابدالی از  
جانب کابل به شاهیجهان آباد گرم شد۔ نواب به اقتضائ مصلحت ملکی از اورنگ آباد  
بسمت برهان پور نهضت فرمود۔ فقیر بہ تکلیف نواب نظام الدولہ حاضرین سفر  
بود در برهان پور خبر رسید کہ احمد شاه ظفر یافت و احمد خان ابدالی شکست خورده راه  
کابل گرفت۔

نواب آصفجہ را درین ایام مرضی شدید عارض شد۔ بہمان حالت بیت و مقبر  
جمادی الاولی خیمہ جانب اورنگ آباد بر آورد۔ و از استیلاء مرض در سواد شہر  
برہان پور زیر خیمہ وقفہ کرد و بیماری روز بروز قوت مے گرفت تا آنکہ چہارم جمادی  
الآخرہ وقت عصر سنہ احدی و شتین دماۃ و الف (۱۱۶۱) رایت بملک جاودانی  
برافراخت۔

وقت برداشتن نعش غریبی از خلق برخاست کہ زمین و زمان در لرزہ در  
آمد۔ امراء عظام جنازہ اش را دوش بدوش بہ میدانے رسانیدند۔ و نماز ادا کرد  
بہ روضہ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ روانہ ساختند۔ و پایان مرقد  
شیخ مائل قبلہ بخاک سپردند "متوجہ بہشت" تاریخ رحلت اوست کہ را تم الحروف یافتہ  
برو اتقان اسرار سلف ہوید است کہ در طبقہ سلاطین تیموریہ و طبقات پیشین  
امیر مے بہ این اقتدار چشم روزگار کم مشاہدہ کرد۔ قریب شتی سال بایات ممالک  
و کن پرداخت و قلمروسے کہ زیر فرمان چندین سلاطین ذوی الاقدار بودند نما در  
تصرف داشت و فوقاتے کہ کارنامہ روزگار باشد بجلوہ آورد۔  
و مستحقین را بہ خیرات و مبرات فراوان نواخت۔ از دفتر صدارت تحقیق نموده

شد که سه لکه روپیہ بدستخط او سوا کے انعامات بادشاہی درصوبجات دکن بطریق یومیہ  
و در ماهہ بہ ارباب استحقاق می رسید۔ و سوامی این قریب یک لکه روپیہ بمردم حج  
رو و غیر ہم رعایت می فرمود۔

سادات و علماء مشائخ دیار عرب و ماوراءالنہر و خراسان و عراق عجم و  
ہندوستان آوازہٴ قدردانی استماع یافتہ رو بہ دکن آوردند۔ و در خور قسمت  
خطے از احسان عام اندوختند۔

فقیر بابا نواب آصفجاہ صاحبنامی مستوفی دست دارد۔ در صحبت اول اتفاقاً  
ہندوئے بہ ارادۂ اسلام حاضر شد و شرف اسلام دریافت۔ عرض بیگی بعرض رشتا  
کہ اُمیدوار نام است۔ فرمود نامی باید گذاشت کہ مشعر دین اسلام باشد فقیر گفتم  
مثلاً دین محمد۔ فرمود دیروز ہندوئے مسلمان شد نام او دین محمد گذاشتہ شد گفتم دین محمد  
بہر قدر زیادہ شود بہتر اللہم انصر من نصر دین محمد بسیار منبسط گشت  
و ہمین نام مقرر نمود

نواب طبع موزونے داشت و دیوانے ضخیم از نتائج طبعش فراہم آمدہ۔ و قتی کہ  
بتقریب وزارت از دکن بہ شاہجہان آباد و تشریف آورد۔ فقیر در شاہجہان آباد  
بودم۔ نہادہ طبع خود کہ سہ

کی سوی چین میرود آن دستِ حنائی امروز کہ آئینہ گلزار بدست است  
برای انہام غزل و در مجمع شعر انداخت۔ نواب امین الدولہ و قائل خوانِ حضور  
معلی۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل را تکلیف کرد۔ میر قصیدہ درین زمین طرح کرد کہ  
مطلعش این است سہ

تا حسن ترا مشعلِ انوار بدست است      مہ را ہمیشہ شب کا سہ گداوار بدست است  
نواب امین الدولہ قصیدہ را بہ نواب آصف جاہ رسانید۔ محفوظ شد و تکلیف

ملاقات فرمود میرقصیده دیگر در مدح نواب آصف جاه پر داخه شبیه بموافقت نواب  
 امین الدوله نزد نواب آصف جاه رفت - نواب اعزاز و اکرام فراوان بعمل آورد  
 و برابر خود بنیفاصله جاداد - و چون نسخه قصیده از نظر گذشت شمع را نزدیک طلبیده  
 اشاره بانشا و قصیده کرد - هر یک بیت را بفهم در آورده بتوجه تمام اصفا نمود و جواب  
 تحسین افشاند - بعد استماع قصیده صلۀ نقد و خلعت و اسپ تکلیف فرمود - علامه  
 مرحوم موافق ضابطه قدیم خود نپذیرفتند - قصیده این است -

بهار آمد و اگر دینچه بسند قبا	گره ز خاطر بلبل کشود فیض صبا
ز بسکه سنبه و گل در چین هجوم آورد	نسیم کرد بصد خیله جای خود را و
گرفت قهوه بکف در پیاله یا قوت	برای شاید نور روز لاله حمرا
به بین به لاله و تخریک غنچه در هر برگ	چو طوطی که ز منقار وا کند پر را
شکج طره سنبل کند صید نظر	نگاه دیده ز گس فسون هوش ربا
دمیدنغمه ز منقار بلبل خوشگو	چو گلبنه که از لبش گفد گل رعنا
فرود حسن چین از سحاب گوهر بار	چنانچه شان وزارت ز عمده الوزا
نظام ملت و ملک افتخار اهل کرم	قوام دین و دول آفتاب مجد و علا
بود بحسن وزارت به از نظام الملک	که نقش ثانی بهتر کشد نگار آرا
مشابه کف از مخرج چون تواند شد	که نقص جز بود مدح را بقفا
حباب نیست که بحر از تشبیه کف او	کلاه فخر بیند اخت از خوشی بهوا
رسن ز مونج زده بر میان بکف کشتی	کز سوال کند چون قلندر دریا
ز بیم کثرت جودش محیط ناله کند	گواه اوست برین بیم رعشه اعضا
گرفت خضر یمنی خرد ز دانش او	چنانکه خلق ز جودش اصابع یسری
رسیده است بجای تقدس ذاتش	که چون ملک بود از جنس انس مستثنی

چو اوندیده امیری مذهب الاخلاق  
 مثال روح مصور بود بپاکی ذات  
 چکدر سنبل و گل شیشه شیشه عنبر و عطر  
 صفای آینه راس او بود چندان  
 کرم زدست گهر بار او بود مکنون  
 تعجب است ز شمشیر آتش افروزی  
 گره گره نبود زره عدو شکنش  
 که نبرد بود همچو ابر صاعقه بار  
 هزار شکر کرد مسند وزارت یافت  
 بر جمشطن طرب چید بزم رنگینی  
 ترانه سنخ ز فرخود ساخت چو گلانی  
 سپهر شد همه تن دیده تما شائی  
 بتو قوت تو توک دن چو چوک قوشوق چقد  
 قوشوق نیم دن آچیلدی کوپ کوکل پنه و  
 محیط مدحیت اورا کرانه پیدانست  
 شعار من نبود شعر بس کنم زین حرف  
 اَقُولُ وَقَفَكَ اللَّهُ دَائِمًا بِالْخَيْرِ  
 اَدَامَ قَدْرَكَ فِي الْجَاهِ مَا سَمَّاكَ لَا فَارَكَ  
 فَانْتَ خَيْرٌ لِّجَاهِلٍ مِنْ سَمَاءِ اللَّهِ هَرِ  
 قَدْ اسْتَجَابَ دُعَائِي إِلَهًا مُتَعَالٍ  
 ز فضل گر گزوم تیغ و نیزه می گیرم

بعینک مه وهران سپهر شپت دو تا  
 نشان عقل مجسم بود به نعم و ذکا  
 چو گرم جوشی خلقتش شود چمن پیرا  
 کمی نماید از او آنچه رو دهد فردا  
 ظفر به تیغ چمن کار او بود شیدا  
 که جائی تیغ کف است و کف است بحر عطا  
 که بند گشته در و جا بجا دل اعدا  
 کمان چو قوس قزح تیر چون شهاب  
 بهمان که یافت تن عاذر از دم عیسی  
 که از تصویر آن نامه گشت شاخ جنا  
 ز بود گوی دل سامعان کسین ادا  
 پیچ نظاره این محفل نشاط افزا  
 تو تو کپی تو بود تو توک بولدی نیشکر موند  
 قیور قبتغ بوسون بلند قلدی نوا  
 بزورق قلمی چون توان نمود شنا  
 که اهل فضل و خوب است ز اهل فضل دعا  
 لَا يَنْظُرُ أَمْوِرَ الْأَنْامِ فِي الدُّنْيَا  
 وَ شَدَّ أَمْرَكَ بِالْعَزِيزِ مَا سَمَّاكَ هَرِ  
 وَأَنْتَ خَيْرٌ لِّصَيرٍ لِّزُمَرَةٍ الضُّعَفَا  
 مَرْسِلٍ عَرَبِيٍّ وَ إِلَهٍ الْعَجَبَا  
 که بر جلالت من شاهدان دین دو گوا

روز معرکه فسیل نمایم این دعوی	ز ذوالفقار چو برهان قاطعی دارم
وزیر کشور بند آصف دوام البقا	قلم نوشت برای وزارتش تاریخ
دو گونه جوهر تاریخ از و شود پیدا	هنر او یکصد و سی و چهار قصه نشاط
حکلی و نزارتک مسالک الربیع لکنا	نظمک فی العری فی الفصیح تاریخا
رجه جکت مون اجل باس یہ وزیر سدا	اسیس دے کے کہی ہندی مون یون سنڈ
کہ ختم کن بدعا این قصیدہ غرا	خروجائے عبد الجلیل کرد ارشاد
برنگ نرس گل چشم و گوش نوق سما	ملائک از پی آیین این دعا شہ اند
وی از وزارت و از وی وزارت علی	ہمیشہ ہر روز ہم شاد و کامران باشند

## (۸۵) آفتاب - نواب نظام الدلہ بہانا صرحنگ شہید رحمہ اللہ

امیرے بود دین پرور۔ عدالت گستر۔ غیور صاحب عزم۔ صفا آرای بزم و رزم  
 در اجرای احکام شریعت غرا جہد وانی می نمود۔ و در فریاد رسی عاجز نالان بے دست  
 پا توجہ تام می فرمود۔ در فصاحت تقریر و ادراک لطائف سخن کوس یکتائی می نواخت  
 و ہند کر سوار سخ سالفہ سلاطین اولو العزم گوش مستمعان را البریز در می ساخت  
 پایہ مشق سخن را بہ نتیجہ میرزا صائب بجائے رسانیدہ بود کہ موشگافان و قائل  
 معانی و رموز یا بان لطائف سخندان نمی توانستند را ہی بفرق تحقیق و تقلید کشود  
 از مبادی سن شعور بہ مقتضای علوم ہمت و فرط شجاعت ہو اسی تسخیر ممالک عظیمہ  
 در سر داشت۔ نواب آصف جاہ در سنہ خمسین و مائتہ و الف (۱۱۵۰) حسب الطلب  
 محمد شاہ پادشاہ بہ دار الخلافہ دہلی شتافت۔ و رتق و فتق صوبجات و کن بر سیل

۱۔ نتائج الافکار صفحہ ۵۰ مطبوعہ مدراس سنہ ۱۸۴۳ء

۲۔ آثار الامرا جلد سوم صفحہ ۸۲۸ مطبوعہ کلکتہ۔

نیابت به پسر والا که تفویض نمود۔ نواب نظام الدولہ در تنظیم و تنسيق امور مملکت امنیت  
 بود و امصار و رفاه و فلاح عامه خلایق تدابیر صائبه و مساعی جمیلہ بطور آورد۔ و  
 بہ بذل انعامات و عطای مناصب و خطابات و جاگیرات و تسخیر و شریف منتسبان  
 دولت عظمی را مورد نوازش ساخت و عنیم مرہتہ را کہ در دکن تسلط بہم رسانیدہ و  
 سہیلہ مالوارا بہ تصرف در آورده و تاحوالی و ہلی زیر و زبر ساختہ گوشمال واقعی  
 داد و عرصہ دکن را از ترکنا زخو ادث محفوظ و مصئون داشت

و چون نواب آصفجاہ از دار الخلافہ و ہلی الویہ توجہ بہ دکن برداشت مغبولان  
 نواب نظام الدولہ را بر سر مخالفت آوردند۔ و مجاہدینہ یو قورع آمد نوعی کہ۔ در  
 ترجمہ نظام الملک گذارش یافت

و در سنہ خمس و خمسين و مائتہ و الف (۱۱۵۵) نواب آصفجاہ فرزند گرامی را از  
 عتاب بر آورد و در سنہ شان و خمسين و مائتہ و الف (۱۱۵۸) در حیدر آباد اورا  
 مورد نوازش فرمود و صوبہ داری اورنگ آباد تفویض نموده رخصت آن بلکہ  
 ساخت۔

و در سنہ تسع و خمسين و مائتہ و الف (۱۱۵۹) نواب آصفجاہ از حیدر آباد  
 بہ دہلاور رسیدہ پسر را از اورنگ آباد نزد خود طلبید۔ نواب نظام الدولہ  
 خود را بحضور رسانید۔

نواب شہید ابتدا در ہمین سفر فقیر الکلیف رفاقت نمود و در اسفارے کہ  
 پیش می آید بان خود داشت و بہ اختیار مفاہرت رضانداد۔

القصد پسر و پسر بنا بر مصلحت ملکی جانب و انکسیر انحراف نمودند۔ از انجا  
 نواب آصفجاہ پسر را بطرف میسور رخصت فرمود کہ از راجہ میسور پیشکش بد  
 آورد۔ و خود بہ اورنگ آباد مراجعت نمود۔ نواب شہید بعد وصول بہ ریگت تن

کہ دارالاقامہ راجہ میسور است تحصیل پیشکش نموده خود را پیش پر  
 رسانید۔ و عنقریب پدر و پسر جانب دار السور بر مان پور فراموش  
 آصفجاہ در دار السور متوجہ دار السور شد۔ نواب ناظم الدولہ  
 و کن رازیہ و زینت بخشید۔ و از بر مان پور بصوبہ اوزنگ  
 و کن است متوجہ گشت و ایام برشکال را در آنجا بسر  
 درین اثنا احمد شاہ فرمان روای ہندوستان رسید  
 کہ بسبب نزاع و نفاق اعیان حضور منجر بفساد نظر شدہ بود۔  
 خاص نوشت

نواب ناظم الدولہ و مناسہ دکن و سہ رستم  
 در تازادہ نواب آصفجاہ در احمد اصفجاہ۔ حکومت ایدہ پور  
 پرداخت محض بہ امتثال حکم ظل الہی و اصلاح کارای پادشاہان ہندوستان  
 توجانہ فراوان عازم ہندوستان شد۔ و تادریای خریدار بلور خود را  
 درین ضمن شفقہ دستخط خاص پادشاہ نسخہ عزیمت حضرت و در  
 و بے اعتدالی ہدایت محی الدین خان نیز بمسبیل تواتر رسید لہذا  
 بہ اوزنگ آبا و نمودہ موسم برشکال درینجا گزرانید۔

درین فرصت حسین دوست خان عرف چند از رؤساء نوابت ارکان  
 بہ ہدایت محی الدین خان پیوستہ اورا بہ گرفتار کات تحریریں نمود  
 محی الدین خان رو بہ ارکات آورد و در انجا جم غفیرے از فرنگیان فرانسس  
 بندر پہلری بواسطہ چند اباج ہدایت محی الدین خان ملحق شدہ  
 بہ اتفاق بر سر افور الدین خان شہامت جنگ گویاموی کہ از وقت نواب  
 آصفجاہ ناظم ارکات بود رفتہ۔ شانزدہم شعبان سنہ اثنتین و ستین و مائت و



عرب نظام الدوله بجزر ظهور این سانحه در صد و گرد اوری افواج - و اجتماع  
 این دکن و افرونی مصلح حرب گشته با بقا دهنزار سوار جزار و توپخانه  
 یکسکه پیاده بعزم تنبیه باغیان لوای عزیمت افراخت - و تابندر پهلجری  
 گروه جریبی از نخستنه بنیاد مسافت دارد - پاشنه کوب رسیده صف آرا  
 برود گردید - بیست و ششم ربيع الآخر ثلث و ستین و مائة الف (۱۱۴۲)  
 کمال آتش خانه زرنگ سرگرم اشتغال بود آخر کار بیست و ششم ربيع  
 در هایت میدیان روی عزیمت آوردند و بهایت محی الدین خان آمدند و  
 در علم و تدبیر و شجاعت و کرم و ایت محی الدین خان را دیده نگاه داشتند  
 صاحبان را شکر بیان اورا قاطبتر از جان و مال امان بخشید و دلت را از غم و  
 اندوه نوازش بر لامل فاطمه ثنابت کردند که بقای هدایت محی الدین خان موجب  
 ریحان عوده قلعه است اورا از میان باید برداشت - نواب ترحم را کار داده هرگز  
 نفس را نمی نشد و محفوظ نگاه داشته مردم را برای تقییم لوازم خدمت تعیین جسته  
 تا اسبها و انقدر این نعمت غیر مترقب نشناختند و بهجای کل یعلیٰ شاکر کلیم  
 مسان بان بخشی بر طاق نسیان گذاشته پنهان که بدخواهی چیست بداند - و فرنگیان  
 و صف شکست فاحش هنوز صدر انوار شورش و خروش

و (نواب) بفوروت قلع ریشه نساد - توقف در آن

لکات شد - و خوبی بمداغه آن گروه باطل پزوه تعیین نمود - انبیرنگی قضا و قدر حشیم  
 زخمی فوج اسلام رسید و قلعه نصرت کده چینی که پای تخت الکه کرناک است  
 بتصرف فرانسیس رفت - نواب از کمال غیرت و حمیت دین مبین و مراعات رسم و عین

کہ دارالاقامہ راجہ میسور است تحصیل پیشکش نمودہ خود را پیش پیر بہ اورنگ آباد  
 رسانید۔ و عنقریب پیر و پسر جانب دار السور بر لان پور خرامیدند۔ نواب  
 آصفیہ در دار السور متوجہ دار السور شد و نواب نظام الدولہ سند ایالت  
 دکن رازیہ و زینت بخشید۔ و ازہ بر لان پور بصوبہ اورنگ آباد کہ مقرر غلات  
 دکن است متوجہ گشت و ایام برشکال را در انجا بسر برد۔

درین اثنا احمد شاہ فرمان رواہی ہندوستان بجمت اصلاح امور سلطنت  
 کہ بسبب نزاع و نفاق اعیان حضور منجر بفساد عظیم شدہ بود۔ شقہ طلب بہ خط  
 خاص نوشت

نواب باوصف موانع و مفاسد دکن و سواس بنی ہدایت محی الدین خان  
 دختر زادہ نواب آصفیہ کہ از عہد آصفیہ بہ حکومت راہ پکور و ادونی سے  
 پرداخت محض بہ امتثال حکم ظل الہی و اصلاح کارہای پادشاہی با فوج گران و  
 توابعانہ فراوان عازم ہندوستان شد۔ و تا دریای عربہ اجلوریز خود را رسانید  
 درین ضمن شقہ دستخط خاص پادشاہ ناسخ عربیت حضور و رود نمود و اخبار کمرشی  
 و بے اعتدالی ہدایت محی الدین خان نیز بر سبیل تو اتر رسید لہذا امر اجعت  
 بہ اورنگ آباد نمودہ موسم برشکال درینجا گزرا نید۔

درین فرصت حسین دوست خان عرف چند از رؤساء نوایت ارکات  
 بہ ہدایت محی الدین خان پیوستہ اورا بہ گرفتن ارکات تخریض نمودہ۔ ہدایت  
 محی الدین خان رد بہ ارکات آورد و در انجا جم غفیرے از فرنگیان فرانسیس ساکن  
 بندر پہلجری بوساطت چند ابانواج ہدایت محی الدین خان ملحق شدند۔ و  
 بہ اتفاق بر سر انور الدین خان شہامت جنگ گوپاموی کہ از وقت نواب  
 آصفیہ تاظم ارکات بود رفتند۔ شانزدہم شعبان سنہ اثنتین و ستین و مائت و

والف (۱۱۶۲) معرکه قتال آراسته شد بحسب تقدیر شهادت جنگ درجه شهادت یافت

نواب نظام الدوله بجزر دهور این سانحه درسد و گرد اوری افواج - و اجتماع سرداران نامی دکن و افرونی مصلح حرب گشته با بقا دینار سوار جزا رو تو بخانه بشمار و یک لکه پیاده بعزم تنبیه باغیان نوای عزیمت افراخت - و تابند پر پیچری که پانصد گروه جریبی از خجسته بنیاد مسافت دارد - پاشنه کوب رسیده صف آرا سے میدان نبرد گردید - بیست و ششم ربيع الآخر سنه ثلث و ستین و مائة والف (۱۱۶۳) تا سه پاس کامل آتش خانه فرنگ سرگرم اشتعال بود - آخر کار بیست و هفتم منه فرنگیان از رعب و هابت محمدیان رو به هزیمت آوردند و هدایت محی الدین خان زنده بگیر آمد نواب به حکم لا تتریب علیکم الیوم هدایت محی الدین خان را زنده نگاه داشت و مصاحبان و لشکریان او را قاطبه از جان و مال امان بخشید دولت خواهان هر چند در پیشگاه نواب بدلائل قاطعه ثابت کردند که بقای هدایت محی الدین خان موجب میجان ماده فتنه است او را از میان باید برداشت - نواب ترحم را کار فرمود و هرگز بقتل راضی نشد و محفوظ نگاه داشته مردم را برای تقدیم لوازم خدمت تعیین نشت - نا انصافان قدر این نعمت غیر مترقب نشناختند و بفجای کل یعلی علی شاکتیه احسان جان بخشی بر طاق نسیان گذاشته پنهان گرد خواهی چست بستند - و فرنگیان با و سف شکست فاحش هنوز مصدر انواع شورش و خیره سری گردیدند

و (نواب) بفوروت قلع ریشه فساد - توقف دران سرزمین واجب دانسته متوجه اکات شد - و خوچی بمدافعه آن گروه باطل پشروه تعیین نمود - از زیرگی تضا و قد حشیم زخمی بفوج اسلام رسید و قلعه نصرت کده چنجی که پای تحت الکه کرنا تک است بمصرف فرانسیس رفت - نواب از کمال غیرت و حمیت دین متین و مراعات رسم و آیین

ملک داری که تدارک هر امری باید فوراً ظهور رسیده غیرت افزای متمردان گردد - با و  
 شدت برشکال و مشابده طوفان نوح - و صعوبت عبور و مرور - و انقطاع رسیدن  
 خود بدولت متوجه تنبیه کفر و فجیه گشت - و یازدهم شوال سنه ثلث و شین و مائة و  
 الف (۱۱۶۳) از ارکات کوچ فرمود - و هفدهم ماه مذکور به اشاره درویشی از جمیع  
 منہیات توبه گرد و نمانفس و اسپین بر حالت توبه ماند -

از آنجا که فلک شعبه باز در بر جزو زمان نقشه تازه بر روی کار می آرد - سرداران  
 افغانه که ناساک که درین بساط ملازم رکاب بودند - با و سف شمول عنایات و انواء  
 رعایات و حقوق پرورش مطلقاً پاس نمک خواری و لی نعمت نداشته - و از قهر و  
 غضب منتقم حقیقی نمیدیشیده به طمع ملک و مال باطناً با فرنگیان بی دین متفق و یکدل  
 شدند - و جمعی از کافر نعمتان دیگر را هم ضمیمه ادبار خود ساختند - و جو اسپس خود فرستاد  
 فرنگیان را که زیر قلعه چنچی اجتماعی داشتند بقصد شیخون طلبیدند - شب هفدهم محرم  
 بحساب پنجم سنه اربع و شین و مائة و الف (۱۱۶۴) آخر شب رسیده یکایک  
 جنگ انداختند

اگر افغانه بتقویت نصاری نمی پرداختند آن جماعه که شرف و تملیل بودند قدر  
 نداشتند که رو به لشکر اسلام آرند

هر چند بعضی دولت خواهان پیش ازین به نواب رسانیدند که افغانه بر سر  
 گذرانند از کمال صفائی طینت اعتبار نه کردند که من با ایشان چه بد کرده ام تا بجای که در  
 وقت جنگ فیل را جانب افغانه راند که به اتفاق اینها فرنگیان را باید برداشت  
 همین که فیل نواب قریب فیل بهمت خان سردار افغانه رسید - نواب تواضعاً پیش از  
 مجرای او دست بسر گذاشت - از آن طرف آداب بحر اعمل نیامد - چون صبح هنوز  
 خوب ندیده بود نواب گمان کرد که مرانشناخته اند - اندکی خود را در عماری بلند ساخت

در همان فرصت همت خان و شخصی که در خواصی او نشسته بود تفنگها معاشر دادند هر  
دو تیر و تفنگ به سینه نواب رسید و کار آخر شد. افغانه سر نواب را بریده بر نوک  
نیزه کردند و سلوکے که اُمت در ماه محرم با امام الشهدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرده بودند  
نکران نواب با نواب کردند. **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** -

مردم بمشتر آفر روز سر را با تن ملحق ساختند. و تا بوقت بار وانه نجسته بنیاد نمود  
دپاین مرقد شاه بران الدین غریب نزد نواب آصفیاه زیر خاک سپردند.  
شهادت نواب قریب قلعه چنچی بناسله بیست کرده از پیلجری واقع شد. راقم  
الحروف گوید :-

نواب عدل گستر عالی جناب رفت      فرصت نادر و بیخ حوادث شتاب رفت  
در بغداد هم ماه محرم ششصد شد      تا پنج گفت نوحه گریه - آفتاب رفت  
در آن شب که آبستن صبح قیامت بود فقیر تمام شب نزد نواب حاضر بود - وقت  
دستار بستن آئینه طلبید و بدستار بستن مشغول شد و آن حال با عکس خود مکرر خطا  
کرد که امی میر احمد اخدا افاضت نام اصلی او میر احمد است - وقت سوار شدن  
با وصف آنکه وضو داشت تجرید وضو نمود و دو گانه نماز ادا کرد و سبجه گردانان و  
ادعیه خوانان بر فیمل سوار شد -

و معمول نواب بود که در محاربات از سرتاپا آهن می پوشید در آن شب مجز  
بامه یک تپی پیچ نبوشید و بهمین حالت بمرتبه علیای شهادت فائز گردید -  
حافظ محمد اسعد مکی رحمه اللہ تعالیٰ فرمود که بخاطر من گزشت که شهادت  
نظام الدوله عند اللہ چه طور باشد - روز هفتم از شهادت بعد فراغ از نماز صبح مستقبل  
قبله نشسته بودم که بخود بی دست داد - **بَيْنَ التَّوَمِّ وَالْيَقْظَةِ** مشاهده می کنم که دو شخص  
لباس عرب یکے در یکمین من است و دیگرے در یسار - شخص یمن به شخص بسیار گفت

کَيْفَ شَهَادَةُ نِظَامِ الدُّوْلَةِ اَوْ جَوَابِ وَاِذَا تَلَّ كَشْفِيْلَهُ وَ اَللّٰهُ لَعَنَ قَاتِلَهُ  
چون با فاقه آمدم شبه که در خاطر راه یافته بود رفع شد - وصحت شهادت  
بیقین پیوست - باز بخاطر گذشت که تاریخچه برای شهادت این امیر فکر باید کرد -  
خود گفتم این عبارت را حساب باید کرد شاید به تغییر و تبدیل تاریخ شود - چون حسن  
کردم عبارت بی زیادت و نقصان تاریخ برآمد -

حافظ محمد اسعد

حافظ محمد اسعد مذکور رحمه الله تعالی مولد او مکه معظمه است نزد شیخ  
تاج الدین مکی و دیگر علماء حریم شریفین تلمذ کرد و در منقولات خصوص حدیث  
فقہ بے نظیر زمانه بود - و در استقامت دین و سلوک جاده شریعت جد و جهد تمام  
داشت - فقیر را اول در طائف با او ملاقات دست داد و بعد ورود همد با هم  
صحبتها اتفاق افتاد

ذات بابرکات بود روز جنگ افاعنه که شرح آن عنقریب می آید هفدهم شهر  
ربیع الاول روز یکشنبه وقت ظهر سوار بر بع و ستین و مائت و الف (۱۱۶۴) به زخم  
چند تیر شربت شهادت چشید -

مدفن او میدان جنگ سرزمین لکریه پهلوی فاصله یک فرسخ از موضع ر  
چونتی و یک فرسخ از دره کمار کالوه که دره ایست مشهور و رنواحی گرم  
راقم الحروف گوید -

مَضَى حَبْرُنَا اَسْعَدَ الْاَتَقِيَا      اَلَا لَا يَدِيْ مِثْلُهُ وَ اَحَدُ  
لَقَدْ اَلْهَمَّ اللّٰهُ تَاْهِمُهُ      قَضَىْ خُبْرَهُ عَالِمٌ مَّا جَدُّ

نواب نظام الدوله نوبته در ارکات بشکار آهوتی که موافق ضابطه  
قراولان رام کرده بودند تشریف فرمود آهور ازیر خیمه قریب مسند آورده نشاند  
نواب با حُضْر مجلس خطاب کرد که این را شکار باید کرد با آزاد باید ساخت چون

خاطر مائل شکار بود موافق مرضی بعرض رسانیدند که شکار باید کرد آخر نواب از فقیر پرسید چه باید کرد گفتقم قتلے بیا دآمده۔ اگر حکم شود التماس کنم۔ فرمود چیست گفتقم پادشاهے قتل اسیری حکم کرد۔ ضابطہ است کہ ہر گاہ شخصی را می خواہند قتل رسانند استفسار سے کنند کہ اگر آرزوئے داشته باشی ظاہر کن۔ اگر امری ظاہر می کند بھل می آند۔ چون اسیر را پرسیدند گفت ہمین آرزو دارم کہ یک مرتبہ در مجلس سلطانی باریاب شوم میری بعرض پادشاہ رسانیدند درجہ قبول یافت۔ واسیر را در با۔ گاہ حاضر ساختند۔ و استفسار کردند کہ عرضی داری گفت بخیر۔ وقتیکہ پادشاہ از مجلس برخاست اسیر بعرض رسانید کہ گنگارو واجب القتلہ اما حق صحبتے بر پادشاہ عالم ثابت کردہ ام پادشاہ ازین حسن ادا مسرور شد و اورا امان داد حالا این آہو ہم حق صحبتے ثابت کردہ است۔ پیشتر ہر چہ مرضی مبارک باشد

نواب لب بہ تبسم شیرین کرد و آہورا ہم نام فقیر یعنی آزاد ساخت میرزا جلال اسیر حرف با مزہ می گوید

مژہ کباب آہو نمک خلاصی او اگر ازمی مروت قدے چشیدہ باشی  
شے در اورنگ آبا و نواب سادات عرب را دعوت کرد۔ و دور قہوہ در میان آمد نواب قہوہ را بسیار دوست می داشت۔ یکے از سادات مدینہ منورہ خالی ذہن بانواب گفت الْقَهْوَةُ مُحَرَّمَةٌ عِنْدَ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ نواب با فقیر خطاب کرد کہ مولانا چہ می بیند گفتقم۔ غرض مولانا این است کہ قہوہ نزد بعضے علما معظّم است و محرم از مادہ احترام است نواب ساکت شد و سید ہم فہمید۔ و بعد برخاست مجلس اداے شکر کرد کہ کلام مرا عجب توجیہ فوراً بخاطر رسانید۔

روزے در عرض راہ نیل سواری نواب و نیل سواری فقیر برابر می رفت و با ہم حرف داشتیم۔ حدیث جبل احد مذکور شد کہ هَذَا جَبَلٌ يُجَنُّنَا وَ يُجَبِّئُ فَقِيرَ

آن را نظم کردم و اخلاص نواب را با خود باقتباس حدیث شریف ادا ساختم ۛ

هُوَ نَاصِرُكُمْ سُلْطَانُ الْوَرَى      الْبَقَا فِي الْعَيْشِ الْمُخَلَّدِ سَابِقُهُ  
حَاثِرُ الْمَنَاقِبِ وَالْمَا بَشَرُ كُلِّهَا      حَبْلُ الْوَقَارِ يُحْبِنَا وَ يُحِبُّهُ

فقیر سوای این قطعه عربی که بطریق اخلاص یرزبان گذشت در باعی که در استغاث  
سفر حج نسبت به نواب آصفیہ نظم شد لب بمرح دولت مند سے نکشودہ - - - باعی  
این است ۛ

ای حامی دین محیط جود و احسان      حق داد ترا خطاب آصف شایان  
او تخت بدرگاہ سلیمان آورد      تو آل نبی را بہ در کعبہ رسان  
نواب شہید ذکا و طبع و سرعت اندیشہ بدرجہ کمال داشت - و در لمحہ غزل طولانی  
آبدار بنظم می آورد - روز سے از علوم مزاج خود حرف زد کہ ہر گاہ غزل در زمین است و فکر  
کردہ مے شود دل می خواہد کہ توانی تازہ بہم رسد - گفتیم قافیہ اجیر مشترک است اشتراک  
توانی ہیچ مضائقہ ندارد - بسیار شگافتہ شد -

دیوان ضخیمی دارد - بعد شہادت او شخصے دیوان اورا کشود سر صفحہ این مطلع  
برآمد ۛ

گر تر خواہش قتل است بیا بسم اللہ      دم شمشیر تو و گردن ما بسم اللہ  
و بیاد دارم کہ شبے غزلے مشق کرد و ہر گاہ در خانہ فکری نشست اشعار آبدار  
مسلل می تراوید - چون این بیت از طبعش سرزد وقتی کرد کہ ۛ

از پنچہ اجل نہ ہر اسیم ہیچ گاہ      ما ناف خود بہ تیغ شہادت بریدہ ایم  
این چند بیت از و در خانہ حافظ موجود بود ۛ

کدام گل بہ چین گوشہ نقاب شکست      کہ شبنم آینہ بر روی آفتاب شکست  
ای دل ز زلف یار مدد میتوان گرفت      سر زشتہ ز عمر ابد مے توان گرفت



گریخودی بمسکده فال سفر زند از چشم مست یار بلد می توان گرفت  
 ای شوخ هوائی مفلک تیرنگ را این ناوک بیداد بکار جگر می کن  
 در بجان خاطر جانان مزاج نازکی دام تو گرا ز حسن مغروری من از عشق تو مغرورم  
 گل گوشه دست از خود می لرزد قدر اوتازه نهالی است که من می دانم  
 بعد شهادت نواب نظام الدوله - افغانه و نصاری هدایت محی الدین خان  
 را سرداری برداشتند - و افغانه در جلدوی این حرکت تملاع و ملک بسیاری از  
 هدایت محی الدین خان نوشته گرفتند - هدایت محی الدین خان با افغانه پیوسته  
 رفت - و کپتان یعنی حاکم آنجا را ملاقات کرد و جمعی از سپاه نصاری همراه گرفته عازم  
 حیدر آباد شد - و بر سر راه کات عبور نموده در ملک افغانه درآمد - قضا و قدر  
 اسباب انتقام نواب نظام الدوله آماده ساخت - و در دل هدایت محی الدین خان  
 و افغانه غبار نفاق برانگیخت - روزی که در سرزمین لکسمیت پللی مخیم شد ناخوشی طفین  
 با اعلان رسید - و عائد پرخاش شد - از یک طرف هدایت محی الدین خان و  
 نصاری و از طرف دیگر افغانه مستعد شده صف آرای قتال گردیدند همت خان  
 دیگر سرداران افغانه بقتل رسیدند - و کار هدایت محی الدین خان نیز بزم ختم رسید  
 که در حدقه چشم رسید آخر شد - اعیان لشکر نواب صلابت جنگ بن آصفیاه  
 را سردار ساختند - و سر همت خان و دیگر سرداران افغانه را بر نوک نیزه کرده و  
 شاهپایه نواخته داخل خیام گردیدند -

و این سانح هفدهم ربیع الاول سنه اربع و ستین و مائه و الف (۱۱۶۴) واقع  
 شد - خون نواب شهید طرفه گیر افتاد کسانیکه با نواب شهید به دعا پیش آمدند - همه  
 به سزا رسیدند - و بعد شصت روز این همه قاتلان در آن واحد مقتول گردیدند  
 دیدی که خون ناحق پروانه شمع را چندان امان نداد که شب را سحر کند

از اتفاقات آنکه روزیکه این جنگ واقع شد یعنی هفدهم ربیع الاول فرصت دفن مقتولان نشد. هژدهم آنها را از معرکه برداشته در صحرای لقی و دق مسکن و حوش و سباع روزانه دفن ساختند و تابوت نظام الدوله در همین تاریخ هژدهم بروضة مقدسه - و بعد شام در جوار اولیاء الله مدفون گردید.

سبحان الله نواب اول قاتلان خود را زیر زمین فرستاد و بعد از آن خود در کنار زمین آسود خا عتبر و آیا اولی الا بصا

و هر جا در اثناء راه تابوت او را گزاشته اند - مردم مکانه ترتیب داده زیارت می کنند و نیازهای گزرا نند - از اینجا است که برای انتقال او تاریخ دیگر "حسن خاتمه" بر خاطر فقیر القاشد و در رشته نظم منسلک گردید که -

نواب آفتاب جهان تاب معدلت محشور با جناب حسین ابن فاطمه  
تاریخ خواستم ز برای شهادتش ارشاد کرد پیر خرد - حسن خاتمه

از جمله سرداران افغانه که با نواب شهید طریق دغا پیمودند عبد المجید خان است که جدش عبد الکریم خان میانه از عمده امراء سلاطین بیجا پور بود - و اولاد او تا حال به حکومت بنکا پور و غیره از توابع کرناٹک می پردازند - عبد المجید خان پسر خود بهلول خان را به اتالیقی نصیب یا ور خان در رکاب نواب فرستاد اما باطله پسر خود و دیگر سرداران افغانه را براه غدر دالت می کرد و منصوبه شطرنج دغا غائبان می باخت -

و همت خان که نواب را به شهادت رسانید پسر الف خان بن ابراهیم خان بن خضر خان پنی است - خضر خان مدار کار عبد الکریم میانه مذکور بود - و او دغا پنی که امیر الامرا حسین علی خان بے وفائی کرد و جنگیده گشته شد پسر خضر خان است چون ص داری دکن در عهد شاه عالم به ذوالفقار خان پسر اسد خان وزیر تفویض یافت

نیابت به داؤد خان پنی مرحمت شد۔ داؤد خان برادر خود ابراهیم خان را نیابت  
حیدر آبا و مقرر کرد۔ و چون حیدر قلی خان در اوائل عصر محمد فرخ سیردیلان دکن شد  
ابراهیم خان را به فوجداری کرنول مامور ساخت۔ از آن وقت کرنول در دست  
اولاد ابراهیم خان است۔

در جنگ انتقام همت خان و دیوان او امانت الله خان که تخم این همه  
فساد کشته اد بود و بهلول خان و نصیب یاور خان و دیگر بدخواهان از طرفین  
بیاسار رسیدند۔ و چون لشکر بر سر کرنول آمد شهر را غارت کرد و اهل و عیال همت خان  
همه به اسیری در آمدند۔ و از شامت علمی که از آن بے همت صادر شد جان و مال آبرد  
همه برباد رفت۔ حالت دنیا خود این است مال عقیقی چه خواهد بود۔ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ  
ظَلَمُوا أَيَّ مَقْلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

وحسین دوست خان عرف چندا هم به تیغ انتقام مذبح شد و سرش بنوک  
نیزه رسیده۔ تفسیر این مقال آنکه محمد علی خان پسر نور الدین خان گویا موی بعد  
شهادت پدر قلعه ترچنپلی را قائم کرد۔ چون طرّه پرچم را یات نواب نظام الدوله  
عرشه ارکات را معطر ساخت محمد علی خان آمده دولت ملازمت دریافت و بخطا  
پدر مخاطب گشت۔ و بعد شهادت نواب نظام الدوله پناه به قلعه ترچنپلی برد۔  
درین وقت ریاست ارکات به چندر اک در پهلوی نشسته بود عائد شد۔ و همان  
جماعه نصارای فرالیس که بر نواب نظام الدوله شیخون آورده بودند همراه گرفته  
بافوجی دیگر بر سر ترچنپلی رفت۔ انور الدین خان فوج خود و فرنگیان انگریز ساکن  
دیوناپتن را با خود متفق ساخته بمقابلہ برآمد۔ چندی آتش حرب شعلہ خیز بود۔ آخر  
انور الدین خان غالب آمد و چند ازنده دستگیر شد و غره شعبان سنه خمس و شتین  
له مراد ازین محمد علی خان پسر انور الدین خان است که بعد وفات پدر بخطاب پدر مخاطب گشت۔

و مات و الف (۱۱۶۵) چند ارازم بوج ساختند و سرش را بر نوک نیزه کرده تشمیر نمودند  
و همچنین سرداران فرانسس با قوم خود هزار و یکصد فرنگی سفید پوست و لایست را سوا  
فرقه کاروی زنده دستگیر شدند

و بعد شهادت نواب نظام الدوله جماعتی که شبخون آوردند - هیچ کس روی  
آسایش ندید و مال کار باین حالت کشید ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب  
أو ألقى السمع و هو شهید -

## (۸۶) نصرت - دلاور خان

نام اصلی او محمد نعیم است وطن اسلافش سیالکوت از توابع لاهور -  
میر عبد العزیز پدر دلاور خان نوکر شاهزاده دارا شکوه بود - بعد برهم  
خوردن دارا شکوه و آرایش یافتن اورنگ دارائی به خلد مکان در سلک نوکران  
خلد مکانی انحراف یافت و رفته رفته بمنصب دوهزاری و خطاب دلاور خان  
پندیرفت

میر محمد نعیم با دختر عنایت الله خان کشمیری که از امراء عالمگیری است  
از دواج یافت - و در عهد شاه عالم ب خطاب پدر مخاطب گشت -

و چون صوبه داری دکن در بدایت جلوس محمد فرخ سیر به نواب نظام الدوله  
مقرر گردید و دلاور خان در رفاقت اورخت به دیار و کن کشید -

و چون امیر الامرا سید حسین علی خان رایت حکومت دکن افرخت دلاور  
خان را فوج داری را بچور از توابع بیجا پور تفویض نمود

و بعد بزوال دولت سادات باریه و استقرار نواب نظام الملک در ممالک

دکن بانواب بسری بُرد و بمزید قربت و احترام اختصاص داشت۔

و در سنہ تسع و ثلاثین و مائتہ و الف (۱۱۳۹) بہ سرائستان بقاخر امید و بر طبق وصیت در پای قبر مرشد خود مدفون گردید۔

شاه ابراہیم

نام مرشد او شاه ابراہیم است۔ قبر شریفش درون حصار روضہ شاہ بُرلان الدین غریب قریب دیوار حصار واقع شدہ۔ محوطہ مختصرے و مسجد شریفینہ وارد۔

دلاور خان اقسام شعر خوب می گوید و مضامین مرغوب می بندد۔ دیوانش مزبست این یواقت از ان معدن استخراج می شود۔

نہ کم می دارد چیا در پرده محبوب مرا	دیدہ بیگنہ داند مہر مکتوب مرا
مژگان بہم نیاید و لدا ربی نقاب است	کی خواب میتوان کرد در خانہ آفتاب است
بی ابروی تو از نظرم نور می رود	این تیر بے کمان چہ قدر دور می رود
یہ محفلے کہ بیک درد صد دوا بخشد	چہ می شود دل مارا اگر ہما بخشد
نیست ممکن کہ بروی تو دمی خواب مرا	می زند دست بہ پہلو دل بیتاب مرا
چشم پوشیدہ توان کرد سفر	چہ قدر راہ فنا ہموار است
شیشہ ساعت بود آئینہ دنیا و دین	گرتکی آباد گردد دیگرے دیران شود
برز مینی کہ او بنا ز شمشست	خاک بر سر گر آسمان نشود
بہ عقبی رسیدیم از ترک دنیا	نشہ آنچه از دست از پشت پاشد
روز بباری نمی آید زیاران دیدہ ام	سایہ ہم در زیر پالمی شود وقت زوال

(۸۷) قبول میرزا عبد الغنی کشمیری

فاضل ممتاز بود۔ سخن سخن معنی نواز۔ شاگرد رشید میرزا داراب جوہی ہے

کشمیری است در شاہجہان آباد بسمی برد۔ و در سنہ تسع و ثلاثین و مائتہ و الف  
(۱۱۳۹) پیمانہ ہستی او بریز گردید۔ مورخی تاریخ و فاتش ازین مصراع بر آورد کہ

”گنج معنی بود کہ دافلاک در زیر زمین“

شعلہ آوازش چنین می بالد

بہر حالت کہ می بینی ز عیب سرکشی پاکم      چو لای بادہ گرد عالم آہم ہمان خاکم  
نہان کرد است حیثیاد من از راہ فسق سازی      چو تخم عشق بیچان داہہا دردانہ خالی

## (۸۸) گرامی - میرزا گرامی کشمیری

خلف و شاگرد میرزا عبد الغنی قبول کشمیری۔ رعنا طرز خوش مقالان است۔ و  
کلاہ گوشہ شکن نازک خیالان۔ در شاہجہان آباد قلندرانہ می گزرا نید۔ و بہ کند  
شراب نازہ گوئی و ما عنہا را می رسانید۔

و فاتش در سنہ ست و خمسين و مائتہ و الف (۱۱۵۶) واقع شد۔ تاریخ گوئے  
سال و فاتش درین مصراع ضبط می کند

”زندے عجبے ازین جہان رفت“

طوطی ناطقہ را چنین در گویائی می آورد

خون عشاق بران گردن سپین باشد      چون بیاضی کہ پراز معنی رنگین باشد  
ہیچو آن شمع کہ روشن می کند صد شمع را      سوختم تا در نیم او عالمے را سوختم

## (۸۹) گلشن - شیخ سعد اللہ دہلوی قدس سرہ

از فقراء شعر است۔ منشأ خیالات رنگین و مصدر اشارات دلشین۔ از وحشت  
کدہ دنیا رم۔ و در تجرد و توکل ثبات قدم داشت۔

و مرید شاہ گل متخلص بہ وحدت بن شیخ محمد سعید بن شیخ احمد مجدد سہرندی  
 بود قدس اللہ انکرامہم باین مناسبت گلشن تخلص می کرد۔

نستبش بہ زبیر بن العوام صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مے پیوند دو اسلام خان  
 کہ بہ وزارت بعض سلاطین گجرات احمد آباد رسیدہ از اجداد اوست

بعد انقراض سلاطین گجرات واستیلائی اکبر بادشاہ کی از اسلاف ادا  
 گجرات بہ دار السور برہان پور نقل کرد۔ شیخ سعد اللہ از برہان پور برآمدہ  
 رطل اقامت بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد انگلد۔ وہ ارادہ سیاحت ہم برخواست  
 و وطن اجداد یعنی احمد آباد و دیگر بلاد را سیر کردہ بہ شاہ جہان آباد برگشت

و در ہمین مہر بیست و یکم جمادی الاولی سنہ احدى و اربعین و مائتہ و الف (۱۱۴۱)  
 متوجہ روضہ رضوان شد۔

دیوان سیر ضخامت دارد و شاہد سخن را باین رعنائی بر گرسی می نشانند  
 بیختم خویش نگر سحر سامری این است      نظر بہ آئینہ کن شیشہ و پری این است  
 گشتم شید تیغ تغافل کشیدنت      جانم زد دست برد غزالان دیدنت

## (۹۰) یکتا - احمد یار خان

از نژاد قوم برلاس است۔ اسلاف او در قصبہ خوشاب از اعمال لاہور  
 توطن داشتہ اند۔ پدرش الہ یار خان بہ صوبہ داری لاہور و تہ و ملتان رسید  
 و آخر سالہا بہ فوجداری غزنین تہناعت کرد۔

احمد یار خان در او اخر عہد خلد مکان صوبہ دار تہ شد۔ یکتای امثال بود  
 و متجمع فنون فضائل۔ خطوط در نہایت جودت مے نگاشت۔ و تصویر در کمال تحفگی  
 می کشید۔ و اقشام شعر بقدرت می گفت۔

در سنه تسعه عشر و مائت و الف (۱۱۱۹) وارد بکھر شد۔ و با علامه مرحوم میر  
عبد الجلیل بلگرامی صحبت مقصدانه داشت۔ و نسخه کلام اللہ بخط نسخ از تحریر خود  
بطریق یادگار تسلیم نمود۔ و امروز موجود است۔

نگارنده اوراق وقت معاودت از سفر سندھ بہ ملتان رسیدہ استماع یافت  
کہ احمد یار خان بیست و سیوم جمادی الاولی سنه سبع و اربعین و مائت و الف  
(۱۱۲۷) در قصبہ خوشاب خلوت نشین تراب گردید۔ و بہ استدعای مہربانے  
قطعه تاریخی در سلک نظم کشیدم و یک عدد زیادہ را بحسن تعمیم بر آوردم۔

خان والا رتبہ احمد یار خان ذات او آئینہ خلق عظیم

در فنونِ فضل یکتای زمان زادہ افکار او در یتیم

کرد از معمورہ گیتی سفر ماتم او ساخت دلہا را دو نیم

چونکہ یکتا رفت۔ شد تالیخ او جای احمد یار خان بزم نعیم

ثنوی متعدد دارد مثل "گلستہ حسن" و "شہر آشوب" و غیر ذلک

وقتے محمد عاقل یکتا لاہوری با احمد یار خان مناقشہ کرد کہ یکتا تخلص از

من است۔ تخلص مرا بمن و اباید گذاشت۔ احمد یار خان گفت یکتا نشدیم بلکہ

دو تا شدیم و قرارداد کہ با ہم غزلے طرح کنیم۔ ہر کہ خوب گوید تخلص از و باشد۔ خان

مذکور مانے و مکا نے معین ساخت۔ و جمیع صاحب طبعان لاہور را فراہم آورد

و غزلی کہ طرح کردہ بود بر یاران عرض کرد و صدای آفرین و تحسین از ہر جانب

بلند شد محمد عاقل مہر سکوت بر لب زد۔ ہر چند یاران تکلیف کردند۔ غزل خود را

دون یافتہ بر زبان نیاورد۔ احمد یار خان محضی درست کرد و بہ مہر و دستخط

حضار سخن ستیخ مزین گردانید۔

لہ ای ہر گاہ از مصرع تاریخ یک عدد کم نمودہ شد تاریخ مطلوب بیرون آمد۔



آفرین لاهوری این بیت دستخط کرده

برین معنی گواهییم آفرین ما که احمد یار خان یکتا ست یکتا  
و دیگرے این مصراع ثبت نموده

”گوهر یکتا ست احمد یار خان“

این چند بیت از ان غزل طرحی است

تا خطش طرح جهانگی کاؤسی رنجیت

اشکر زنگ چو رومی بسروسی رنجیت

بامیدیکه شود جلوه گر آن سرور روان

خاک شد جبهه و در راه قد موی رنجیت

سر سر آلود نگاهی که بیادم آمد

که سر شکست شفق از قره ام طوسی رنجیت

بر در بنجره از ناله زارم تا قوس

همه تن اشک شد و در بر ناتوسی رنجیت

شع از اشک رخسار بوقلمون سوخت بزم

جای شکش همه خاکستر طوسی رنجیت

از بسکه سرایا زغم عشق تو دانم

چون کاغذ آتش زد یک شهر چراغ

چپسی از سرو سامان من عمر سیه چون کاگل

سیه بختم پریشان روزگارم خانه بردم

## (۹۱) شهرت - شیخ حسین شیرازی

از شعراء راست اندیشه - و اطباء حذاقت پیشه است - اصلش عرب بود - در ایران

نشود نمایافته - آخر سرے به هند کشید - و در سرکار محمد اعظم شاه بن خلد مکان بعنوان

طبابت نو گرفتند - و در عهد شاه عالم به اعزاز و احترام بسری بُرد

و در زمان محمد فرخ سیز خطاب حکیم الممالک سر بلندی یافت - و در عصر محمد شاه

احرام بیت الله بست و بعد از ای مناسک بدرگاه خلافت معاودت نمود - و بمنصب

چهار هزار و سرافتخار بفلک چهارم رسانید -

وفاتش در شاهیجهان آباد ماه ذی الحجه سنه تسع و اربعین و مائة و الف (۱۲۹۹)  
اتفاق افتاد - محرر سلوک گوید

بے نظیر زمانه شیخ حسین گوی معنی زر نکته سنجان بُرد  
با تنفی از برائے رحلت او سال تا بیخ گفت - شهرت مرید  
منتخب از دیوانش بنظر رسید و از اینجا تحریر درآمد

کی برای مطلب دل را منور ساختیم	ما لوجه اللہ این آئینه را پر د خاتم
نه من شهرت ننهادم و نه نام من خواهم	فلک گرو از ار دکنفس آرام بخوام
نالہ پنداشت که در سینه ما جانش است	رفت و برگشت سرا سیمه که دنیا ننگ است
ای گل سیر کوئی تو جدا از وطنم کرد	من خار تو بودم که برون از چنم کرد
صبح شوقاد فروخت روز عالم بگذرد	یکنس دم را غنیمت ان که این هم بگذرد
مرا زلفت ز دام آزاد خواهد کرد من دامن	ولی بعد از رهایی یاد خواهد کرد می دامن
مغلسی می آورد از یاد دستی حاشی	هر کجا دیدیم آخر کرد بسیار می کمی
خواب گران مردم بیدار کرد مارا	بدستی عزیزان هشیار کرد مارا
در خرابیهای دل هرگز ندارم همتی	در شکست نقد قلب خود ندارم دعتی
پس از عمری که درم هیچ قمری خدمت سر کرد	براتی دارم و بر عالم بالاست تنخواش
غیر در بزم شکستم نکند پا قائم	ز آنکه من خاصیت ریزه مینا دارم
بر یکدیگر زیادتی از بسکه می کنند	این قوم نیستند ز این زیاد کم
به قاتل هم توان بخشید خون خویش گرمی	نه کم از خنا ظالم کسی را دشگیری کن
می رسد از بسکه پیش از من بعیب کار من	دوستری دارم از خود دشمنان خویش را
قطره من گر چه گوهر شد ز سعی روزگار	کار آسان سخت شد از منت یاران مرا
اهل دولت غلط است اینکه همه بی دردند	هر که او دیدم ازین طائفه آزاری داشت

ای کمی گوئی که از صحبت گریزانی چرا  
در بساطم غرضات کردنی کم مانده است  
بغیر ظلم توقع مدار از ظالم  
که نکل شعله اگر بارمی دهب شرراست  
کدام واسطه پروانه را به شمع رساند  
برای مردم گم گشته خضر راه که رید

## (۹۲) ثنابت میر محمد افضل اله آبادی

از احفاد میر ضیاء الدین حسین مخاطب به اسلام خان هوتکی منیدونی متخلص به  
والا است که از امراء درگاه خلد مکان بود -

میر محمد افضل ثنابت آسمان والا فرتی - و سیار سپهر بلند فکرتی است - بایه  
نفیلت درسی محکم داشت - و در شعر گوئی و شعر فہمی و محاوره دانی فرس استاد ہے  
نظیر و سلم صاحب کمالان شهر دیلی نی زیست - چند گاه در آردی پادشاهی بتلاش  
نصب و جایگزین سلسله طالع جنبانید آخر پای سخی در دامن قناعت کشید و در دارالخلافت  
شاه جهان آباد منقطعانه بسرے بُرد

و دوازدهم شهر ربیع الاول سنہ خمسین و مائتہ و الف (۱۱۵۰) رخت زندگانی  
بر بست - و در شاه جهان آباد دفون گردید -

جمع اقسام شعر استادانہ می گوید خصوصاً در تمجید شانی بلند دارد - دیوانش  
حدوی انواع سخن است - در وقت تحریر - نسخہ خطی بہت اُفتاد - و بہ شقت تمام  
این ابیات حاصل شدہ

تا تماشا ی رہانت کرد حیران غنچہ را  
شارخ گل و تیتست در زیر زخندان غنچہ را  
بر دہم قطع اسباب معیشت میکند  
ہر چہ می افتد بہست تیغ قسمت میکند  
قسم مصحف گل عندلیب باغ تو ام  
بمگ شمع کہ پروانہ چراغ تو ام  
ند در قیاب پیش تو بر خود نیاز را  
چون نامقہ

صد بار گرتوانی مانند نبض جستن      صورت نمی پذیرد از دست خلق رستن  
 صیاد بی مروت شوقِ طعنه نم گشت      تا چند پاشکستن بر بال رشنه بستن  
 بخانه نه شستم بغیر خانه خویش      شدم برنگ نجین سنگ آستانه خویش  
 غنی در آتش سوزان همیشه چون تمام      عذاب می کشد از پهلوی خزانه خویش  
 شمع افروخته را کس نفروشد ثابت      داغم و گرمی بازار ندارم چه کنم  
 این تیر خاکی نگه شرمگین او      می جوید از مزار شهیدان نشان ما  
 چون ماهی تصویر که در آب بنفتد      در جلوه معشوق شود کم اثر ما  
 همچو کردی که بلند از اثر قافله شد      داد بر بار دنیا رفتن یاران ما  
 خواب دیدیم که آئینه معارض بتوشد      می کند صورت این واقعه حیران ما  
 شب نیم من خورده گل رانه بند و در کم      آبرو غافل ز فکر سیم و زر دار و مرا  
 یافتم از سلام مردم همنه      سر سری بود آشنایما  
 چشم بیمار ترا حاجت تعویذی نیست      هیکل ناخن شیر است صفِ مژگانما  
 نذر این یاران کنی گر خورده جان عزیز      خورده گیران بر نمی دارند از کار خویش  
 چون گریه نخواستیم داشت چشم از قامت سبز      بود تا در سواد گلشن هندوستان جایم  
 هست چون سحر بهم ربط عزیزان جهان      نیکی ماند ازین سلسله بر جانہ صدی  
 عکس بُرخ تو آینه را روئنے دهد      تسکین خاطرش بچ صورت کند کسی

### رباعی

در مملکتِ قدس شهنشاه حسین      بر اوج سپهر کبریا ماه حسین  
 برخاست کمر بسته پے دعوے حق      انگشت شهادت ید الله حسین

(۹۳) راج - میر محمد علی سیالکوٹی

از سادات سیالکوٹ من اعمال لاہور است مردی آزاد مشرب خوش خلق

خوش صحبت بود۔ و در شهر خود قلندرانه می گذرانید۔ و هنگامی سخنوری گرم می داشت  
 عمری درازی یافت۔ گویند در منتهای عشره خامسه بعد مائت و الف (۱۱۰۰) مرحله زندگی  
 طے کرد۔

فقیر دسہ سبج و اربعین و مائت و الف (۱۱۲۷) از سفر سندھ معاودت نمود۔  
 و عبور بر سر لاهور افتاد۔ در آن ایام عزیززی از سیالکوٹ از صحبت او آمد  
 و خبر قدم فقیر شنیده رسم زیارت بجا آورد۔ و برخی از اشعار میررہ آورد و فقیر  
 ساخت از آن جمله است

روز وصل از بیم حیران تو ام گریان گزشت	آه عید آمد پس از عمری و در باران گزشت
چسان آموخت بیرحمانہ بر فتراک سر بستن	ز طفلی آن شکار افکن نمی داند کمر بستن
اگر با حق نیازی هست حاجت نیست تعمیر	ستون و ستف در دیشان ہیں دست دعا باشد

## (۹۲) آفرین - فقیر اللہ لاهوری

در محلہ بخارای لاهور سکونت داشت۔ راقم الحروف وقتی کہ از ہند  
 جانب سندھ رفت بیست و نہم محرم سنہ ثلث و اربعین و مائت و الف (۱۱۲۳)  
 در لاهور با او برخورد۔ بسیار خوش خلق متواضع بود۔ در آن ایام قصہ ہیر  
 و رانجھا نظم می کرد پیش فقیر داستانے خواند۔ این بیت از قسمیہ بیادماندہ  
 بمریان یتیمی تمنا نورد کہ عید آمد و جامہ گلگون نکرد

و چون از بلاد سندھ عطف عنان نمود و ہفتم رجب سنہ سبج و اربعین و مائت  
 و الف (۱۱۲۷) وارد لاهور شدم و تا دوازدهم ماہ مذکور در اینجا اقامت اتفاق  
 افتاد۔ ملاقات مشال المیہ برات واقع شد۔ مسودہ اول تذکرہ ”ید بیضا“  
 تالیف فقیر کہ نقش ناتمام بود خواہ نخواہ گرفت۔ و از منظومات خود شنوی ”انبان

معرفت "بخط خودش بطریق یادگار تسلیم فقیر نمود- عنوانش این است :-

ای مُغنی به وضوے تجرید صبح شد صُبح نماز تو سید

صبح یعنی که ظهورش همه با است شش هفت بعد چو رخسید رواست

دیوان آفرین شش طلبه قصائد و غزلیات و دیگر جنس شعر بنظر در آمد- و این چند بیت فرا گرفته شده

ستم بر زیر دستان مرد سرکش را خطر دارد فلک را شیوه عاجز کنشی زیر و زبر دارد

نشہ سپاه تغافل پی صف آرائی است نقیب ناله صدائی که اشک بحرانی است

هنوز حسن تو نوشق جلوه پیرانی است هنوز اول درس کتاب رعنائی است

هنوز چشمه نوش تو بوی شیر دهد هنوز لعل لبث غافل از مسیحایی است

هنوز سرو قدرت گر چه کرد آغوش است هنوز لعل شکر خادر آستین خانی است

هنوز دامن حسنت ز صبح پاکتر است هنوز ماد تو ایمن زدایم رسوای است

نهال مهرو وفا تا چه بارے بندد بهار حسن ترا آفرین تماثانی است

بقدر تاب و طاقت مگذر از نسکین محتاجان نداری قوت دست کرم دست دعا بکشا

حسن را در اضطراب آرد شکوه عجز عشق شمع می لرزد و بخود از شونخه پروا نها

گل آفت بود در ناتوانی خود نما بودن عروج شاخ نازک در بغل دارد منزل را

دارغ دل افتادگان از غیب باشد روز شد کشف این معنی مرا از قرعه کتالها

بهست کار عاشقان بعد از فنا هم جذب است تشنگی بسیار دارد آنکه ماهی خورده است

بزدل هرزل زبردست من شود حاسد چنانکه طفل پدر را نخنده زیر کند

تجرّد حجت قاطع بود صاحب کمالے را قبا ی بیغیه بر تن می دردمرغی که کامل شد

مرد حق محکوم نادان گر شود بقیه نیست عورت مصحف ز دست انداز طفلان کم نشد

ذلت بود نتیجه آمیزش خیس + برگرد می زنند و نمده چوب می خورد

بامید محقق مے پرستم ہر مزدور را ازین ویرانہا شاید رسم روزی بمعموری

## (۹۵) روحی سید جعفر زنبیر لوری

زنبیر براء مہملہ در اول و آخر و نون و باء موحده و یای تختانی بروزان زنبیر  
فصبہ ایست پانزدہ کروہی از لکھنؤ

سلسلہ نسب سید جعفر بہ سید نعمت اللہ ولی مے پیوند۔ و سید محمود  
عالی الحرمین الشریفین کہ یکی از اجداد اوست سواد ہند را بہ پرتو قدم خود روشن  
ساخت۔ و در قصبہ جالیسر از مضافات آگرہ متوطن گردید و یکی از احفاد سید  
محمود بقربی در موضع زنبیر لور وارد شد و رحل اقامت افکند۔

سید جعفر در عشیرہ شیوخ عثمانی بلگرام کہ خدا شد۔ سیرہ پاک نژاد صوفی مشہر  
بود۔ و در توحید مذاہی عالی داشت۔ مدتہا سید العارفین میر لطف اللہ بلگرامی  
قدس سرہ را خدمت کرد و فیضہا فراہم آورد۔ اکثر از زنبیر لور بہ دار السلام بلگرام  
کہ چہا منزل است برای ادراک صحبت سید العارفین قدس سرہ مے رسید و  
غنجہای اسرار از بہشت نخل اقدس مے چید۔

و در عہد شاہ عالم بہ شاہ جہان آباد تشریف برد۔ و چندی بسیر آن مہر  
جامع پرداخت و با صاحب طبعان آنجا سیما میرزا عبد القادر بیدل رحمہ اللہ  
تعالیٰ صحبت داشت۔

در اواخر عمر سالہا در بلرہ لکھنؤ رخت بہار الامن انزو او توکل کشید۔ و غرض  
عمر ابطول مشق منہا خوش گزرا نید۔ مردم بسیار با و گرویدہ بودند و از روی اعتقاد  
صادق خدمت بجائے آوردند۔

فقیر و آن مرحوم با ہم محبت مفرط داشتیم۔ و دوام مجلس صحبت مے آراستیم

ملاقات آخرین است که در تاریخ ہر دہم ذی الحجہ سنہ ثمان و اربعین و مائتہ و الف (۱۱۲۸) عبور فقیر لکھنؤ و نزول در تکیہ ایشان اتفاق افتاد۔ آن روز در انجاء مجمع صاحب طبعان بود مثل شیخ عبدالرضا مستین اصفہانی و آقا عبدالعلی تحسین کشمیری و میرزا داؤد اکبر آبادی از آخر روز تا نیم شب صحبتی رنگین گزشت۔

سید جعفر غرہ رمضان سنہ اربع و خمسین و مائتہ و الف (۱۱۵۲) بظناثر قدس انس گرفت۔ و در زنجیر پور مدفون گردید۔ کاتب الحروف گوید

سید نکتہ سنج حق آگاہ کرد آہنگ بزم سبوح  
سال تار تار او شود پیدا وقت تکرار۔ جعفر روع

۵ ۷ ۲  
۱۱ ۵ ۲

دیوان مخقری دارد این چند بیت از انجاء بقلم می آید

سیر نزول ذات بانسان رسید و ماند	چون وحی آسمان کہ بہ قرآن رسید و ماند
گشت چشم تو ولی فتنہ قامت باقی است	نیست آرام ببردن کہ قیامت باقی است
اسیر فلسفی می دارد استغنا ہنرور را	کند گردن کشی از دانہ کم قسمت کبوتر را
از عدم بیداری دل ہست رہ آورد ما	آب چشم خفتگان چون صبح باشد کرد ما
چو ماہ نو کمند جذبہ حسن است ہر مویم	بسرخورشید غلطان آید از تحریک ابرویم
ز فیض فلسفی قیمت فزاید اہل جوہر را	لباس غیر عیانی نذریبہ لعل و گوہر را
عینکم شد و جہان پردہ یک راز نماید	سنگ گرسد رہم گشت نگہ باز نماید
صاحب دل از شکوہ حرف و صوم محرم است	چون سودا نقطہ شعر سواد اعظم است
کے رویاہ کردم از منیت سوادے	حرفم ز خود تراود چون خامہ فرنگی
شگفتہ جبہہ کدام آفتاب مے آید	کہ خندہ چون سحر از گرد کاروان پیدائند



## (۹۴) اُمید-قزلباش خان بهمانی

نام اصلی او میرزا محمد رضا است - در عنفوان جوانی از بهمان به اصفهان آمد  
 با میرزا طاهر وحید نسبت تلذ درست کرد  
 و در عهد فتحعلی میرکان به چند وستان رسید و به عطای نصیبی امتیاز پذیرفت و  
 در عهد شاه عالم بخلاب قزلباش خان سفر ازگردید - و در زمان محمد معزالدین  
 تقریب خدمت به دارالسرد برپا آورد - و در ایام ایالت امیرالامرا سید  
 حسین علی خان از خدمت که در برهان پور داشت معزول شده به نجف بنیاد  
 رسید و به داروغگی اشتغال کرنا تمک مامور گردید - و باین تقریب به ارکات رفت و بعد  
 چند روز عاقبت مبارزخان ناظم حیدر آباد اختیار کرد - و روز جنگ بامبارزخان  
 و فریود - بعد گشته شدن مبارزخان در قید نواب آصف جاه افتاد - و غر لے  
 طبع کرده بجناب نواب ارسال داشت - نواب شفقت فرمود - و به مزید عنایت و  
 بحالی با گیر مرتبه بر حراحت گذاشت - و حراست قلعه مشی مرک از توابع کرنا تمک  
 که الماس از سواحل دریای کشتا بر آورده در انجا درست می سازند - تفویض فرمود -  
 قزلباش خان بعد چندی رخصت حرمین شریفین گرفت - و بعد تحصیل زیارت  
 مراجعت نمود - نواب آصف جاه بدستور سابق مورد الطاف ساخت - و چون نواب  
 آصف جاه در سنه خمین و مائت و الف (۱۱۵۰) حضور طلب شد قزلباش خان  
 در رکاب نواب به شاهیجهان آباد رفت و در سفر بهو پال ملتزم رکاب نواب بود -  
 درین سفر فقیر با قزلباش خان مکرر برخورد اتفاق افتاد - خوش خلق و بگین  
 صحبت بود و موسیقی هندی با وصف ولایت را بودن خوب می دانست و می گفت  
 و چون نواب آصف جاه از سفر بهو پال به دارالخلافه شاهیجهان آباد

معاودت فرمود قزلباش خان همراه رفت و از آن وقت در دار الخلافه بار اقامت کشید  
 و در سنه تسع و خمسين و مائت و الف (۱۱۵۹) در انجا جهان فانی را و دارع نمودند  
 و اوراق گوید

خان سخن گستر سحر آفرین رخت سفر بست ازین خاکدان  
 سالی و فالتش دل تالان من یافتند جان دانه قزلباش خان  
 از و منقول است که روزی پیش ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر شکایتی  
 دست روزگار کردم - ذوالفقار خان در جواب گفت دنیا را بامید خورده اند گفتیم پس چه  
 نواب صاحب بی من مے خورند -

این چند بیت از دیوانش نقل افتاده

زمانه بزم جگ است یا عل مددے و گر چه وقت درنگ است یا علی مددے  
 روشن شود به پیش تو چون شمع سوز من یکشب اگر تو هم بنشین بر روز من  
 خوشا وقتی که می بالید از چنانان برو دوشم بزرگ ماه نو هر شام پری گشت آغوشم  
 گشت روگردان ز بس آبادی از ویرانه ام چون کمان حلقه بیدون شد در دین خانه  
 خدا ناکرده اند و همت چرا از دوستان باشد شنیدم کفایت داری نصیب دشمنان باشد  
 بدشمن دوست - با من سرگرائی بارها گفتم نمی خواهم چنین باشی تو می خواهی چنان  
 بسا کشاد که در بستگی شود ظاهراً کلید روزی استاد فضل گر تفضل است  
 سر گشتگی بطاعم هست بر گرد سرت چرا نگر

(۹۷) زائر - شیخ محمد فخر

خلف الصدق شیخ محمد یحیی و دختر زاده شیخ محمد افضل ال آبادی است که  
 اسرار بهمان نخست احوال این دونیر اوج کمال بر ساحت قرطاس پیر تو مے اندازد و

کتب را به لوا مع النوار بركات معموری سازد.

شیخ محمد فضل اله آباد

شیخ محمد افضل اله آبادی قدس سره سر حلقه خلفاء حضرت میر سید محمد کالپوی  
است قدس الله اسرارهما. مهر پیر ولایت و کوب دری اویج هدایت بود و فضل  
سیری و معنوی فراهم داشت لبش به سیدنا عباس عم النبی صلی الله علیه و سلم منتدی می شود  
و غیر بنی الخلفا است.

ولادت او شب دهم ربیع الاول سنه ثمان و ثلثین و الف (۱۰۳۸) دست  
در آغا ز حال بطور طلباء پورب در حصی امصار تنقل و منزل نمود و نزد قاضی  
محمد آصف که از متوطنان بعض قریات اله آباد بود و قضاء بلده مذکور داشت. و  
از شانزدان ماه عبد السلام دیوید است و مولانا نور الدین جعفر جوهری و دیگر فضلا  
عزت مند کرد. و در فضائل رسمی شانه عالی بهم رساند. و در بیت و پنج ساگی به سخاو  
ارادت میر سید محمد کالپوی قدس سره فخر گشت و اجمت برکت محمیه فراوان اندوخت  
و به اجازت و خلافت مستقیم گردید.

اصل وطن او سید پور از توابع غازی پور است به اشاره پیر در اله آباد محل  
نام است افگند. و به تئین اصحاب و تعلیم آداب مشغول گشت حق تعالی قبول خاص عام  
عطا کرد و طالبان بسیار از فروغ التفاتش چراغ دل برافروختند.

تصانیف عربی و فارسی و افراد از انجمل حل ثنوی مولانا روم بین الجمهور  
مشهور است.

روز جمعه یازدهم ذی الحجه سنه اربع و عشرين و مائه و الف (۱۱۲۴) به عالم  
علوی شتافت. مرقه منور در اله آباد وینا امر و تَبَرُّكُ بِهِ

شیخ محمد یحیی

شیخ محمد یحیی المعروف به شیخ خوب الله اله آبادی برادر زاده حشقی و داماد و  
سجاده نشین شیخ محمد افضل است قدس الله اسرارهما بحر مواج علوم شریعت و طریقت

بود۔ وجوہ سیراب در دامن در یوزہ گران کوچہ طلب ہی رخت

درین دوازده سالگی نہال استعدادش تربیت عم بزرگوار نشوونمایافت۔ و  
بحث حال کافیہ ابن حاجب حالش برگردید و تمانتہای تحصیل از خدمت شیخ استفادہ  
نمود۔ و مدتہا مدارج سلوک در نور دید۔ و بشرق کمال و تکمیل عروج فرمود و مخالفت و  
وامادی حضرت شیخ اختصاص یافت۔ و بعد از تحال شیخ با مستحق نائب مناب گشت  
و قبولی عظیم یافت و خارق عادات بسیار سرزد و کتب و رسائل کثیرہ تصنیف کرد و کتب  
مشکلات علوم ظاہر و باطن شانے بلند داشت مکتوبات ایشان در چہار جلد بر لانی است  
جلی بر علوفطرت و کمال تبحر۔

شب روشنیہ یا نودم جمادی الاولی سنہ اربع وربعین و مائتہ (۱۲۲۲)  
در جوار رحمت آسود و آیہ کریمہ "لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ  
شیخ محمد افضل قدس اللہ اسرارہما

شیخ محمد فاخر بمصداق قَعَزْتُمْ نَابِثًا لَيْسَ رَيْبٌ سَجَادَةُ ابْنِ دُرَّاجِ آسَمَانِ  
اصلین طبیین است۔ صاحب صفات رضیہ و مناقب سنیہ۔ اساس حکم مدارج علیہ  
قیاس منج ولایت کبری۔ میزان عدل نقلیات۔ برہان نقد عقلیات۔ تشریح بدرجہ  
کمال داشت و ہمیشہ ہمت بتعدیل قسطاس شریعت می گماشت۔ بسیار کشادہ دست  
شگفتہ پیشانی بود فتوح ذخیرہ نمے ساخت و یگانہ و بیگانہ را بہ احسان بیدار لغے  
نواخت اکثر اوقات در سفر گذرانید۔ و جمیع اسفار جمعی کثیر از ابناء بسبیل بہ او نمے  
پیوستند۔ شیخ از ماکولات و ملبوسات خبر ہمے گرفت۔ و مادامی کہ عامہ رقار اطعمہ  
بہم نمے رسید خود بہ اکل تنہا نمے پرداخت۔

از عنفوان شعور بخدومت والہ راجد و برادر کلان خود شیخ محمد طاہر تلمذ نمود۔ و  
کتب تحصیلی مرتب گذرانید و بر صدر استادی نشست و در سفر حجاز میمنت طراز علم

حدیث از مولانا و استاذنا شیخ محمد حیات مدنی قدس سره سند نمود. جوهر فیم و ذکای  
او از پس عالی افتاده بود و در مقدمات غامضه علمی بسرعت تمامتری رسید.

جدا شد شیخ محمد افضل ادراد صغیرین مرید ساخت و تربیت و اله شیخ محمد یحیی  
نور. مشاراً الیه در ظل پدر بزرگوار تربیت یافست و بجز و مرئوس گردید و بعد از تحال  
واله با جد جانشین گشت.

قدح و دستار لعل و اربعین و مائة و الف (۱۱۴۴) او اند فقیر بالواب مبانی الملک  
سید همدان تونی ناظم صوبه اله آباد و اردین شهر شد. و فرزندان و قبائل را از  
بلگرام دران مقام طلبید. و با اهل بیت فقیر و اهل بیت شیخ محمد افضل قدس سره آقا  
و ارتباط بر وجه کمال شد. و چون محراب اوراق در سید سید و اربعین و مائة و الف  
(۱۱۴۶) از کشور سنده مراد دوت نمود و در شهابجهان آباد خیر اقامت اهل بیت  
خود به اله آباد شنید. راست از اکبر آباد به اله آباد شناخت با اع. و کرام دلبستگی  
تمام بهم رسید و ایام اقامت آن بلده به مجالست و موانست این اکابر حفظ و انرا گذشت  
و الحال آن عهد محمی بیاد می آید و ناخن حسرتی بر دل می زند.

و عمده جهت جامع با این اعزه اخوت طریقت است که سلسله جانشین بحفرت  
سید محمد کاپوری قدس سره متصل می شود. و با شیخ محمد فاخر جهتی دیگر ضم شد که علم حدیث  
در مدینه منوره از یک استاد سند کردیم یعنی مولانا و محمد و مذاشیخ محمد حیات السندی  
المدنی قدس سره

شیخ محمد فاخر در سده تسع و اربعین بعد مائة و الف (۱۱۴۹) عازم حرمین  
شریفین شد و در سده نجسین و مائة و الف (۱۱۵۰) باین سعادت فائز گشت.

و در همین سال را اقامه الحرفه احرام بیت الله بست و سفر دریایا با بنجام رسانید  
نوزدهم محرم سده احدی و خمسین و مائة و الف (۱۱۵۱) به بندر جده نازل شد.

مشائراً الیه در جده تشریف داشت و خبر مقدم فقیر از مردم جهازی که دو روز پیش  
جهاز ما رسیده بود استماع یافته بر لب دریا چشم در راه انتظار داشت - بجزد نزد  
از کشتی بهم آغوش ملاقات شدیم طرفه سروری دست داد و کلفتهای غربت بیکبار خیز  
سفر بر بست از جده باتفاق بکمه رسیدیم و دیده نیاز بر آستان رب العزت تع  
شانه مالیدیم -

مشائراً الیه (شیخ محمد فاخر) در او اعل سنه احدی و خمسین و مائة و الف (۱۱۵۴)  
بر جهازی که راقم الحروف رفعت بود معاودت نمود و بوطن مالوف برگشت - و در سنه  
و خمسین و مائة و الف (۱۱۵۴) کرت ثانی داعیه حرمین شریفین مصمم ساخت -  
زحمت کوچ از اله آباد بر بست

و درین سفر سید غلام حسن برادر اعیانی فقیر برفاقت شیخ اراده حرمین شریف  
کرد - بعد طی مراحل داخل بندر سورت شدند و بیست و چهارم محرم سنه خمس  
و خمسین و مائة و الف (۱۱۵۵) در کشتی نشستند ناگاه در آن بحر پر شور جهازات  
مرهته و کن که از چندی بندر بسی را از دست فرزندان انتزاع نموده در دریا قطع  
طریق شعار ساخته اند نمودار شد - بیست و نهم محرم سنه خمس و خمسین و مائة و الف  
(۱۱۵۵) وقت صبح بضر تو بهای آتش حرب اشتعال گرفت - هنگام نماز عصر که  
نوبت تختهای بسیار مقابل یکدیگر سوراخ کرده به سید غلام حسن رسید - شیخ محمد  
مکتوبه به فقیر فرستاد در انجامی نویسد که :-

”میر غلام حسن چون مرغ نیم بسمل در حرکت شدند گفتم میر صاحب شما شهید شدند کلمه بخوانید  
”ما هم اگر قسمت است بشما ملحق می شویم - بهای شریف ایشان در حرکت بود - چون در  
”موجود - اندکی توقف دیدم بار بار مقید می شدم که کلمه بخوانید - اول سخن که از ایشان  
”این بود که می خوانم و به این نج می خوانم لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ ص

”علیہ وسلم گفتم بخوانید یحییٰ بن یساکرے آید۔ باز گفتند خوب شد آنچه شد رسیدند امروز  
 ”کدام روز است گفتم پنجشنبہ۔ متعجب شدند۔ غالباً بیا حدیث کہ در نفس موت روز جمعہ و شب  
 ”آن وارد شدہ در متبسم آمدند۔ والا کدام وقت متبسم بود۔ باز گفتند من نماز عصر بخواندہ ام مرا  
 ”تیم سازید۔ بہ تیم نماز عصر پشت غلطیدہ خواندند بدستور مغرب و عشا۔ تمام شب پیش  
 ”ایشان نشسته بودم کلمہ می خواندند۔ در میان حرفہا ہم می گفتند۔ یک۔ یک رفتار اطلبیدہ  
 ”استغفار کردند و کلمہ خوانان شبہ را با آخر رسانیدند۔ ہرگز اثر جزیر از ایشان ظاہر نشد۔  
 ”می گفتند ہرگز اثر در معلوم نمی شود۔ مزاجی کہ سابق داشتم دارم این چگونه زخم است  
 ”کہ اثر از شدت سکرات با این زخم جگر دوز نیست۔ وقت صبح کہ بہ نماز برخاستم ایشان  
 ”را آشنا یافتم۔ بعد از نماز دیدم انتقال روح شدہ است اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ  
 ”در عرشہ کشتی غسل دادہ و تکفین نمودہ و نماز خواندہ و ریاسپریدیم۔ با وجود آنکہ آب ساکن بود  
 ”و ہوا غیر متحرک۔ جسد ایشان چون تیر از جہاز دورتر رفت۔ تا بدن مبارک ایشان بر جہاز  
 ”بود و وجہ جہاز جانب مکہ معظمہ بود۔ بعد از ان غلیم جہاز را قابض گردیدیم و رخسہ شدن میر غلام حسن  
 ”روز پنجشنبہ و انقطاع نفس بعد جمعہ سلخ محرم سنہ خمس و خمیس و مائتہ و الف (۱۱۵۵)  
 ”انتهی المکتوب ملخصاً۔

میرزا اعنایت الدیبیگ اندجانی متخلص بہ راجی این مصراع تاریخ یافتہ

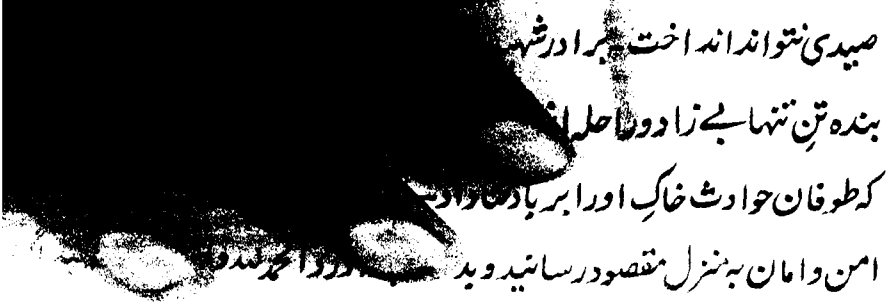
”شہید شد بہ رہ کعبہ سید ستم“

و حرکات شرارے از آتشکدہ دل بیرون مے دہد رباعی

تارِ نفسم گسستہ شورم بردند بازوی مرا شکستہ زورم بردند

دایع است دلم کہ رفت نورِ بصرم نام بگذاشتند نورم بردند

از ظہور این با شکر فخرتے دست داد و برائی العین مشاہدہ افتاد کہ بے عنت  
 ازلی کثرت اسباب کارنے نتواند ساخت۔ و بے جنبش ابروی قضا صد ہزار ناوک



صیدی نتواند انداخت برادرش

بنده تن تنها بے زاد و با حله

که طوفان حوادث خاک اورا بر باد داد

امن و امان به منزل مقصود رسانید و بد

به منزل نارسیده غرقی بچہ فنا شد اما در حقیقت

اتم در آغوش کشید بحکم و مَنْ يُخْرِجْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ شَيْئًا

ثُمَّ يَدْرَأْكَهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ

و حضرت امان الغیب قدس سره فرماید

دست از طلب ندارم تا کار من بر آید یا تن رسد بجائال با جان

و دیگر سر آید

بهر نحوی که باشد کام خود را از تو می گیرم

ازین دو صورت اول غیب باشد و ثانی نسیب شهید مرحوم و او را

حاصل گشت یعنی سرخ روی بجزه شهادت که شرف این اُتیه حاجت بشر

الفقه بعد شهادت سید غلام حسن کفار غالب آمدند و جهاز را با متاع و سیل

گرفته به بندر بسی بردند و بحال شیخ محمد فاخر این قدر ترجم کردند که سوار

جانب خود داده از بسی بسورت رسانیدند و اشیاء و اسباب ایشان را جز

کتب همه را بتصرف آوردند شیخ محمد فاخر با انتظار موسم جهاز در سورت توقف

کرزود ماه صفر سنه ست و خمین و ماته و الف (۱۱۵۶) بر جهاز عازم

جهاز به تباہی شد و به کنار بندر مخا رسید شیخ چند ماه در مخا اقامت

کرد و کشتی متوجه مکه معظمه گردید و بیست و دوم رمضان سنه ست و

خمین و ماته و الف (۱۱۵۶) بحرم امن و اصل شد و هم درین سال حج روزه که آن را در عرف



ت - و در سنه تسع و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۹) ياد باد چادر مستقر

بود - و در جمادی الاولی سال مذکور ازینده سورست در این شهر گشت

مراد از این شهر است که در این شهر سیف سلیمان است

و در این شهر در سنه تسع و مائة و الف (۱۱۵۹) ياد باد چادر مستقر

بود - و در جمادی الاولی سال مذکور ازینده سورست در این شهر گشت

مراد از این شهر است که در این شهر سیف سلیمان است

و در این شهر در سنه تسع و مائة و الف (۱۱۵۹) ياد باد چادر مستقر

بود - و در جمادی الاولی سال مذکور ازینده سورست در این شهر گشت

مراد از این شهر است که در این شهر سیف سلیمان است

از این شهر در سال در الیه آباد ماند و در ماه شوال سنه شصت و پنجاه و الف (۱۱۶۰) از

این شهر گشت که عازم به بای نخط شد که از اینجا در جهات نشسته است - بحکمین گشت - و در

عظیم آباد و مرشد آباد و دیگر امصار سر راه حکام خدایه بتقدیم رسانیدند - ازینده

هوگی بر جهات نشسته - تضار مسافت چند روز قطع کرده چو به این شهر رسید

سه ماه جهات در دریا پتایی ماند آخر الامر به موضع چانگام که منتهای دیار شرقی

علی پادشاه هند است از جهات فرود آمد و به علت موسم برنگال سه چهار ماه در چانگام

گزارانید از راهی که رفته بود به الیه آباد برگشت - درین مرتبه نیز حکام سر راه نذر

فروان گذرانیدند - قریب دو ماه در الیه آباد مانده قصد شاه جهان آباد کرد

و بیست و پنجم رمضان سنه ثنتین و ستین و مائة و الف (۱۱۶۲) واصل آن شهر

شد - و چندی به اقامت آنجا پرداخت و باز لطاق همت بزیارت حسین شریفین بر

است - و محض به اراده ملاقات راقم الحروف اول قصد دکن کرد - و غره شعبان

سنه اربع و ستین و مائة و الف (۱۱۶۲) از شاه جهان آباد روانه شد و پنجم

ذی الحجہ سال مذکور بہ برلمان پور رسید۔ فلک ناتوان بین فرصت نہاد کہ بہ رویت  
یکدیگر کہنے تمنا برآید۔ بعد عبور دریای خرید بیماری سرسام اور اعراض شد۔ و سپر  
از وصول برلمان پور بیماری قوت گرفت و یازدہم ذی الحجہ روز یکشنبہ وقت اشرف  
سہارچ و ستین و ماتہ والف (۱۱۶۲) جان عزیز را در راہ بیت اللہ فدا ساخت  
تاریخ تولد او کہ در سنہ عشرین و ماتہ والف (۱۱۲۰) واقع شد ”خورشید“  
است و تاریخ انتقال ”زوالِ خورشید“ عمرش چہل و چہار سال۔

در حالت مرض وصیت کرد کہ از مشائخ برلمان پور۔ <sup>۶۴</sup> شیخ عبد اللطیف  
قدس سرہ در کمال تشرع بودند و بر مرقد مبارک ایشان بدعتہای اہل زمان بہ عمل  
نمی آید مراد رجوار ایشان دفن سازند۔ موافق وصیت بعمل آوردند  
و احسرتا کہ این چنین صاحب کمال و در ایام شباب ازین عالم رحلت کرد و دل  
مفارقت بردل یاران گذاشت۔ سپہرود او اگر عمر با چرخ زندہ شکل کہ چنین ذات  
قدسی صفات بہم رساند۔

قول میرزا جانجانان است کہ :-

”بیسارے از کبراء دین را مشاہدہ نمودم بہ اندیاز دہ ضد السال یک شخص کہ عبارت از شیخ محمد  
”است موافق کتاب و سنت دریافتم۔

و نیز قول میرزا است کہ :-

”بسا ارباب کمال را برخوردیم آن قدر کہ نزد شیخ محمد فاخر ارزان شدہ پیچ با اتفاق یافتہ  
یعنی میرزا برخلاف وضع خود بہ ملاقات شیخ محمد فاخر اکر شے رسید

شیخ محمد فاخر صاحب دیوان است۔ این چند بیت از انجافہ اگر فتنہ شدہ  
بباغ عاشقی از میوہ و گل نیست سامانے کم بادام و زگرے را فدایے پیغم گریا  
آئینہ با صفائی رخت رو گرفته است گل پیش آن دہن دہن بو گرفته است

دارم دے کہ ہر دم تیغ ست راہ او      مژگان چشم یار بود سیر گاہ او  
 بر میان بر زده دامان ز کجائے آئی      مرصہا گمر بشکار دل مای آئی  
 حُب دنیا می فریب خاطر افسردہ را      گوشمالی می دہد رویاہ شیر مُردہ را  
 سورا در خیم زلف تو بہ بیند مارے      عینک داغ دلم از چہ کلان بین شدہ است  
 مرا از آمد و رفت نفس روشن شد این معنی      کہ اقبال جہان در دم زدن ادبار می گردد  
 دنیا عزیز کردہ دنیا طلب بود      از انقضا شوی بود قدر زن بلند  
 کنند گور پرستان زیارت زاہد      کہ زیر گنبد ستار زندہ در گور است  
 بن مردن نیز یارم نیست بردوش کس      ہچو زنگ گل عدم پیام از پرواز خویش  
 در گلستانی کہ مار نگ تماشا رہنختیم      آسمان یکبال بر ہم خوردہ طاؤس بود

### رباعی

تا پیر و چار یار اختیار نہ      از چار اصول دین خبر دار نہ  
 در طبع تو این چہار عنصر با ہم      تا بہست با اعتدال - بیمار نہ

### رباعی

گرتن بہ بلای قضا نتوان داد      از کف سر رشتہ رضا نتوان داد  
 در ہر چہ نشد مگو چنین بایستہ      تعلیم خدائی بخدا نتوان داد

## (۹۸) افضل - شیخ محمد ناصر

برادر اعیانی شیخ محمد فاخر زائر است - کسب کمالات از حاشیہ محفل والد لاجہ  
 خود شیخ محمد یحیی و برادر کلان خود شیخ محمد طاہر قدس اللہ اسرارہما نمود - و از علوم  
 عموری و معنوی بہرہ وافر انداخت -  
 جد بزرگوارش شیخ محمد افضل اورا در خورد سالی مرید گرفت - و بہ دست

ترتیب شیخ محمد مجیدی حوالہ نمود۔ و بعد فوت پدر والا گھر بر مسند آباء کرام مریج نشست۔  
و طریقہ انیقہ اسلاف را باہتمام تمام نگاہبائی فرمود۔

نیما بین فقیر و او اخلاص خاصے بود۔ حیف کہ در ریجان جوانی آن شجر سایہ  
آفتاب از پا افتاد و این حادثہ بیست و یکم جمادی الاولی روز چہارشنبہ وقت نماز عصر  
سہ شلت و شین و ماتہ و الف (۱۱۶۳) واقع شد و پائین روضہ منورہ شیخ محمد افضل  
بہ خودش مدنون گردید۔

مسودہ اوراق در تاریخ وفات مشائرا الیہ و شیخ اسد اللہ غالب کہ ذکرش می  
آید۔ سے گوید۔

آرمیند در ریاض ارم	افضلی شیخ کامل و عاکب
آہ رفتی ہر دو زمین عالم	سال تاریخ گفت غمزدہ
دکاء ذہن بدرجہ کمال داشت و شعر بسرت تمام می گفت۔ صاحب دیوان است	صفای خاطر روشنند لایں ہمین سخن است
چو صبح صافی آیمد ام زردم زدن است	زادہ از خلوت نشینی فکر عبید عام کرد
چون نین در حلقہ خود را از برائے نام کرد	سخن چوں بمیرد شعرا و مشور تر گردد
کہ صافی ترکند گرو بختی آب گوہر	لب گزیدہ انخیار را چہ بوسہ زخم
عقیق کسدہ نام در پہ کار آید	

## (۹۹) غالب شیخ اسد اللہ

حضرت زادہ شیخ محمد افضل الیادی است و برادر خال زادہ شیخ محمد ناصرا فضل  
اصلش از جوپوری است۔ جد کلاش سجادہ نشین شیخ محمد افضل جوپوری است  
علامہ العصر ملا محمود جوپوری بود۔ غالب بانسب انضدین تفاخر داشت۔ جوان  
صاحب استعداد شایستہ بود۔ ہمیشہ رگ خامہ سخن ریز را بہ نشر اندیشہ مے کشود۔

وقتیکه راقم الحروف از دیار سنده بولایت هند معاودت نمود۔ مفارن طلوع هلال  
 نشان المبارک سنہ سبع واربعمین و مائة و الف (۱۱۴۷) داخل الہ آباد گردید۔  
 شالہ الیہ این رباعی گفتہ ضیانت طبع فرستادے

پہون کردور و دسوی من یار سعید فی الحال میر از بنگ گشت پدید  
 از بسکہ فرو و عشرت از آمدنش ماہ رمضان برای من شد میر عید  
 او خرا یام زندگانی بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد آمد و ہم ذی القعدہ سنہ  
 ثلث و ستین و مائة و الف (۱۱۴۳) از لباس حیات مستعار عاری شد و دران شہر  
 مہلون گردید۔

از افکار اوست ے

دل دیوانہ دارم کہ خاموشی است تقریرش	برنگ زلف تو بان بی سدا افتادہ زنجیرش
نہرا ز کوچہ های تنگ کو صاحب دماغان	نمی آید برون از خامہ نقاش تصویرش
بہ بہتاب و چندان کند آرایش حسن	سایہ زلف بر خسار تو زلف دیگر است
پی نیکر آن دمان از یاد ابرو مے برم	بیخ تامل رہبر و ملک عدم را جادہ است
بیماری نیست تا بہر جا سرمہ را نازم	عصای آبنوسی داد از دنبالہ چشمش را
روز محشر غبار تربت ما	دامن بو تراب مے خواہ

## (۱۰۰) مخمور میر شہر قلی خان

نام اصلی او میرزا الطف اللہ است پدرش حاجی شکر اللہ تبریزی از  
 ایران دیار و اردہندوستان شد و در بندر سورت طرح توطن انداخت۔  
 مرشد قلی خان در بندر سورت سنہ خمس و تسعین و الف (۱۰۹۵) متولد شد  
 سال ولادت این مصرع مستفاد مے شود ے

”بر سپهر سعادت آمد ماه“  
۱۰۹۵ هـ

بعد از آنکه سنین عمرش بسر حد تمیز رسید در خدمت آقا حبیب الله اصفهانی  
که از فضلا و مقرری و از شاگردان رشید آقا حسین خوانساری بود و در بندر سو  
سکونت داشت - تحصیل علوم پرداخت و بقدر فضائی اکتساب نمود

بعد فوت والد بر سبیل تجارت جانب بنگاله رفت نواب شجاع الدوله ناظم بنگاله  
جوهر قابلیت او دریافته صبیح خود را در عقد ازدواج او درآورد - و از حضور سلطان  
بمنصب عمده و خطاب مرشد قلی خان سرافراز شد و سالها بصوبه داری مالک او را  
فرق اختیار فراخت

آخر از ورق گردانی روزگار در عا سازی نوکران خود از دارالاماره بیجا شد و  
را در ظل نواب آصف جاه ناظم و کن کشیده مدتی با او بسر برد - انجام کار در جمید را  
(دکن) رخت اقامت انداخت - و شانزدهم رمضان سنه اربع و شصین و مائت و  
(۱۱۶۴) مسافت زندگانی بی پایان رسانید -

در شعر زبان خوبی دارد - و مضامین تازه هم یابد - دیوان مخموز نخط خودش بنظر درآ  
و این چند شعر فرا گرفته شده

کوسا غمے تادمے از بهوش خود افتم	مانند سبب دوست در آغوش خود افتم
پشت فلک بجاک رساند غرور ما	کمسار را کند کمر سنگ زور
بسان شیشه ساعت فریق کار پیدا کن	بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن
باشد دو جهان قائم از ان ذات یگانه	برپا جو گمان است بیک تیر دو خار
تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد	که زخم کهنه را خاکستر عقیق دو اگرد
ز دوزنان کی بخود در ماندگان را کار کشاید	گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد

له مات الامام جلد سوم صفحہ ۷۴ ذیل تذکرہ مؤتمن الملک جعفر خان -

زان نسبتی که هست بسنگ آنگینه را  
 بگذر از عجب رشتۀ گلدسته را مانم  
 سر از مضمون آن زلف سیاه بیرون نمی آرم  
 تسکین دل از صحبت روشندان طلب  
 چرا بسر نرود زود دفتر ایام  
 سزاید چون نگین سحرده روی را  
 می فرید نازینان را بر صورت که هست  
 چون درختی که زهر شاخ دهد ریشه خاک  
 منم آن مست که گرسنه نهد دست بهم  
 رتبه شخص فراید ز صفای باطن  
 برین چین بچه امید خوش کم دل را  
 پندار از ضعیفان کار سنگین بر سینه آید  
 ای سنگدل شکست من آخر شکست کیست  
 که عمرم جمله صرف اجتماع دوستان گردد  
 که در چشم چو مکتوب مرکب خورده می آید  
 آئینه بیقراری سیاه بے برد  
 که خود بخود ورق این کتاب می گردد  
 کاش پیشانی خود وقف زمین می کردم  
 کاش چون آئینه من بزم جوهری می داشتم  
 در سجود نوز بر عضو زمین گیر شدم  
 بقتل لب ساقی و به پیمانہ کنم  
 چون نگین که گزارد ورق در تیر او  
 چو نخل سومند ارم بخود گمان نثر می  
 که کوی می شود صورت پذیر از خامه موئی

### (۱۰۱) اقدس میر رضی شوشتری

والد او سید نورالدین شیخ الاسلام بلدۀ شوشتر بود۔ و منصب شیخ الاسلامی آن دیار از قایم الایام به آباء و اجداد او تعلق دارد۔

ولادت میر رضی در شوشتر سنه ثمان و عشرين و مائة و الف (۱۱۲۸) واقع شد از آغاز شعور دامن به کسب فضائل برزد۔ و علوم عقلی و نقلی در شوشتر از خدمت والد خود۔ و بعضی از فضلاء آن دیار اخذ نمود۔ بعد از آن شبیه سیاحت جولان داد و اصفهان و قم و کاشان و سائر بلاد عراق عجم را تماشا کرد۔ و درین اماکن نیز تحصیل علوم پرداخت۔ و ایضا عراق عرب را سیر نمود و پیشانی سعادت در عتبات

عالیات مالیدہ آنگاہ نطق عزم بگلگشت ہندوستان بر بست۔ و در سنہ تسع و اربعین  
و مائتہ و الف (۱۱۴۹) از بندر بصرہ بہ بندر سورت رسید۔ و ایامی درین شہر توقف  
نمودہ از راہ دریامری بدیار بنگالہ کشید و در سایہ عاطفت نواب شجاع الدولہ  
ناظم بنگالہ بعینۃ مصاحبت مدتے بسر برد۔ و بعد از انتقال نواب مذکور رفاقت نواب  
مرشد قلی خان صوبہ دار اودلیسہ برگزید۔

و چون مرشد قلی خان بہ دکن آمد میر ہم مرافقت نمود و بی چندی از مرشد قلی خان  
جدا شدہ در ظلال مرحمت نواب آصفیہ خدیو کشور دکن مدتے روزگار گزرانید۔  
چون مسدک اووار سنگی و استغناست آخر الامردست از مصاحبت نواب آصفیہ  
برداشتہ در حیدر آباد دکن گوشہ انزو اگرقت و بایکی از سادات تفرش کہ از مدتی منوطن  
حیدر آباد اند و صلت نمودہ بتاہل پرداخت۔

فقیر اول در لشکر نواب آصفیہ ۳۰ سنہ سنین و مائتہ و الف (۱۱۶۰) بامیر ملاقات  
مستوفی دست داد۔ بعد از ان در سنہ خمس و ستین و مائتہ و الف (۱۱۶۵) در دوقبیلہ  
حیدر آباد صورت بست و دیدہ و ادید مکرر بعمل آمد۔

امروز میر بے نظیر زمان است و در طلاقت لسان و صنوف فضائل ممتاز اقران۔  
صبر کلک اقدس سامع می افروز دہ

ظالم از عہدہ بارستم خویش کشد	عقرب از کج روشی بر سر خود نیش کشد
نباشد خود نمائی مردم افتادہ از پارا	کہ ز گنجینی نباشد سایہ گلہاے رعنا
عمر ہیچ مے رود رحم و جفاے یار کو	وصل سبک عنان چہ شد بھر گران دقا
نرم شو کر سخت گیران کا صورت گیر نیست	خامہ فولاد بر گز لا لائق تصویر نیست
رفتہ رفتہ ظلم گردون بیشتر از عدل شد	این کمان از بسکہ بکجا ماند آخر خانہ کرد
پرتو خورشید را آئینہ سازد گرم تر	مہر کم را سینہ صافیا فراوان مے کند



ریاضت در جہاد نفس باشد حربہ مردان خوش آن پہلو کہ ترکش بند نقش بوریا گردد  
 سخت رویان فارغ انداز کاوش اہل جہان در زمین سخت رسم کردن بنیاد نیست  
 دولت بے رنگان سرمایہ سنگین دلی ست خاک چون یاقوت گردد سنگ خارا می شود  
 تا چند بار خاطر دلہا توان شدن یک چند گربہ سیر گلستانم آرزوست

## (۱۰۲) - حزنین - شیخ محمد علی

سلسلہ نسبش بشود واسطہ بہ شیخ زاہد گیلانی مرشد شیخ صفی الدین اردبیلی  
 جد سلاطین صفویہ می پیوندد۔

و مولد و منشأ شیخ اصفہان است۔ چون نادر شاہ بر ممالک ایران استیلا  
 یافت و امنی کہ در عہد سلاطین صفویہ بود بر ہم خورد۔ شیخ رخت سفر بہ دیار ہند کشید  
 و در سنہ سبع و اربعین و مائتہ و الف (۱۱۴۷) از راہ دریا بہ ہند متہ رسید۔ و از  
 طریق سیوستان و خدا آباد وارد بلدہ بھکر گشت۔

اتفاقاً در ان ایام عطف عنان فقیر از سندہ بجانب ہند واقع شد و در بلدہ  
 بھکر با شیخ ملاقات نمود دست داد۔ جامع علوم عقلی و نقلی است و در نظم و نثر مرتبہ  
 بلند دارد۔

آخر از راہ ملتان و لاہور متوجہ دارالخلافہ دہلی شد۔ و قریب چہارم سال  
 درین شہر بعنوان راز و اقامت گزید۔

و در سنہ احدی و ستین و مائتہ و الف (۱۱۶۱) از شاہجہان آباد برآمدہ چندی  
 در اکبر آباد وقف کرد و از انجا بہ شہر بنارس شتافت۔ و بعد چند سہ از انجا بہ  
 عظیم آباد پتہ رفت۔

در بھکر جزو سہ از اشعار طبع را دیہ و ستخط خود تواضع فقیر نمود۔ و اکنون دیوان

شیخ بخا خودش شخصی نزد فقیر آورد - فرصت انتخاب نه شد -

این چند بیت از نتایج طبعش کفایه است سه

شمع را شعله مسلسل زدل آید بیرون	آه دل سوخته کان متصل آید بیرون
باشد به چین هر یک گل دایم دو سه	ز شک است بازادی مرغان قفسها
پیش از ظهور جبهه بدانا نه سوختیم	آتش بسنگ بود که ما خانه سوختیم
ای وای برای سیری کز یاد رفته باشد	در دایم مانده باشد رعیا و رفته باشد
شادم که از زخمیان دامن نشان گشتی	گوشت خاک مایم بر یاد رفته باشد
دام ز وعده بر آتش فکری و رفتی	بیا که سوختن این کباب نزدیک است

### (۱۰۳) منبین - میرزا عیدالرضا صفایانی

از صاحب طبعان حال و نکته سخنان بلند مقام است - سلسله نسبش به مالک  
اشتر رضی الله تعالی عنه منتهی می شود -

مولد و منشأ او اصفهان است - در آنها سینه که آبیر میانه تشریف آورده اول  
بانواب برهان الملک سعادت علی خان منشا پوری نانم صوبه اوده - قرین اعتبار  
بسر بر - و بعد انتقال برهان الملک رفاقت نواب ابوالمنصور خان صفدر  
بنگ برگزیده

بقدر بلده لکنو او را در پنجده ترجمه سید جعفر روحی تحریر یافت - مردی در روش  
سیرت فانی مشرب است - خلق و شکستگی بمرتبه کمال دارد - صحبت او همشینان را  
سرمایه سودر می افزاید -

ساجد دیوان است اما اشار ایشان بفقیر کم رسیده - رباعی

نوی خط چهره نیاز است مرا در بر هر موی خویش ناز است مرا

صد بار چو برگردش می گردم یک دورہ تسبیح نماز است مرا

## (۱۰۴) آرزو میراج الدین علی خان اکبر آبادی

از شعراء حال - و تازه گویان خوش خیال است - قریب پنجاه سال است که  
در گلستان سخن عند لیبی می کند و بدستداری ثعبان قلم با از سر آفرینان می شکند -  
فقیر و رحیم تالیف این کتاب دوستی با شیخ طیب ترجمه تعلیم آورد و مشارکت  
بنظرق و اذ احییدش بختیة فحیو ایا حسن منشا عمل شود - و مکرر به تخریر  
جواب و ارسال احوال و اشعار خود مسرور ساخت و قلمی نمود که :-

"فقیر بخت میر عبد الجلیل مرحوم بگرامی مکرر سفید شده و صحبت شعر اتفاق

"افتاد - حالاً با دو ارتباط دو آتش شد و قلم دوستی رعنا گشت

نسب آرزو از جانب پدر به شیخ کمال الدین خواهرزاده شیخ نصیر الدین محمود  
نعم الله ضریحک و از جهت مادر به شیخ محمد غوث گوالیاری شطاری عطاری  
سبح الله و روحه منتهی می شود -

و نسب شیخ محمد غوث به شیخ فرید الدین عطاری شیاپوری عطاری ضریحک می  
پیوندد و لهذا ایشان را عطاری گویند -

ولادت شیخ میراج الدین در منتهای مائت حاویة عشر (۱۱۰۰) واقع شد - از  
بدو شعور به تحصیل علوم رسمیه پرداخته - و در سن چهارده سالگی خود را به سخن مشغول  
ساخته - و تا بیست و چهار سالگی کتب متعدد اولیة درسی در خدمت فضلاء عصر گذرانید  
در فنون فراوان استعداد بلند بهم رسانیده - سپس در سلک منصب امان پادشاهی  
درآمد -

و در او اهل سلطنت محمد فرخ میر محمد متی از خدمات گوالیار مامور گردید و در



اگر از ناز بتان اذن تماشا گیرند	از کف آئینه گذارند و دل ما گیرند
دفع غفلت زندگی افزای انسان می شود	عمر از شب زنده داریها دو چندان می شود
گلستان تنگ دلم خاطر من شاد کنید	چون شود بنده قبا باز مرا یاد کنید
دلبران با هم آشنا مشوید	بمنالایم ما شما مشوید
بخوش خون دل من که خوش نمک دارد	شراب میکه ام لذت گزک دارد
می کند ناز خط او نه دمید است هنوز	بید مانع است که تنگش نرسید است هنوز
عرض بے طاقتی خود بچه انداز دهم	بشکنم شیشه دل تا بتو آواز دهم
وحشت آموز غزالانم من	شهر استاد بیابانم من
به بزم می پرستان خود نمائی تشنج کمتر کن	بسان شعله اسباب معیشت را بستر کن
شنیدم از ره دور آمد آن شوخ فریبنده	شودای کاش شمع محفل من ماه آینده
ندارد یاد ایام جدائی چشم مسرت او	حسابی نیست در پیش فرنگی سال هجرت او
زبیر خوش پیران خوردن آرزو رسم است	ز روی تجربه گفت این چنین پدر ما را
شکسته پانشین آرزو بگوشه صبر	که شاه مملکت فقر چون ترنگ است
هر که خود تربیت خود نکند حیوان است	آدم آنست که او را پدر و مادر نیست
تغافل این همه رسم کجاست جان کسی	بخلف وعده دلم نیز شرمسار تو نیست
گرفت آن می بندی می دیگر در بر	دگر میرس حکایت که چند در چن دست
گر مصحف عذار تو افتد بدست من	ختم نمی بشوق بیک بوسه کردن است
نیست خالی از تناسب عضو عضو آن پری	ساق سیمین دست آئینه زانوی او
چنین که منع ز سرگوشی خودم کردی	بخاطر تو ندانم چه احتمال گذشت
می دو اند آسمان را بهر کار خاکیان	از بزرگیها بود گر بے وقارم کرده اند
نجالت می کشم بسیار از روی وفای خود	تو گاهی کرده باشی یاد من یاد من نمی آید

چنانکه بر سر کس خانه فرود آید	حسود پست شد آنجا که بیت خود خواندم
اشارتهای ابرو شاید اینجا ترجمان باشد	نمی فهمم زبان ترک کی چشم سخن گویت
همچو خوش خط مهر کن در نیکنامی صرف شد	نقش در عالم نشاند آنکه سود عمر او
گریه را هم دل خوش می آید	دیده باشی گل شبنم آلود
عالمی گرجان دبد آن شوخ کی تن میزد	آرزو بجاست سعیت در تمنائے وصال
سرو این باغ است دار عشق پیمان بیشتر	کم بود از شوق خالی حسن موزون بیتان
ای آینه ما قدر تو نشاخته بودیم	لیکن دل ما آخر از آن شوخ کشیدی
ز انو سیاه سمنه سواری که دیده ام	پامال کرد خون من تیره روز را
که در شکنجه فدا چون شود کتاب تمام	نصیب ابل کمال است از جهان لغت
غمبار خط تو خاک شفاست پنداری	ربود از دل عشاق بیخوردی را
چون شمع جمع کردیم زندی و پارسائی	ز نار و تشنه ما بے سببه نباشد
زمین شعر کجا حق شفعه داشته است	خطاست اخذ معانی ز فکر هم طرمان
تو خود بگو که مرا آن زمان چه باید کرد	شود چو بازو من ناز بالشت خوابت
نون عاشق تیر چون شجر با شکر شبنمی	واجب الفتلی نخواهد بود زینسان در جهان
حیفه آن عاقل که ماند زنده بے کیفیت	آرزو اطفال را هم هست افیونی ضرور
مانده فیله که تراشیده ز عاج است	هر چند از وئیم و لیکن همه اوئیم
شعر بندی بوده است از میز زار و شن ضمیر	آن دو گیسوی سیه بر روی رخشان آرد
پوشیده ماند که بعد تمام سرو آزاد - سراج الدین علی خان آرزو از	
شاه جهان آباد بر خاسته رخت سفر به دیار شرقی کشید - و در بلده لکهنوا آمد - و	
بوساطت اسحق خان بانواب صفدر جنگ ناظم صوبه اوده بر خور دو لخوا	
اختصاص یافت و چون نواب صفدر جنگ هندی الحجه سید سعید و تبین و ماته	

الف (۱۱۶۷) درگذشت۔ آرزو باشیاع الدولہ خلف نواب مذکور کہ قائم مقام  
پیرشد ہسرمے برد۔ و در جمادی الاخری سنہ تسع و ستین و مائتہ و الف (۱۱۶۹) در  
بلدہ لکھنؤ فوت کرد۔ و در جہن شہر مد فون گردید

مؤلف کتاب گوید

سراج الدین علی خان نادر عصر      زمرگ او سخن را آبرو رفت  
اگر جوید کسے سال و قاتش      بگو۔ آن جان معنی آرزو رفت

(۱۰۵) مظہر میرزا جان سلمہ اللہ تعالیٰ

مظہر فیض الہی است۔ و مشرق صبح آگاہی۔ شاہ مستدق و فنا۔ و مقیم آستان  
توکل و استغنا۔

نام والد ماجد او میرزا جان است از بنیاد جہ تسمیہ او توان دریافت امانام  
و شخص او گویا عنایت ترجمان اسرار قیومی مولانا می رومی است کہ پانصد سال پیش  
ازین در دفتر ششم شنوی ارشاد فرمودہ و کرامتہ نمایان جہضار انجمن استقبال و ا  
نمودہ یعنی

جان اول مظہر در گاہ شد      بانجان خود مظہر اللہ شد

لیکن نام او بر السنہ میرزا جانجان جاری شدہ۔ این اسم ہم معنی بلند دارد  
فقیرا با میرزا ملاقات صوری صورت نہ بستہ اما غائبانہ اخلاص کامل است  
و ہمیشہ بہ آمد و رفت مراسلات خط ہمکلامی حاصل۔

میرزا جامع فقر و فضیلت و سخن گستری است۔ و بہ اقتضای اسم خود روح الریح  
معنی پروری۔ نوعدوس مقال را بمشاہکی ذہنش طرز تازہ۔ و تصویر خیال را بہ ترقی  
فکرش حسن بے اندازہ۔ شعلہ آوازش آتش زین خرمنا۔ و شوخی اندازش شور

اگر چه داخل بزم و لے نیم داخل جدا از صحبت ہم همچو شاخ پیوند

## (۱۰۸) عربیت میر عبد الولی

بن سید سعد اللہ سلونی سورتی کہ ترجمہ اش و فصل ثانی از دفتر اول گذارش یافتند از مستعدان وقت است۔ کتب درسی نرود پدرو الا گھر خوانده۔ و در معقولات حیشینی خوب بهم رسانده۔

فقیر را بعد مراجعت از سفر بیت اللہ در بندر سورت ملاقات او اتفاق افتاد و خوش صحبت است۔ موسیقی ہندی خوب می داند۔

مشارالہیہ را اشتیاق سیر شاہجہان آباد در حرکت آورد۔ و از بندر سورت روانہ شدہ۔ بعد از طی عرض راہ بیستم جمادی الاولی سنہ اربع و شصت و مائت و الف (۱۱۶۵) و آن بلوچہ فاخرہ شدہ۔ و نا وقت تحریر۔ همان جا است

منتخبی از دیوان خود برای مطالعہ فقیر در بندر سورت فرستادہ بود این چند بیت از انجا فرا گرفته شد۔

نشود مرد کسی کوہ گراز جا برداشت	رستم است آنکہ دل دوست زد دنیا برداشت
بہ گرم جوشی یارانِ عصر تنگیہ مکن	کہ چون معانقہ عید اعتمادی نیست
دوستان از دوستان محروم و دشمن کامیاب	چیدہ مقرض از نہال شمع گل پروانہ سوخت
دلِ مفسرہ خواہد ماند یا وامی شود روزے	ندام غنچہ ام در دست گلچین یا صبا افتد
خدا نا کردہ گر صیاد از دام رہا سازد	اسیر حلقہ بر گرد سر گردید نش گروم
سر بزد داشت نگہت گلشن ز شرم او	بوی گلے نبود کہ پا در حنا داشت

## (۱۰۹) جرأت - میر محمد ہاشم

مخاطب بہ موسوی خان کہ خطابش ببداهت نظر اصل و نسب نشان می دہد



سده ثمان و ثمانین و الف (۱۰۸۸) در نزهت‌بنگده عالم ناسوت خرامید و هلال استعداد  
در سده چهارده سالگی به استفاضه انوار تربیت و الدماجدش بعروج بدرکامل رسید -  
سده نیش به بیت واسطه به سالیح ائم بدی علیه التحیه و الثنا منت می شود  
جدش سید علی به اقتضای آبخورد از خطه گیلان به دیار همد دار دشد پدرش میر  
محمد شفیع بن سید علی از فنون فضل و کمال آگاهی داشت - و در حجت بنیاد اوز رنگ آباد  
رنگ توطن بوخت -

موسوی خان نخست دامن دولت امیر الامرا سید حسین علی خان گرفت و  
بقاعه داری و هارور امتیاز یافت - و چون امیر الامرا در سده احدى و ثلثین و مائه و  
الف (۱۱۳۱) از دکن جانب همد حرکت کرد - موسوی خان در رکاب امیر الامرا  
بسیر همد شتافت - و صحبت اکثری از صاحب کمالان آنجا شش میرزا بیدل و میر  
عبد الجلیل بلگرامی دریافت - می فرماید :-

"همیشه در دکن از زبان امیر الامرا اوصاف کمال میر عبد الجلیل سامع افروز بود - چون ملاقات  
واقع شد عجب نسخه جامعی یافتیم -

بعد از برهم خوردن طبقه سادات از سن سی سالگی تا منتهای سن انخطاط در نزهت‌بنگده ظل نوا  
اصفیه طاب ثرا که اوقات زندگانی را صرف گلگشت بهشت برین نمود - و بمنصب دوزار  
و پانصدی و خدمت دار الانشا سرافرازی داشت -

و بعد رحلت نواب اصفیه و ثمن نواب نظام الدوله شهید بر مسند ریاست  
دکن خدمت انشاء سرکار و الایم بر موسوی خان قرار یافت - الحال نیز نزد رئیس  
دکن قیام دارد - و به عهده انشاء و منصب چهار هزار و خطاب معز الدوله فرق  
امتیاز می افرازد -

فقر را بعد و در ممالک دکن باخان مذکور مجالس مستوفی اتفاق افتاد - نیم گفتوش

گره کشای عنجه دلهاست - و گل زیزی تقریش رنگ افروز چهره مدعا -

این چند بیت از دیوانش فرا گرفته شده

پاس دل گرمی توانی داشت سلطان می شوی	این نگین را گرد بست آری سلیمان می شوی
نه بهر آنکه منزل دور و پالنگ است می نام	دل را چون جرس جاری طیش تنگست می نام
در دیده ام خیال رخ خوب یار ماند	این نقش بر حبس دیده لیل و نهار ماند
فارغ از هر دو جهان بنده احسان توام	سر و آزادم و پای بند گلستان توام
بسلم کردی و پرستی پیغمبر آزاده مشو	می کنم رقص که در دایره شهیدان توام
بے بهایه خلق شهرت با هنرمندان نیست	نکبت گل بے شکفتن قابل پروا نیست
منتهای کار عاشق از بدایت روشن است	شمع را آئینه انجام جز آغاز نیست
شد صرف سوز عشق بیایی که یافتن	مانند شمع سوخت زبانی که یافتن
منظور از نظاره حسنات شهادت است	از قتل بدتر است امانی که یافتن
راز جانان نیز معشوق است باید پیاس داشت	بهر این لیلی نباشد بهتر از دل محلی
لذت همه در مناسبتهاست	از شیر دل شکر کشاید
هوس زخم بمهتاب تجلی دارم	کاش عریانی من رنگ کتانی می داشت
توان خدنگ نگاه بی بسوی ما افکند	هنوز با تن مجروح نیم جانی هست
آمد اندیشه دنیا بطلبگاری دل	گفتم آن شیفته بے سرو پا حاضر نیست
خاک میکده رندان مست محترم اند	بسوی می چو مراد دید دست بر سر شد
تا در فتنه از پی روزی بیکدگر	صف بسته اهل حرص چو رندان نشسته اند

(۱۱۰) رسا - جان میرزا

مخاطب به میرزا خان الحسینی است موطن آبایش همدان - و نسبش به

سید علی همدانی رحمه الله می رسد.

از اجدادش میرشاه ظاهیر در عهد اکبر بادشاه دارالسواد اعظم هندوستان گزشت  
و قبول تمام یافت. و پس از چند گاه متوجه گلگشت و کن گشت سلاطین عصر و قدش را گرامی  
داشت بایشان از باب عقیدت احترام مالا کلام بعمل می آوردند. پس از آن اخلافش در  
حجرات احمد آباد توطن اختیار نموده مراجع اهل فضل و کمال بودند. و به سنت سنیه  
مشایخ عمل می کردند. و از چند فریه که اکبر بادشاه بطریق سیورغال مقرر کرده بود صرف  
مایحتاج می نمودند.

والدش سید میر خان در زمان فله مکان به خود را در سلک ارباب مناصب  
منتظم ساخت و بخدمات سده ممتاز بود و از علوم آگاهی داشت.

موند میرزا خان. حیدر آباد است نشو و نما در لشکر نواب آصفجاه یافته و  
از مجلسیان خاص نواب بود. و در او از خرد و آصفجاه بخدمت انشاء سرکار والا  
قیام داشت. و در رکاب نواب سیرشاه بهجهان آباد و کرد. و صحبت شعراء آنجا  
در یافت. بسیار خوش خلق. رنگین صحبت است. و حیا می میرزایت بر قیامت او  
دوخته اند.

فقیه را در دکن می بینی فرادان با او صحبت بستی.

این چند بیت از بیافش و دین سواد نقش می بندد.

خود را ز تنگی نفس آزاد می کنم	این مشت بهر تو وضع صیاد می کنم
در سراپرده دل هر نفس آوازی هست	که درین خانه نهان خانه براندازی هست
ز سم اگر به بزمش ز هجوم نارسائی	نخیال آستانش من و مشق جبهه سائی
که برد پیام مارا بحریم خوش نگاهان	رقی نمود آهیم دو سه سفر عیوائی
رحم کن ای باغبان گلستانه پیش من بیار	مجمع یاران زنگین یادی می آید مرا

به گلشن دل پردازم سیرا دارم      معاشران چمن انتظار من مبرید  
نمی توان به فلک طرح اختلاط انداخت      مرا صحبت این سفله ننگ می آید  
خوبغزبت کرده را در یکسی هم عالمی است      بلبل ما دقفس کم می کند یاد وطن

## (۱۱۱) ایجاد-میرزا علی نقی

از قوم قاجار است- مولد پدرش نقد علی خان- بهمان- و با شیخ عیسی  
وزیر شاه سلیمان صفوی قرابت قریبه داشت- نقد علی خان از ولایت خود بگلشت  
هند شتافت- و در عهد آصف جاه مدت ها بدیوانی پادشاه بلده حیدر آباد  
سرافراز بود- و باین علاقه پایی توطن در حیدر آباد افشوده-

محل ایجاد میرزا علی نقی ایجاد دارالسوریرلان پور است- بمصاحبت  
نواب آصفجاه رسید و فراوان اختصاص بهم رسانید- و بعد فوت پدر در سنه اربع و  
ستین و مائه و الف (۱۱۶۲) بخطاب موردی نقد علی خان و خدمت دیوانی حیدر آباد  
نقد اقتیاز بدست آورد-

اول مرتبه در اورنگ آباد و دار فقیر خانه شد و بعد از آن در لشکر نواب نظام  
شهید و در حیدر آباد مجالس متوالی اتفاق افتاد- خوبه قابلیت سرمایه دوست- و زیو  
تهذیب اخلاق پیرایه او-

این چند بیت از دیوانش به تحریر می آید

توان زرنگ حنیافت زنگ کار مرا	بدست یار سپردند اختیار مرا
عمر عزیز جیف به این اضطراب رفت	یار آمد و می نه نشست و شتاب رفت
بر رقیب دست گریابی گریانش بکش	ای مصور از لباس یار دامنش بکش
بیا به پهلوی من با تو کار مرا دار	دلم تو بگردی و من انتظار دارم

خود را مثال آئینه حاضر جواب کن	پرسند هر چه از تو بگفتن شتاب کن
خدا نکرده نگر در سره ، همین داری	خطاست اینکه بگویم به جبهه چین داری
بقربانت دم نظام چه تحریری چه تقریری	خط پشت لب و حرف تو در دل کردناثیری
این گداز من ندارد که تو در گوش کنی	گفته دل شکنان به که فراموش کنی
آخر تو رفته رفته از من بیونا شوی	گیرم که در کفم همه رنگ حنا شوی
که چادری ز گل داغ میکشد امشب	بروی مشهور پروانه شمع را دیدم
آرام متاعی ست که بی زر نتوان یافت	بی خورده دل لاله بود داغ ز گلشن
چشم حباب گور شود این سزای آرد	مانیده بود پرنخود آخسر خراب شد
بر سر دعوی خود محض گل بردارد	راست می گوید اگر سرو که به روش تو ام
هر صفت ترا آئینه در کار است می دانم	دل از تست بیخواهی بر من پیشکش کردم
مادین شهر مبارک شب ماه آمده ایم	اول بروی تو دیدیم ز معمره حسن
ما را ز گل خوش آمد این وضع میرزائی	دارد همیشه در بر پیراهن محض

## (۱۱۲) افتخار - عبد الوهاب دولت آبادی

از خوش فکران این عصر است - در ایام تالیف این کتاب ترجمه خود را با اشاره  
 فقیر انشاء کرد - و نسبت به مؤلف کتاب تکلفی نکرد - هر چند بساط عذر گشته دم ناطقه  
 را بهر ابرام بند ساخت -

فصل ترجمه این است -

فقیر عبد الوهاب تخلص به افتخار از سادات بخاری الاصل است بدست نسبتش از طرفین به  
 "مخدوم جهانیان بخاری قدس سره منتهی می شود - مولد و نشا این نمود - به بود احمد نگر  
 "دارالسلطنة سلطان نظام شاهی - چون از دوان فقیر با صبیح سید مرتضی خان بخاری حارس

”حصار شهر پناه دولت آباد اتفاق افتاد- باین تقریب طرح اقامت در قلعه دولت آباد  
 ریخته شد- بعد از آن که حیثیت استفاد بهم رسید از چشمه سار نکهت سجان بغد زلالی برداشت  
 ”دشت خاک خود را بتقویت این آبجیات کامیاب عمر جادوئی ساخت- گویند شخصی این بیت  
 ”تکراری کرده

خدا ناکرده گزاید اجل پیش بامید که بگذارم بخون را

”فرزندی داشت صاحب کمال گفت ”بامید من“ لذا خنده المنه که جگر گوشگان اشعارم  
 ”هر یکی بزبان حال ادا نمود که آن شخص بیک فرزند تسلی شد تو خود به عنایت اینودی چندین  
 ”نتایج ارجمند داری همه را از نظر مؤلف کتاب گزرا نیدم و از زیور اصلاح محلی ساختم- سخن  
 ”آفرین تعالی شانه این غریب زاد را را بحسن قبول صاحب طبعان رساند و از سواد به بیاض  
 ”بلند نظر تان جلوه گر گردانده

بود فیضان دیگر چشمه داد الهی را	ز ما بهی قیمت افزون تر بود دندان مایی
چو سیر غنچه کردم اعتبار این چمن دیدم	زند بریم نیسی منصب صاحب کلاهی
غیرت افزای بهار است گل رخسارت	شمع افروز تماشا ست مه دیدارت
می کنی جلوه بصد رنگ چو آئی مخرام	گروش خامه نقاشش بود رفقارت
ابرو که بود نازکش و سمه نخواهم	چون پی بمانی که دو کار است نخچیر
بدوری هم ترا بر من نظر با هست می دادم	که چشم دور بین نزدیک بیند دور دستان
تا چشم باز کرد خدا دید دیده ور	اول به بیند آینه آئینه ساز
سازنده است سرو قدش را زمین چشم	تا دل دو اند ریشه اگر یک زمان نشین
سنگین دل است آن بت و من آگینه دل	دل را بدل ره نیست الهی تو خیر کر
ابروی دیگران نرسد ابروی ترا	هر ماه نو مقدمه عیش عید نیست
نگینم بند گیها، یچکس چون من نمی داند	بنای آشنای گروم و با سجده می سازد

او بزل آنگاه که زد شد دلم ایجا بدام می توان دادن سرانجام امور از راه دو

## (۱۱۳) امداد - شیخ غلام حسین

هاشمی النسب - قادری الفریقه - برزانی پوری المولد است - کُتُب او اهل درسی  
تخصیص نموده - و نقش او با مشق سخن درست نشسته - از وی آید سه

هر کس منظور دارد آبروی خویش را	از تو پنهان می کند آئینه روی خویش را
در گره به تن نهاده عیجی بوسه خویش را	گل کند از باطن صاحب دلان بی قصد فیض
شایخ آهوا قلم نگین شهما گردد	گر بصیرانگی او چمن آرا گردد
درد هم گردد سر ما به تمنا گردد	سندلی رنگ بتی گر سر درمان دارد

### رباعی

رواق ده تحت شرح شاه نجف است روشن کن آفتاب ماه نجف است  
شاهی خواهی و گر تو را سهی طلبی شاه نجف است و شاه راه نجف است  
تا اینجا ذکر شعراء غیر ملگرام است و اسامی کتبی که ماخذ این تالیف است بعضی  
جادر طی کتاب مسطور شد و مقصد استیجاب اشخاصی که در کتب ماخذ مذکور اند نیست  
مبدء فیاض کسی را که بر خاطر الفا کرد بر زبان قلم گذشت - اکنون به تمهید شعراء  
ملگرام می پردازم و ذکر این طائفه را طرازد این کتاب می سازم -

بر صیرقیان نفوذ اخبار و مبرران جواهر آثار جوید است که چون ماهیچه را بیت  
اسلام بر سواد چند پر تواند اخت - و طلیعه غازیان کفر شکن کوس گلخانه الله  
هی الحلیا نوخت - اقسام صاحب کمالان عرب و عجم با قامت این دیار پردازند  
و علوم ابوالبشر آدم را علیه السلام که از چندین هزار سال مدرس شده بود  
تازه ساختند از آنجمله سخن موزون که از آن وقت تا زمان حال ما بران این فن شورا

برای گنجه اند - در نگاہ از خاصہ بوقلمون ز تختہ - اما در عہد قدیم این طائفہ بیشتر در پا  
تخت سلاطین بودہ اند و در اطراف و کناف ملک کمتر توان یافت مثل ابو الفرج  
رونی و امیر خسرو و امیر حسن و شیخ جمالی کہ ہر سہ از شہر دہلی برخاستہ اند و علیہم  
رحمہم اللہ تعالیٰ را از عہد اکبر پادشاہ سکہ سخن را ارواحی دیگر ہم رسید و  
اکثر امصار بوجود موز و نان معمور گردید - از انجملہ شہر بلگرام **حَفْظُ اللّٰهِ عَنْ**  
**حَوَادِثِ الْاَيَّامِ**

من سواد خوان نسخہ نادانی کمترین یاران و طعمہ و خادم صاحبان این انجمن  
اما با ثبات مآثر این اعرہ کرام بر صفحہ روزگار حق عجبہ ثابت کردہ ام و خدمت نمایان  
بقدر طاقت بجا آورده - سیما طائفہ شعراء قدیم و جدید کہ با صلاح سخن اینہا پر ختم  
مخلط کردم خود را از خدمت ایشان ممنون ساختم **عَلِمُوا الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ تَعَالٰی**  
**شَاكُهُمْ** می دانند کہ باعث اظهار این معنی نہ بر خود بالیدن است و دکان خود فروشی  
چیدن - بلکہ از سر عجز و نیاز زبان بہ تحریر عطیات الہی کشودہ ام - دلب بہ تذکر  
عنایات شاہی و انمودہ - **فَاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِحُجَّتِهِ**  
**تَنْزِلُ الْبَرَكَاتُ** -

## (۱۱۴) ضمیری - شیخ نظام بلگرامی

از قدما شعراء این مقام - و مکتبہ سبجان شیرین کلام است - محل سکونت او محمد  
قاضی پورہ دروا من بلندی -

پدرش اورا صغیر السن گذاشتہ متوجہ عالم قدس گردید عیش شیخ سلیمان کہ او  
نوکران با امتیاز در گاہ اکبر پادشاہ بود در حجر عافیت تربیت کرد -  
مشائرا الیہ بعد از تحصیل حیثیات متشوق سخن پیش گرفته درین فن رشدی بہم رسان



و محذرات صنائع و بدائع را بیشتر بکسی نشاند.

همواره با امراء عهد بسرمی برد و به اعزاز و اکرام مخصوص بود. و ایام زندگانی را به تجرد و تفرّد گزرا نید. آخر الامر در قصبه سفیدون از توابع دارالخلافه دہلی وارد شد. و همانجا به ملکدشت نرسیده آخرت خرابه دید. و این ساخته در سده ثلث و الف (۱۰۰۳) واقع شد. مبارک خان دہلوی تارنخ و فانش درین قطعه بضبط آورده

شاعر نادر و فصیح کلام	ملک ملک نظم شیخ نظام
در غزل گشته خسرو ایام	در قصیده شده ظہیر زمان
کرد آهسته سوی خلد خرام	بست زحمت بقا ز ملک فنا
خردم گفت: آہ آہ نظام	کردم اندیشه بہر تار نحش

دیوانش قصیده و غزل و رباعی و صنائع شعری پانزده ہزار بیت است و قصیدہ بہ از دیگر اقسام می گوید.

سید محمد اشرف در گاہی کہ ترجمہ او در فصل دانشمندان از مجلد اول السطیر یافت. فرمود: دیوان ضمیری بخط مصنف بنظر من در آمد. بر پشت دیوان مہر خود زده کہ این بدیت نقش داشت

خدا یا بحق رسول اتانم پذیرای کار ضمیر نظام

کلامش بطور آن عصر واقع شدہ لہذا درین جریدہ کم گرفتہ شدہ

جز آئینہ در روی تو دیدن کہ تواند	جز شانہ بزللف تو رسیدن کہ تواند
بس مدعیان گوش بر آواز نشنند	در عکدہ عشق پلیدن کہ تواند
آنجا کہ ضبا را نبود بار ز تنگی	جان بخش کلام تو شنیدن کہ تواند
ہر گل کہ بہ گلزار جمال تو بخندد	ای وای بحر دست تو چیدن کہ تواند

صد تیغ کشیدند ز هر سو به ضمیری  
آن ترک شوخ دیده خود از دودمان کیست  
از ناله و فغان من آید جهان بجان  
این سر و سرفراز که خوش می چمد بنار  
هر تیر بر دلم که دو ابروی او کشید  
چون نامه نیاز ضمیری رسید و خواند  
برز می که شوی جلوه گرای سیمین آنجا  
چشمم که بود خانه خوش آب و هوای  
خواهم که کنم پیش تو درد دل خود عرض  
تا کرد خریداری خاک سر کویت

پیوند هوای تو بریدن که تواند  
یارب چنین خراب کن خانان کیست  
آن سنگدل نگفت که آیا فغان کیست  
یارب چنین کشیده سر از بوستان کیست  
داستم از طعیدین دل کز کمان کیست  
پرسید بر سیل تغافل از آن کیست  
گویند شنای تو همه بے سخن آنجا  
نشایسته آنست که سازی وطن آنجا  
لیکن بمقامی که تو باشی و من آنجا  
از نقد روان داد ضمیری نشن آنجا

## رباعی

یارب بدرت نامه سیاه آمده ایم  
هر چند که ما غرق گناه آمده ایم  
در تاینج گنبد حاجی افضل علیه الرحمه گوید سه

بدوران شیه اکبر که گشته  
چو حاجی افضل از تقدیر حق رفت  
ز تردی بیگ سلطان یا بنیاد  
ضمیری جست سال این بنارا  
خطاب او جمال الدین محمد  
ازین دار فنا در دار سرمد  
برای مرقش این پاک گنبد  
بلفظ پارسی و هم به ابجد  
خرد گفتا ستم هشتاد و نه قصد

داین حاجی افضل مردی بزرگ معتقد فیه بود و در بلگرام بر مسند هدایت  
ارشاد بفرمود و تردی بیگ سلطان از امراء اکبری بخدمت او اخلاص

حاجی فضل

اعتقاد داشت - و چون حاجی افضل از قصر مینا بسراپردہ کبریا خرامش فرمود و  
 و بسوا د شہر مدفون گردید - تروی بیگ سلطان بر مرقد او گنبد عالیشان از سنگ  
 عمارت کرد و قطوہ مذکور را بنحواستعلیق در نہایت خوشخطی بر لوح سنگ کندہ در  
 پیشانی باب گنبد تعبید نمود - اما این گنبد بنام سالار بیگ کہ میراہتمام تعمیر بود  
 شہرت یافت و نام تروی بیگ سلطان را کہسے نے دانہ - شاعرے مناسب  
 این مقام گوید :-

چون نگین مطلب ندارم غیر کام دیگران می نشانم نقش خود آٹا بنام دیگران

### (۱۱۵) شاہدی میر عبد الواحد حسینی واسطی بلگرامی قدس سرہ

دفتر اول از ترجمہ فصل زینت یافتہ و خامہ خوش نصیب شاہراہ سعادت شتافتہ  
 و اینجا ہم طریق اجمال می پیماید - و صدر ورق را بر سلسلہ جواہر آبداری آراید -  
 آنجناب از بیعتیان خاص شیخ صفی سائی پوری است کوثر اللہ ضریحہ  
 و از خلفای پیش قدم شیخ حسین سکندریہ سادق اللہ مراد کھ - عمری دراز  
 مسند ارشاد را بجلوس میمنت مانوس زینت بخشید - و سالکان منافع حق پرستی را  
 بسراستان کبریا رسانید -

تصانیف والا "سنابل" و "حل شبہات" و "مشرح کافیہ ابن حب" بطور تصوف - و غیرہ امتداد اول است -

احیاناً بنا بر موزونی طبع گوہر کافیہ مے سنجید و طلای خوش عبار سخن برے کشید - در حل شبہات مے فرماید :-

"این کس در فن غزل تلمیذ خواجہ حافظ شیرازی است قدس سرہ و خواجہ نیز بہ شاگردی خود  
 مرا قبول کردہ و گویا باین ضعیف ایمائے نمودہ :-

به دیر پیرمغان باش و می پرستی کن      ز لعل ساقی ماجرعه گیر و مستی کن  
 چشم حیرت پیشه را خار و گل رعنائی است      دل خرابی دیده را آبادی و صحرائی است  
 چشم دل دایم دیگر از نگاه ما پیرس      گردگوی خویش می گردیم راه ما پیرس  
 خانه دیده شود رشک پر بخانه چین      گرد قدم رنجه کند یار بسر منزل ما  
 محل ذکر سید برکت الله قدس سره ما بعد است اما برای اتصال ترجمه او با  
 ترجمه جد امجدش میر عبد الواحد شاهی قدس سره در اینجا تحریر یافت. و نظیر این  
 وجه در تقدیم و تاخیر تراجم دیگر هم ازین فصل منظور است.

## (۱۱) ضیا - حافظ سید ضیاء الله بلگرامی قدس سره

مشار الیه چنانچه در حوزه دانشمندان ورود کرامت آموذ نموده و مجمع تلامذه همین  
 نیز بطرز موزون جلوه فرمود

در بدایت حال کلام الله را با تجوید حفظ کرد. و دامن اکتساب کمال بر زد و  
 در قصبات صوبه اوده بطور طلاب این ملک گلگشت نمود و از دانشمندان عصر فنون  
 درسی فرا گرفت و با جناب سید احمد بن سید محمد کاپوی قدس الله استراحت هما  
 غائبانه عقیدتی بهم رساند و این بیت بنظم آورده

کاپوی مک بلگرام یمن      ای تو احمد منم اویس قرن  
 بعد ازین بادر اک رؤیت والا دیده و دل را مظهر تجلی ساخت. و در بلگرام محل  
 میدا پنوره مسند خدا پرستی و تدریس علوم آراست. و عالم عالم طلبه را از حد و بدایت  
 بسر منزل نهایت رسانید. و در عصر خود بغایت معزز و مکرم می زیست. و در تقاوت  
 و طهارت و حفظ حامی سنن نبوی قدمی را سخ داشت.

انتقال او بیست و پنجم شعبان روز سه شنبه سده ثلث و مائت و الف (۱۱۰۳) واقع

شد. و موافق وصیت پایان مرقد خواجہ عموالدین بلگرامی که صاحب ولایت آن مقام  
است بیرون حریم متصل دیوار جنوبی منزل آرام یافت. راقم الحروف گوید  
ز سپید ضیاء اللہ نحرید منور ساخت از خود محفل قدس  
خرد تاریخ او درخواست از غیب ندا آمد - ضیاء منزل قدس  
نقش در تمین است و نشرش مایعین - شعروانشا دون مرتبہ آنجناب است و  
شعاری که ثبت می شود پرتوی از ان آفتاب است

قطره می که لبی بی تو چشیدان گیرد بگونا شده از چشم چکیدن گیرد  
براه دیده دور روی درختمای مرده نشاندہ ام که خیالی تو راه گم نکند

### رباعی

ای لطف تو آب بر سر شعله چشم چون سوم بایست خلق تو خاره ویشتم  
گویا گرد ادب چو آتی به سخن بینا گردد حیا چو بکشائی چشم

### (۱۱۸) میر طفیل محمد بلگرامی

آفتاب جهان افروز یکتائی است - و در اوج دفتر اول سرگرم جلوه آرائی نینح  
جامع فنون عقلی و نقلی بود - و در تجرد و تفرد و خصائل رضیه و شمائل سنیہ بی مثل  
می زیست -

اصل والا از سادات اندر ولی من اعمال آگره است و ہما بخا در تاریخ ہفتم  
ذی الحجہ سڈثلث و سبعین و الف (۱۰۷۳) شبستان امکان را روشنی بخشید - و در

لہ دین مادہ ہمزہ ضیاء را یک عدد محسوب است و الا تاریخ تمام نمی شود و در اصل سال وفات ضیاء این  
نیست - معنف خود در آثار الکرام دفتر اول صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ مفید عام آگرہ مشال می گوید کہ آخر  
بر تحقیق رسید کہ تاریخ انتقال مشال الیہ سڈاربع و مائتہ و الف (۱۱۰۴) است و مادہ تاریخ

”ضیاء منزل قدس“  
۱۱۰۴

از خدمت میرسید مبارک محدث بلگرامی که از تلامذہ خاص شیخ نورالحق خلف<sup>صد</sup>  
 شیخ عبدالحق دہلوی است سند نمود۔ و در جمیع علوم منقول و معقول خصوص تفسیر  
 حدیث و لغت و فنون عربیت و تارتخ و موسیقی اقتداری عظیم بهم رسانید۔ و حافظہ<sup>نفس</sup>  
 برترتہ بود کہ قاموس اللغۃ از اول تا آخر از برداشت

ملاقات آنجناب با سید علی معصوم مدتی در اورنگ آباد کن اتفاق افتاد  
 سید علی می گفت:۔ من در تمام عمر خود جامع غرائب علوم مثل میر عبد الجلیل ندیدم  
 و شیخ غلام نقشبند لکنوی ہمیشہ تعریف و توصیف می نمود۔

آنجناب در سنہ اربع و مائتہ و الف (۱۱۰۲) بہ دکن شتافت۔ و عنقریب عطف  
 عنان نمود۔ و کمرت ثانی در سنہ احدی عشر و مائتہ و الف (۱۱۱۱) بہ ارادہ تلاش  
 معاش جادہ مسافت دکن پیمود و بعد از طی مراحل در اسلام پور (عرف  
 برہما پوری) از توابع بیجا پور اردوی خلد مکان را دریافت۔ میرزا یار علی  
 بیگ سوانخ نگار حضور پادشاہی لوازم قدر شناسی بجا آورد۔ و بملازمت سلطان  
 رسانید۔ پادشاہ بمنصبی شایستہ و جاگیر جید از محال سائی پور قریب بلگرام و تحت  
 بخشگیری و وقائع نگاری گجرات شاہ دولہا۔ قرین عنایت ساخت۔ آنجناب  
 در تارتخ خدمت انشائی کند۔

مرا از جناب خلافت عطا شد      ز روی کرم خدمت عیش افزا  
 خرد گفت تاریخ تفویض خدمت      وقائع نگاری گجرات زیبا  
 بعد حصول خدمت از دکن محل سفر خطہ بلگرام برست و از انجا متوجہ گجرات  
 شد و غزہ ربیع الاول سنہ ثلث عشر و مائتہ و الف (۱۱۱۳) گجرات را مورد  
 برکات ساخت۔ و قریب چہار سال ہر دو خدمت را بہ دیانت و استقلال تمام  
 سرانجام داد

و در سده ست و شصت و مائت و الف (۱۱۱۶) عزل در میان آمد آنجناب در ماه  
جمادی الاولی سال مذکور محروسه بلگرام تشریف آورد -

میرزا یار علی بیگ غائبانه نقش قدر دانی زد و هم در آن سال خدمت  
مشگیری و وقایع نگاری و تاریخ نویسی سرکار بهکمر و سرکار سیوستان از جناب  
خله مکان برای ایشان گرفت و سند حاصل کرده همراه قاصد اجیر روانه بلگرام  
آنجناب بعد وصول این بشارت سمنر عزم جانب ملک سندھ بخرامش در  
آورد و بیست و چهارم رجب سده سبوعشتر و مائت و الف (۱۱۱۶) سواد بهکمر را  
از پیر تو قدوم برافروخت - و سالها خدمات را به دیانت و امانت پرداخت

و بعد رحلت خله مکان چون قدر و منزلت آنجناب نقش خاطر شاهزادگان  
و جمیع ارکان سلطنت بود در طبقات لاحقه بی آنکه از بهکمر حرکت کند ارکان سریر  
خلافت در هر عصر سده استقلال خدمت روانه ساختند تا آنکه در عهد محمد فرخ سیر  
پادشاه از نیزنگیهای قدرت الهی در پرگنه جنوبی از اعمال بهکمر ریزهای نبات بقدر  
ثوابه خورد از ابر بارید - و به نزول این حلاوه غیبی کام و زبان عالم شیرین گردید  
آنجناب درین سانحه غریب رباعی انشا کرده در فرد و قایع معروض بارگاه خلافت  
داشت که هـ

فرخ سیر آن شهنشاه با برکات بیخ از ادب او شده شیرین حرکات

در سنده زمین عهد عشرت مهش بارید سحاب ریزه قند و نبات

میر حاکم سمرقندی که در آن زمان رائق و فائق مهمات سلطنت بود و سوانح حسن

علی باد تعلق داشت - و آخر صدر الصدور جمیع ممالک هندوستان شدند بحر ملاحظه  
از وقایع بی آنکه حکم به تحقیق کند حل بر خلاف واقع نموده در اوائل سده ست و شصت و

دمائت و الف (۱۱۲۶) معزول ساخت - آن جناب در همین سال از بهکمر





طریق استخراج تاریخ ازین دائرة این است که از خانه های چهارده گانه هر خانه را که خواهند مبدء قرار دهند - و بهر عددی که بخاطر برسد شمار نمایند سوای واحد و چهارده و انصافش و اول با آخرین - و بهر خانه که شمار تمام شود عددش بگیرند - پس عددی که بدان شمار مقرر شده اگر فرد باشد باز خانه منتهی را مبدء گردانیده تعداد نمایند مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى وَ دَوْرَةٌ قَدَوْرَةٌ تا آنکه منتهی مبدء اصل گردد - اکنون مقدار عددش بگیرند که مجموع اعداد حاصله تاریخ نشود - و اگر زوج باشد خانه ما بعد منتهی را مبدء گردانند - و همین نمط شمار منجر شود تا آنکه منتهی خانه ما قبل مبدء اصل گردد - پس بدستور مجموع اعداد حاصله تاریخ شود -

نخنی نماند که مراد از اضعاف در اعداد مستثنی مثلین و سه مثل فصاعداً باشد - و اطلاق ضعف از روی لغت بر سه مثل فصاعداً آمده است برخلاف مصطلح علماء هست  
 فِي الْقَامُوسِ :- اَلْضَعْفُ بِالْكَسْرِ الْمَثَلُ إِلَى مَا نَادِيْقَالُ لَكَ خِصْفٌ  
 يُرِيدُونَ مِثْلِيهِ وَ ثَلَاثَةُ امْثَالِهِ لِأَنَّهُ زِيَادَةٌ غَيْرُ مَحْصُوصَةٍ  
 حالاً خانه زبان آور فضائی که تعلق بموزونی طبع اقدس دارد بیان می نماید - و لذت  
 جویان معانی را خطوط روحانی می افزاید -

میر محمد مراد متخلص به لائق جوینوری که در عنفوان جوانی بشوق ملاقات میرزا  
 صائب پیاده از هند به صفایان رفت - و روزگار را بخدمت میرزا بسر برده به  
 بند برگشت - و از پیشگاه خلد مکان مدتی به سوانخ نگاری دارالسلطنت لاهور  
 سرافرازی داشت با علامه مرحوم بسیار مرتبط بود و با اشاره ایشان خمسه در سلک نظم  
 کشید - چهار کتاب از خمسه او بنظر راقم الحروف رسیده - در خانه ثنوی مقابل "خزن  
 اسرار" تصریح بتکلیف علامه مرحوم می کند و زبان به ستایش و الاهی کشاید که  
 راقم این نامه معنی سواد      محو سخن بنده محمد مراد

بودشی انجن آرای فکر داشت سری گرم ز سودای نگر  
 یافته از قید تعلق خلاص خامه کبف منتظر فیض خاص  
 از درم القصه در آمد درون اهل سخن را به سخن رهنمون  
 نشئه سر جوش خمستان هوش از پی تحقیق سخن چشم و گوش  
 صورت از دگشته بمعنی دلیل سید علامه عبد الجلیل  
 کرده بموزونی لمع سلیم طالب نویسیم چو کلام کلیم  
 می دهد از لفظ بمعنی پیام زود تر از نکبت گل با مشام  
 می برد از طرز بطلب سراغ گرم تر از نشئه می با دماغ  
 دید که فکر سخنم پیشه است دل گرو صورت اندیشه است  
 گفت سخن ساده و پرکار به تاب کش بجه و ز تار به  
 بس بود از بهر سخنور گوا معنی بیگانه لفظ آشنا  
 گفتن او فکر مرا تازه کرد روی سخن را به نفس غازه کرد  
 شد ز پری خانه دل جلوه گر خیل معانی ز سپه یکد گر  
 جرعه کش بزم اولیسی شدم پیچ در خمسه نویسی شدم  
 خامه بتقریر گرو ساختم نقش دلاویز به پرداختم  
 از مدد باطنی گنجوی طرز سخن یافت ز فکرم نوی

و ناظم خان فارغانی فی - در مدح سامی گفته و گوهر حق سفته ه

چو توئی کجاست شاه به بقلم و معانی بنویس چکس مانند تو به میچکس نهانی  
 قیمت شناسان لالی فصاحت می دانند که تا در بیتیم سخن منظور نظر معنی پرور گردد  
 بی سخن تا صدف آسمان بر خود بالیده - شعر گفتن آنجناب تقریبی بود - مذهبهای گذشته  
 که مصرای موزون نمی کرد - و هرگاه تقریبی رومی داد پیری ز ادا ان معانی را باندک تو

تسخیر می نمود- طبع معنی آفرین همین معنی دارد- و بر بانی روشن تر ازین بر علو قدرت و سمو قدرت نمی باشد- و در اصل توجه فکر عالی جانب شعر محض برای تفتن طبع و استیفاء صدف کمال بود- و الا شاعری را دون مرتبه خود می شناخت- و درین باب جبرسی نی جنبانده

مقصود من تفتن طبع است از سخن ور نه سزای زنبه من نیست شاعری

آنجناب از هفوات شاعری بسیار احترام داشت و فرزندان و تلامذه را سخت یاد می کرد که زبان را از هفوات محفوظ دارند- سیما نسبت به انبیا صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین مثل ترجیع مشوق مجازی بر یوسف و طعن عاشق بر صبر ایوب علیهما السلام و در جا هفواتی از شاعری بنظری آمد- آیه خاتم سوره شعر بر زبان می آورد که سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ-

و فقیر التزام کرده ام که درین صحیفه هفوات شاعری بر زبان قلم نیاید- و کام و زبان از تملوث آن محفوظ ماند آنجناب در ابتدا " طراز می " و بعد بنا بر آنکه سید واسطی الاصل است " واسطی " تخلص می کرد- اما اکثر اسم شریف خود می آورد- و در زبان عربی و فارسی و ترکی و هندی داد فصاحت می داد- غزل گفته و از دیگر اقسام سخن جواهر آبدار به الماس اندیشه سفته- و لاشک سلیقه صاحب طبعان مختلف افتاده شخصی واحد را مشاهده می کنیم که بسراجم نوعی از شعر خوب می پردازد و در نوع دیگر با مقابل سپری اندازد-

عرفی شیرازی قصیده را بپایه اعلی رسانده اما غیر قصیده را طرزے که باید بر کرسی نه نشاند-

میرزا صائب در غزل داد سحر آفرینی داده اما در غیر غزل تقبیش ننهاد- اینجا کمال قدرت الهی تماشا باید کرد و بکمال عجز خود اعتراف باید نمود که این کس هیچ ندارد و

۴۹۰  
انچه بردل واردی سازند بر زبان می آرد۔

ملاقات میر عبد الجلیل مرحوم با ناصر علی در اورنگ آباد و کن واقع شد۔  
خود با فقیر نقل کرد که صحبت خوب برآمد۔ مردم دیگر را جواب داد۔ و از اول روز تا  
نیم شب جلسه اتفاق افتاد۔ در آن آیام ناصر علی قصیدہ لامیہ تازه گفته بود۔  
تشبیب آن در وصف گرامست و گریز به نعت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مطلعش  
این است ۛ

گد اخت بسکه هوای تموز مغز خیال      شرر ز سنگ بر آید بصورت تبخال  
تمام قصیدہ بر خواند و استفسار کرد که بیتی خوش آمد۔ گفتم تمام قصیدہ خوب است باز  
بجشد کہ اگر بیتی پسند افتاده باشد نشان باید داد۔ گفتم یک بیت۔ بجز استماع  
این کلمہ تغییری در چہرہ ظاہر شد۔ در یافتم۔ گفتم این ہمہ جواہر ریز است و در مرتبہ ہفتم  
ہمہ مساوی۔ اما گاہ می شود کہ آیداری یکی متناز می افتد۔ ازین حرف رنگ اصلی بحال  
آمد۔ و پرسید کہ کدام بیت خوش آمد۔ گفتم این بیت ۛ

ز بسکہ غم بزین نار سیدہ مے سوزد      چو شمع بر سر شلخ است ریشہای نہال  
ناصر علی تحسین کرد کہ فی الواقع من ہم این بیت را از سائر بیات متناز می دانم۔  
و نیزی فرمود کہ در دو بیت ناصر علی دخل کردم یک بیت از یاد راقم الحروف  
رفت و بیت دیگر این است کہ در شنوی در مدح خلد مکان می گوید ۛ

محی الدین محمد زیب اورنگ      فضای شش جہت بر شوخیش تنگ  
میر عبد الجلیل فرمود کہ لقب پادشاہ محی الدین است بی تشدید یا از باب افعال  
ناصر علی اعتراف نمود

باز میر فرمود کہ در ہمین شنوی جاے در مدح اسپ گفته اید کہ ۛ  
لفکیر لامکان سیرش ہم آہنگ      فضای نہ فلک بر شوخیش تنگ

مدح پادشاه و مدح اسپ بر یک وتیره واقع شده و شوخی نسبت به پادشاه ملائمت  
 ندارد۔ ناصر علی بیت را از مثنوی بر آورد۔ و در اکثر نسخها نیست اما در یک نسخه کهنه  
 بیت مذکور بعینہ بنظر راقم الحروف رسیده۔ و در نسخه دیگر بتغییر مصراع چنین دیده شد  
 شهنشاه جهان هوش و فرہنگ محی الدین محمد زیب اورنگ  
 میر عبد الجلیل را غلامی بود کہ در سفر و کن خدمتها کردہ و مشراط و فاجا آورد  
 بنگامی کہ در لشکر خلد مکان و با افتاد۔ و عالمی بتاراج فن رفت۔ پیما نہ او ہم لبریز  
 گردید۔ میر در مثنیہ او مثنوی پر سوزی بنظم آورده و با ناصر علی ذکر مثنوی مسطور در میان  
 آمدہ مطلعش این است ۛ

بیا ای خامہ ماتم روایت پریشان ساز گیسوی حکایت  
 ناصر علی بسیار مخطوط شد و نسخه استند عا نمود۔ آنجناب نسخه ارسال نمود۔ ناصر علی  
 در جواب این بیت بدیہہ بر شقہ کاغذ را نشان نوشته فرستاد۔ و راقم الحروف  
 آن را مشاہدہ کردہ

ندانم تا چہ از دست ایوب تومی آید کہ بوی خون مظلومان ز مکتوب می آید  
 شخصی مصراع از بیت میرزا امیر دل در مجلس خواند کہ ۛ  
 "روز سوار شب کند اسپ چراغ پا"

و گفت کسی مے تواند کہ پیش مصرع ہم رساند۔ علامہ مرحوم فی البدیہ اشاکردہ  
 غرہ مشوکہ ابلق ایام رام تست روز سوار شب کند اسپ چراغ پا  
 از آن شخص بے اختیار آفرین سرزد و گفت حق این است کہ مصرع بشریف بہ از پیش  
 مصراع میرزا واقع شدہ۔ میرزا چنین گفتہ است ۛ

بالطبع سرکش این ہمہ رنج و فاجر روز سوار شب کند اسپ چراغ پا  
 مهارت آنجناب در فن عروض عربی و فارسی بمرتبه نہایت بود۔ میر نور اللہ احراری

## در شرح قول شیخ سعدی که

وَإِنْ سَلِمَ الْإِنْسَانُ مِنْ سُوءِ نَفْسِهِ      فَمِنْ سُوءِ ظَنِّ الْمُنْعَى لَيْسَ يَسْلَمُ

نوشته که لَا یَسْلَمُ فصیح تر از لَیْسَ یَسْلَمُ می نماید چه در نسخه لیس مصرع زیاده میشود نتی

آنجناب برین قول حاشیه تحریر نموده - در اینجا کلام مشریف بجنسه نقل کرده می شود -

”مغنی نماند که این بیت بر وزن دم ازان اوزان ثلثه بحر طویل است که عروض و ضرب آن مقبوض

”می آید و تقطیع مصراع ثانی که منطوق است و موزون به آن فعولن مفاعیلین فعولن مفاعیلین باشد چنین

”است فمن سو فعولن - عطفن فاعل مفاعیلین و عی لی فعولن س یسلمو مفاعیلین - و چون تقطیع

”مذکور معلوم گردید ظاهر شد که واجب و متعین است که نسخه لیس یسلم باشد نه لا یسلم چنانچه

”میرگان برده چه حرف لام و یا از حرف لیس و تقطیع بالفظ دعی مرکب شده بر وزن فعولن تا

”شد و سین کلمه لیس بالفظ یسلم منضم گشته بر وزن مفاعیلین خواهد گردید که ضرب مقبوض است

”و در صورتیکه نسخه لا یسلم بقول میرا اعتبار نمایند لفظ اما بالفظ دعی مرکب شده فعولن خواهد شد

”و لیسلم بر وزن فاعلن خواهد ماند - و فاعلن در ضرب بحر طویل نمی آید چنانچه بر متبع عروض پیدا

”است چه ضرب بحر طویل تام می باشد یا مقبوض یا مخذوف - و فاعلن ازین هر سه قسم خارج است

”پس آنچه میرا نوشته که از نسخه لیس مصرع زیاده می شود موافق میزان طبع میرا است نه موافق میزان

”عروض طرفه آنکه مصراع در صورتیکه لا یسلم باشد کم می شود -

”و چه مناسب این مقام است بیتی که خلیل بن احمد واضع فن عروض در مثال وزن دوم بحر

”طویل آورده -

”سُبْدِي لَكَ الْإِيَّامُ مَا كُنْتُ جَاهِلًا      وَيَا بَيْتَكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تَزِدْ

”و عبارت میرا که لا یسلم فصیح تر از لیس یسلم می نماید چه در نسخه لیس مصراع زیاده می شود نتی

”و محل تامل است زیرا که منطوق عبارت دلالت دارد برین که زیادت مصراع منافی فصاحت است

"ووزن عوفی را وجود او و عدم آن در فصاحت و عدم آن در غلی هست و حال آنکه هیچ یکی از علماء معانی  
 "این معنی را در فصاحت کلمه و کلام و عدم آن اعتبار نکرده - بر فرض تنزل مقتضای عبارت میر  
 "آنست که بر تقدیر زیادت فصاحت مرتفع می گردد و حال آنکه لفظ فصیح شرک برای تفصیل است  
 "وال است برین که نسوئ لیس لیس هم فصیح است پس فصاحت این نسخه باز یادت وزن  
 "با عقدا میر چه قسم جمع می تواند شد اللَّهُمَّ اغْفِرْ هَفْوَائِي وَ اَعْفُ عَنِّي كُلَّ عَفْوٍ  
 "اَنْتَهِی کَلَامُهُ

از عهد خلد مکان تا عصر محمد شاه پادشاه جمیع امراء عظام اعوانه و اکرام میر بجای  
 آرند و تشنه صحبت والا بودند سیما امیرالامرا سید حسین علی خان که بایشان الفتی  
 خاص داشت - و اکثر در مجالس خود بر ملای گفت که میر عبد الجلیل درین عصر نظیر  
 ندارند و لوازم احترام فوق الحد بتقدیم می رسانند لهذا آنجناب از تیره دل بمدحت او پرداخته  
 و نام او را زنده جاوید ساخته

و آنجناب با امیر خسرو علیه الرحمه تشابه تمام دارد - و خود در مثنوی می فرماید سه  
 اگر چه میر خسرو بود استاد ندارد چرخ چون او دیگری یاد  
 بفکر دور دو پرواز دارد بنی نبود ولی اعجاز دارد  
 در انواع سخن شور جهان است بقدرت خسرو صاحبقران است  
 دلی من هم ازین گلدسته نو درین عصرم بجای میر خسرو  
 کمال از بهر نمطا دلخواه دارم امید تربیت از شاه دارم

تشابه ایشان با امیر خسرو هم از راه جامعیت علم و عمل و هم از جهت مصاحبت  
 ارباب دول - چه امیر خسرو از آغاز تا انجام با سلاطین دہلی بسر برد و هفت پادشاه  
 را خدمت کرد - طرفه آنکه علامه مرحوم هم بلوازم خدمت هفت پادشاه دہلی از سلاطین  
 تیموریه پرداخت یعنی خلد مکان عالمگیر و شاه عالم و محمد معز الدین (جهاندار شاه)

و محمد فرخ سیر و رفیع الدرجات و شاهجهان ثانی و محمد شاه رحمہم اللہ تعالیٰ  
 امار رفیع الدرجات و شاهجهان (ثانی) ایام معارودوی بر سریر فرمان روائی نشسته  
 و از غارت گرجا جل فرصت نیافتند۔ قصیدہ میمئہ میر کہ عنقریب می آید بنام شاهجهان  
 ثانی است

اشعار میر اگر چه در مدائح واقع شده اما مدۃ العمر صلہ شعر از احدی نگرفت الا  
 یکبار و تنیکہ این رباعی از نظر سلطان اورنگ زیب خلد مکان گزرانیدہ  
 کسری کہ بعدل بود عالم پرور      بنی جرم آویخت پای زنجیر ز در  
 ذاتت ز کمال عدل تجویز نکرد      آویختن سلسلہ در ہم در کشور  
 سلطان چار خریطہ از ظلامی مسکوک و کن کہ آن را ہون نامند بدست شہزادہ کام بخش  
 داد۔ شاہزادہ بدست مخلص خان میر بخشی داد۔ مخلص خان بہ میر رسانید۔ و این  
 یکبار صلہ گرفتن میر در تمام عمر غالباً برای استکمال تشابہ با امیر باشد بہ امیر خسرو صلوات  
 از سلاطین و امرا قبول می فرمود چنانچہ از تتبع تصانیف امیر واضح می شود  
 سلطان قطب الدین بن سلطان علاء الدین خلجی جائزہ کتاب ”نہ سپہر“ ز  
 برابر وزن جثہ فیل تسلیم نمود۔ امیر در ان کتاب تفریح می نماید و از زبان سلطان  
 قطب الدین می فرماید

بتاریخ ہچون من اسکندری	کندہر کہ آرایش دفتزی
ز گنج گر انمایہ بے شمار	دہم بار پیش نہ آن پیلبار
مرا خود دین رہ پدر شد دلیل	کہ می داد ز ہم ترا زوی فیل
شناسد کسی کش خرد رہنمون	کہ از پیلبار است و ز نش فرود
چو میراث شد پیل زر داد نم	نہ زیباست زین سہل تر داد نم
شہانج بختا کرم گسرا	معانی شناسا سخن داورا



مرا عمر که شصت بالا گذشت	هم پیش شان و بالا گذشت
بسی بندگی کردم از خون نخت	که بسنه در خدمت چار تخت
ز شان کسی کا ولم کرد یاد	معزاله نابود شده کیقباد
از ان پس ز فیروزه جرخ بلند	شدم پیش فیروز شاه ارجمند
از ان پس که در شته ستائی شدم	تو نگر ز گنج علای شدم
شد اکنون که اقیال همدم مرا	نوازنده شده قطب عالم مرا
چنین بخششی که تو جهم یافتم	در ایام پیشینه کم یافتم
کنون لابد از سحر سخ ز من	باند از بخشش آید سخن
بر اند کزین پیش پرداختم	چو این نامه خاص کم ساختم

مخفی نماند که مراد از معزاله نامه دنیا است برای ضرورت شعردنا در آوردن  
و آن جمع دنیا است و مراد از فیروز شاه سلطان جلال الدین خلجی باشد چه نام  
اصلی او فیروز است

اکنون سلسله مطلب اصلی می جنبانم - در عنفوان شباب "امواج النیال"  
نام شنوی در تعریف دار السلام بلگرام فرموده - و درین شنوی اکثر قواعد موسیقی  
هندی ضبط نموده با ثبات برخی از ان شنوی روی ادراق را مزلف می سازم

آب و گل من که فیض عام است	از خطه پاک بلگرام است
سبحان الله چه بلگرامی	کوثر می و آفتاب جامی
خاکش گل نوبهار عشق است	آبش می بی خمار عشق است
از عشق سرشته ایزد پاک	از روز ازل خمیر این خاک
هر لاله کزین دیار روید	تخم دل داغدار روید
هر گل که دمیده است زین کاف	خونین بگرسیت پیرون چاک

نرگس نبود بصحن گلزار  
 گل با سنبل بهم دران خاک  
 خورشید از ان بهار نیزنگ  
 سنبل بچمن بود بصد ناز  
 از فیض هوای آن گلستان  
 ز آتشکده سبزه می زند جوش  
 تا شد چمنش بدیده محسوس  
 تا بستانش که عیش بار است  
 گرمی آنجا است مایه زلیست  
 سرما چو دران مقام آید  
 هر دود که از جگر کند گل  
 چون موسم برشکال آید  
 جولان سحاب شوخ طناز  
 در ویش هوا بسی نفس خست  
 وز نشئه ذکر چه شد مست  
 نشاء همنشئه یک تاز برسات  
 نقاره نواز حشمت خویش  
 از برق نموده تیغ خون ریز  
 ترکش ز تقطر بهارین  
 تا روی زمین بدست آرد  
 باریدن ریزه ریزه باران  
 منصور برآمد است بردار  
 آویخته بسطی بفتر اک  
 پشمرده گللیست باخته رنگ  
 رنگی بچید کند انداز  
 سر سبز شود نفس چو ریحان  
 بچون خط یار از بنا گوش  
 شد پرده چشم بال طائوس  
 چون گرمی عشق سازگار است  
 گوئی که حرارت غریزیست  
 عنقای هوا بدام آید  
 افسرده شود چو شاخ سنبل  
 حسنش بحد کمال آید  
 چون خیل پری بود بر پرواز  
 تا خرقه رفته رفته دوخت  
 تسبیح هزار دانه در دست  
 ساغر کش نشئه مباحات  
 مشکین علم سحاب در پیش  
 وز ابرسیه سپر دلاویز  
 وز قوس قزح کمان نلین  
 بر فوج خزان شکست آرد  
 کرده ورق نشاط افشان

نفسی است ازین بهار مرغوب      ظلِ مه‌دود ماء مسکوب  
 بر سوخته نمی کرشمه پردانه      از نوک ننگ جگر رفو ساز  
 تا پای کشان کند کاکل      سرست نگاه پر آغافل  
 تا در تنق حیا نشسته      حق از مژه بر نگاه بسته  
 صنفهای مژه بترکتازی      مشغول نبرد نیزه بازی  
 قدی و نهال جلوه نوخیز      حسنه و بهار غمزه گل ریز  
 از چین چین ناز تخمیر      در پای نگاه بسته زنجیر  
 از داشدن گل تبسم      در خون شفق پلیده انجم  
 از سینه نشان که خوش بهار است      پیشانی سحر داغدار است

دیگر شنوی گفته در جشن طوی محمدر فرخ سیر پادشاه با دختر راجه اجیت سنگه راتهو  
 که در سبوع و عشرين دأته و الف (۱۱۲۷) واقع شد - جولان فکر عالی ازین شنوی  
 جوید است خصوص در مقامی که اسماء پردای هندی در ضمن الفاظ فارسی آورده -

و بے تصنع سحر حلال بکار برده - این چند بیت از ان مقام است -  
 چو صید دل نماید محسن آهنگ      پرد از چهره بهار سارنگ  
 در آن مجمل کجا بر گوش می زد      نوای کان نه راه هوش می زد  
 اگر تشاپور با خسرو بخاک اند      پی این نغمه از حسرت ملاک اند  
 معنی بر نواز آفسان و ترزد      که از بر لب بهار عیش سرزد  
 شگفتنهای دل در آستان راست      که ان را نغمه گل و لیس کا راست  
 نوا می نغمه گرم دلبری بود      بنظم گوهری پیکو جری بود  
 شگفتن آبخنان سرمی ز داز تا      که کردی سینهارا سخن گلزار  
 اگر چه زهره دار و خوش نوا می      بدانی حال او این سوگرائی

## دروصف طائفه رفاصان

گروهی از صباحت غازه بررو  
 یکی از تاب حُسن صندلی رنگ  
 یکی از فیض رنگ زعفرانی  
 یکی بُردِ رنگِ سرمه‌ی بهوش  
 گروه زن گشته به شوخ پری زاد  
 رخی برهم زن هنگامه گل  
 ز موج جنبش ابروی ایشان  
 به ابرو کرده جادوهای عشاق  
 ادای گردش چشم فسون ساز  
 بسوی گردش چشم آرد آهنگ  
 نگه در دِلِ برستمند است  
 بگرد چشم مست سحر پیروان  
 که تا بسمل کند دِل‌های خسته  
 بود کا کل باین معنی مُباهی  
 میان زلف لعل گوشواره  
 کنارِ مَوْنِ لَیْلین کتا سو کونین  
 ز مروارید بینی گاه دیدن  
 دران بینی ز مروارید و یاقوت  
 سرشک قطره خون دل ماست  
 دهن سرچشمه گوهر فشانی  
 گروهی از ملاحات سبزه جو  
 صدراع شوق افزودی بنیرنگ  
 بهار دیده کرده ارغوانی  
 بعشق نال زن گفته که خاموش  
 ز کا کل بردل و از لغه بر باد  
 نگاہی قبله کیفیت عمل  
 فدا ده کشتی دلها به طوفان  
 تو گوئی شیشها چیدند در طاق  
 پُخرخ آورده دِل‌های نظر باز  
 تماشائی بیال گردش رنگ  
 ز خط سرمه در دستش کند است  
 ز پُر گردیده ترکان فسون نما  
 کرشمه آستین را بر شکسته  
 که رنگ نیست بالا به سیاهی  
 بهار عشق بچاپ کن نظاره  
 گشای دامنِ به ادب و نودین  
 چه قطره دل میبای چکیدن  
 نگاهِ عالمی را کرده مبهوت  
 که سرگردان حُسن حیرت افزاست  
 تبسم موج آب زندگانی

تبتسم از برق آخر چه فرق است  
مسی زیر لب اطراف دندان  
تبتسم در مسی دارد بهار سے  
ترغم از لب نشان می کند گل  
لب از رنگ لطافت چهره افروز  
بگرداب زنج مائل جهانی  
چنان سید زنج سرت نور دست  
بود گوش از صفا بالای گردن  
دو ترک چشم ساغر بر کف دست  
که هر دو گوش نزد صاحب دید  
گدوبندی زنی چون بر نظر زد  
دو چشم و سینه را با هم بهاری است  
نود سه موج رنگ بان ز سینه  
خیم چو زنی بغایت دل پسند است  
سیه چوری بود چون تار سنبل  
ز انگشتان می رس و خون بسمل  
در انگشتان نگین رافتنه کار است  
نگین در دست گرم دلبری بود  
سری کوهی نهان در جوش گلشن  
نظر در سرین مشغوف دیدار  
نگارین پای زیب ساق دلجو  
که هر دندان یعنی تخم برق است  
تو گوئی ظلمت است و آب جوی  
چو شمشیری که رخشند در نجاری  
زیر گل گل شبنم آهنگ بلبل  
شفق کرد است گل از صبح نوروز  
چو بر جای بهجوم کاروانی  
که از فطرت خجالت سرخ و زرد است  
باورین تیف بر عینا سه گردن  
چنان گشتند از صبا سبب است  
دو ساغر از دو دست بر دغلطید  
خطوط آفتاب از صبح سر زرد  
چو بیماری که در پیشش اناری است  
بزرگ موج می اند آ بگینه  
بصید هوشها پین کند است  
که پیچید بر گلده ستم گل  
که ناخن می زند این حرف بزل  
همانا اختر دنباله دار است  
بهم گفت الخضیب مشتری بود  
دلیل آن که در آنگاه دامن  
چو مفلس در طلای دست افشار  
سهی سروی دمیده بر لب جو

قدم در قفس زان رو بهقرار است	که بر دلهای گرم اورا گذار است
برنگ شمع زانها قد کشیدن	برنگ قطره از دلهای چکیدن
کردن بیچ و تاب قفس بیتیاب	چو موئے کوفتند در جوش گرواب
بهنگام اشارت چشم و ابرو	کف دست و سر انگشتان و بانو
بنطق آیند در تصویر ایما	قیامت می نماید نطق اعضا
زمین از قفس شان گلزار چین شده	هوایا خنجر طائوس آفرین شده

### در صفت چرخ اغان

شبی روشن تر از صبح سعادت	مصفا چون دل اهل عبادت
هزاران شمع هر سو جلوه گر شد	تجلی پرور نور نظر شد
زده هر شمع بر سر طره زر	زمر و ارید غلطان جامه دربر
درین شب شمعها را خوش ظهور است	سراسر بزم سرودستان نور است
صیف فانوسها چون گنبد نور	بانواع تجلی گشته معمور
زهر فانوس بنید چشم انصاف	دل نورانی از پیراهن فصاف
به فانوس خیالی دیده مانوس	نظر در سیر رنگ بال طائوس
شعلع مشعل تابان دل افروز	برنگ پر تو حسن گلو سوز
چرخ اغان صف زده چون شانه زد	که در هم داشت شب زلف معبر
چرخ اغان جمله تن گشته دما نهها	فقیله پای تا سر شد ز با نهها
دعا کردند بهر شاه چون من	که شمع سلطنت زو باد روشن

### در صفت آتش بازی

هوای عزم سیر آسمان کرد	بهر جانب جریب زروان کرد
پی تعلیم حرف روشنائی	فلک شد صفحہ حرف هوائی

ز جوش نور مہتاب و ستاره	بہوا شد چرخ دیگر در نفاہ
شجرہ از طلای صاف کردند	بر بر شب مشجر باف کردند
ز چرخ شد عیان بر عام و بر خاص	کہ جو رشید اندر این شب گشتہ قاص
چنان در دود طالع شد ستارہ	کہ در گیسوی شعاع گوی شوارہ
بنفشہ تخیلی شعاع افروز	سحر شب را گرفتہ در اقل روز
منودی روشنی از جام مہتاب	چو در ہوتہ گرا از نقرہ تاب

### در صفت رستقاریان

رستقاریان گوہر یاش در گاہ	گردی پیش پیش موکب شاہ
عرق ریز از جبین خوش تلاشی	بزرگ بر گرم آب پاشی
قدم زن پای ہر یک بزرگ ابر	دو ل مشک ہر یک چون رگ
بگرداہ مشکشان بدل داشت	کہ ہر یک معج دریا در لعل داشت
چو گرد از آب پاشی شست شویا	زین ہم زین عروسی آہویافت
بگیتی محو شد بروجہ دلخواہ	نہار از خاندان و گروہ از سر راہ

تختی مانند کہ این مثنوی بموانع وقت از نظر پادشاہ نگذشت و چون پادشاہ غنقر  
سریر آرای ملک جادہ اتی شد۔ آنجناب دل بہ تبیض مسودہ مثنوی ندادہ متوبہ  
عالم قدس گردید۔ بعد رحلت ایشان محرر اوراق مسودہ را از سواد بہ بیاض برد  
و ابیات مشکل را حسب الطاقۃ حل کردہ حواشی بقلم آورد۔ و درین محل چند  
بیت مشکل با حواشی در معرض تحریر می رسد کہ عالی از فوائد نیست۔

در مدح پادشاہ

وَإِنَّ فَائِقَ الْوُثَمَىٰ فِي الْجِدَنِ الْفَضْلِ	فَإِنَّ الدَّمَ لَبَعْضُ الْفَقْطْرِ فِي الْأَصْلِ
---	--

ان شرطیہ است جوہر آن محذوف ای فلا باس معنی چنین است کہ اگر فائق شد

پادشاه خلق را در جنس و فصل ماهیت انسانی پاک نیست پس بدرستی که مروارید  
بعضی از قطر هاست در اصل حال آنکه فائق است از دیگر قطر ها -

این بیت در تنج ابی الطیب متنبی است که در مدح سیف الدوله ممدوح خود  
گفته است

وَإِنْ تَفَقَّيَ إِلَّا قَامَ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَإِنَّ الْمَسَّكَ بَعْضُ دِمِ الْخِرَالِ  
خطاب به ممدوح است یعنی اگر فائق شدی خلق را حال آنکه تو ازیشانی پس پاک  
نیست زیرا که مشک بعضی از خون غزال است حال آنکه فائق است -

بر وقت شناسان هویدا است که تشبیه لاحق از سابق پاکیزه واقع شد -  
ایضاً در مدح پادشاه است

مثل از دانش او که کند گوش فلاتون از مثل سازد فراموش  
مثل بضم تین جمع مثال - و مثل افلاطونی بچند معنی است - گاهی مراد می شود عالم  
مثال که متوسط است در میان عالم غیب و عالم شهادت و گاهی مراد می شود ص  
علیه الهیه که قائم بذوات خود اند نه بذات خداوند تعالی شان و گاهی مراد  
شود جواهر مجرده که آن را از باب انواع نامند یعنی از هر نوع فردی است بحر  
از ماده ازلی و ابدی که افاضه کمالات جمیع افراد آن نوع و ابستاء اوست -  
آن را بلسان شرع ملک البحار و ملک الجبال و جز آن خوانند

این معانی از حاشیه میرزا اید بر امور عامه مشرح موافق و کتب دیگر بقلم  
ایضاً در مدح پادشاه است

سپاهش چون عرضی وقت تصریح کند روشن بر اعداد حرف تقطیع  
عروض بالفتح نام علم مشهور است عرضی منسوب بآن و تصریح در لغت افکا



و در اصطلاح شعرا قافیه آوردن در مصرع اول از بیت یعنی طلع ساختن و حرف تقطیع  
در اصطلاح عروضیان ده اند مجموع دین عبارت "لَمَحَتْ سُبُوحُ خُتَا" معنی آن  
درخشیدن شمشیرهای ما -

### و صفت فیلان

خط قرمز به پیشانی فیلان اگر می دید فضاء سخندان  
نمی کردی بشعر خوشتن فخر بآن ناز و علم درباره صخر  
تلیح است بسوی بیت مشهور از قصیده خنسا بفتح فاء معجمه و لون و سین همله  
یکی از مشاهیر نساء سخن طراز عرب که در شبیه برادر خود صخر نامی گفته که ه  
وَأَنَّ صَخْرًا لَّنَا تَمُّ الْهَدَاةِ بِهِ كَأَنَّهُ عَلَمٌ فِي سَائِلِهِ تَأْسِ  
یعنی بدستی که صخر هر آینه اقتدای کند راه نمایان باو - گویا صخر کو بی است که بر  
سر آتش داشته باشد - چه کوه که در راه بنوئی پیوید است مصوص در حالی که بالای  
آتش افروخته باشند -

و در اینجا مراد آن ست که اگر خنسا خط سرخ پیشانی فیل می دید به تشبیه کوه و  
آتش فخر نمی کرد -

### و صفت اسپان

پوگام شان به تندی آشنا شد بهر گامی بنا بر برج العصا شد  
عصا نام اسپ جذمیه الایرش پادشاه یمن - گویند هرگاه جذمیه در بلاد روم رفت  
و به دغا کشته شد قصیر که ذریه جذمیه بود بر آن اسپ سوار شد - اسپ جلور نیز بزرگی  
نیل خود را رساند و در آنجا بول کرد - و در آن موضع برجی بنا کردند و برج العصا  
نام گذاشتند کنانی المحاضرات للمراغب الصفاهانی -

## ایضاً در صفت اسپان

و ثوب شان تعجب افزین است مثال طفره نظام این است  
طفره در لغت یعنی برجستن و نظام بنون و تشدید طاء معجمه عالم معتزلی مشهور قائل بر مشد  
طفره - و مراد نظام از طفره این است که متحرک مسافت را طی کند بر وجهی که از مکانی  
به مکانی بچد و مسافت میان را اصلاً محاذی نگردد -

معنی بیت آنکه اسپان از بس سرعت برین روش مسافت طی می کنند و مثال  
طفره نظام که محال است بوجود می آرند -

در سنه احدی و ثلاثین و ثمان و الف (۱۱۳۱) نیکو سیر بن محمد اکبر بن خلد  
مکان که در قلعه آگره بخون بود و افعه طلبان او را بر آورده بر تخت نشاندند -  
امیر الامرا سید حسین علی خان بالمشکر جز از دلیلی به آگره رسید و قلعه را بعد از  
مفتوح ساخت - میر حمید الجبیل قصیده غزائی در ترنیت انشا کرد - نواب پاشا  
هزار روپیه و اسب و خلعت صدمی داد - علامه مرحوم بر وفق ضابطه خود سر قبول  
فرود نیاورد قصیده این است -

مژده ای دوستان که در عالم	نقد شد نسیم بهار رارم
نونهال طرب بهار آمد	گل نشان گشت خاطر خرم
دل خوشی نشاء رسا بخشید	بگل و سبزه و بهار قسم
بانغ از بس شگفتگی پر کرد	ساغر گل ز باد شبنم
ابردامن کشان خرامان آ	برق رقصان و رعد گرم نغم
نوبهار از برای رسم نثار	هر طرف از شگفته ریخت دم
که امیر سر آمد امرا	کرد تسخیر قلعه اعظم

این نظر از مواهب عظمی است  
 پسر اکبر آنکه در افواه  
 بود در حصن آگره محبوس  
 داشت عیشی و کنج عافیتی  
 تا گمان نفس شوم را پیش زرد  
 دید اسباب بغی آماده  
 ز بسیار زمره او باش  
 ابروی فتنه زده نمود کمان  
 از پیرد داشت ارشاد بغی از آن  
 کرد پرویزی ز چتر به سر  
 چون برید این خبر به دلی برد  
 خسرو دین پناه شاه جهان  
 آن ابوالمجد و العلاذ و الجود  
 بنده اش کیقباد و کیکاؤس  
 بختی الملک را اجازت داد  
 آن امیر جماعه امرا  
 قره العین حیدر کزار  
 خلف الصدق موتم الاشبال  
 جود او شهره دیار عرب  
 نازد از نسبتش سمنوسب  
 می کند با جماعه دلریش  
 بر زبان واجب است ذکر نعم  
 یافت نیکو سیر بعکس علم  
 آنچه مفهوم ممتنع بعدم  
 خاطر آسود تر ز صید حرم  
 خفیه آمیخت در طعامش سم  
 اشتها صاف و اشته پر زد سم  
 اکبر آباد قلعه محکم  
 زلف آشوب گشت تخم در خم  
 فتنه آنجخت در کمال عظم  
 بیخت بر فرق خود غبار الم  
 شعله زد خشم داور عالم  
 آب و رنگ بهار فضل و کرم  
 مسند آرای چار بالش جم  
 نوکش یو و بیزن و رسم  
 تا کشد لشکر ظفر پرچم  
 چون حسین علی هنر بر شیم  
 نخبه نسخه بنی آدم  
 پیش او شیر شتر زده کم ز غنم  
 تیغ او ضابط بلاد عجم  
 بالدار همتش علو همم  
 لطف او آنچه می کند مرهم

غوطه در جود او زند دریا  
 هست مقیاس جود او بسحاب  
 در فن صرف همتش نبود  
 در صف جنگ با سر اعدا  
 دشنه و نیزه اش بجان عدو  
 تیغ او شد بفرق اعدا غرق  
 در دل خصم او در آید رمح  
 با کمندش سر معاند او  
 ظفر از فوج او شود پیدا  
 کرد نهصت بدولت از دہلی  
 لشکری در رکاب بیش از حصر  
 همه زور آوران فیل شکوه  
 کرد اسپان فوج نصرت موج  
 آمد و قلعه را محاصره کرد  
 شرح اسباب قلعه گیری رخت  
 چون هنگام بدور گردایی  
 خصم را سوخت توپ شیر دانی  
 از دہای است توپ غازیخان  
 چه نویسد ز توپ قلعه کشا  
 تا براید به قلعه نصرت  
 هر طرف شد مرتب از سبابا  
 لطمه از دست او خورد ضعیف  
 مثل مقیاس فزہی بوزم  
 ذکر ی از کلا دار زن و از لہم  
 چون الف گشته تیغ او الزم  
 می کند کار عقرب و ارقم  
 همچو حزنی کہ می شود مدغم  
 چون در آید بر اہل خود محرم  
 مثل ولوی است با رسن منعم  
 فتح با تیغ او بود توام  
 فضل حق بہمان ظفر ہمدم  
 دیوار نعرہ بیان در رم  
 کہ بہ شیر زریان زدندی بم  
 دامن افشان برین بلند خیم  
 همچو انگشت و حلقہ خاتم  
 سرمہ عجب در گلوی قلم  
 توپہا کرد قلعه جمع بہم  
 کس ندید است شیر آتش دم  
 کز سر ہندوان نموده لقم  
 اسم او بر تلاش اوست علم  
 سینہ گردید فوج را سٹم  
 دخمہ بہر دشمنان دژم

زان طرف هم مخالف سرکش  
 کوشش داشت در ثبات قدم  
 دست و پا زد درون قلعه بسی  
 چون چینی که واجهت بشکم  
 کرد استقاط این چنین آخر  
 صدمه توپهاست مستحکم  
 کار بر اهل حصن شد دشوار  
 مرگ مقلوبت زندگی مبهم  
 قلعه شد بر جماعت اعدا  
 از مصیبت چو حلقه ماقم  
 شد برون آمدن چنان دشوار  
 که سخن از زبان اهل بکم  
 از برون هم راه رسد نشد  
 چون نفوذ صدای گروش اضم  
 از سر بحر خواستند امان  
 از ترجم بجان امان بخشید  
 باللب خشک و دیده پر غم  
 فتح قلعه بزور تیغ نمود  
 وقتاندرت خوش است ترک نظم  
 شد سیه طالعی ز قلعه برون  
 این چنین می کنند اهل هم  
 این معنی کشود فطرت او  
 شاد گشتند دوستان یکسر  
 شرح حال منافقان گویم  
 شاد گشتند دوستان یکسر  
 سرخی افعال روی سیاه  
 که بآن چو خلیفه ام اعلم  
 کن کتخن کی سکت کمان پاوس  
 خوش خضابی است از خا و تم  
 رمضان ایچی بوله می بخشی فتح  
 محمد الله و اهب الا لاء  
 از پی هم دو عید گشت پدید  
 کن کتخن کی سکت کمان پاوس  
 هر طرف مجلس طرب چیدند  
 از پی هم دو عید گشت پدید  
 دان دگر از ترانه رنگین  
 آن یک از شعور دیگری ز حکم  
 چنگ وطنیور کرده با هم ضم  
 معنی فطر جلوه کرد اعم

«كَمْ مَزَلَتْ قَبِيَّةَ اَقْدَامٍ اَقْوَامٍ وَاَقْرَبُهُمْ اِلَى الصَّوَابِ وَاِصَابَةِ الْحَقِّ  
مَنْ اُعْتَرَفَ مِنْهُمْ بِالْعِجْرِ»

مراد میر باقر از معترف علامه تفتازانی باشد.

معنی بیت آنکه این عقده در اشکال و عدم انحلال مثل جذر الا صم علم حساب بود یا  
جذیر الا صم علم معقول و لفظ اصم بمعنی سنگ سخت مصمت نظر بقلمه سنگین مناسب است  
سه شرح حال منافقان گویم که بآن چون حذیفه ام اعلم  
حذیفه نام صحابی مشهور صاحب سر رسول الله صلی الله علیه و سلم حضرت ادر را  
پنهان از حال منافقان خبر داده بود. و درین بیت اشارت است بکمال تقرب و  
محرمیت خود با ممدوح.

کتم بفتح کاف و تاء فوقانی گویا بی که بآن خضاب کنند.

سه از پی هم دو عید گشت پدید معنی فطر جلوه کرده اعم

چون قلمه در ماه مبارک رمضان مفتوح شد دو عید پیهم هویدا گشت اول عید ففتح که  
عید مجازی است و دوم عید رمضان که عید حقیقی است و همچنین لفظ فطر بمعنی حقیقی جلوه  
کرد که کشودن روزه باشد و هم بمعنی مجازی که فتح است و آن لازم کشودن روزه باشد  
پس مراد از معنی اعم این است که مطلق معنی فطر باعتبار هر دو فرد خود که حقیقی و مجازی  
باشد صادق آمد. و می تواند که مراد از اعم عموم مجاز باشد و برین تقدیر معنی چنین  
که فطر بمعنی مجازی که مطلق کشودن باشد صادق آمد عموماً به حیثیتی که متناول باشد معنی حقیقی و  
غیر حقیقی را که کشودن روزه و کشودن قلمه باشد.

و عموم مجاز در اصطلاح علماء اصول عبارت ازین است که معنی مجازی بقسبی

باشد که معنی حقیقی فرد او گردد و الله اعلم.

عج سبت سرور مراتب سر کم.

اهل موسیقی هند مراتب آواز هفت قرار داده اند و آن را "سبت سر" گویند یعنی  
هفت آواز - و هر مرتبه را اسمی گذاشته اند - و از سر بر اسم حرنی گرفته سر کم به ان  
ترکیب کرده اند - درین بیت لفظ سر کم اشاره به همان مراتب سبعة است -  
معلم بالضم نشان کرده شده -

الحال نقشه چند از تصانیف والا در آهنگ حجازی به تحریری آید و زبان  
قلم واسطی نثر ادب پرده گوش خوانیوشان را مغمول سازد و نور و عربی کشاید -  
یعنی خلد مکان در سده احدى عشر و مائة و الف (۱۱۱۱) بمحاصره قلعه  
ستاره که از مشاهیر قلاع دکن است پرداخت و در اندک فرصت مفتوح گشت -  
آنجناب در یک شب یازده تاریخ در السنه اربعه ترتیب داده از نظر پادشاه  
گذرانید - از انجمله قطعه تاریخی بزبان عربی که از شکل اصالی اختراع فرموده و  
ید بیضائی از جیب فکره وانموده - قطعه این است -

لَمَّا تَوَجَّهَ سُلْطَانُ الْأَنْدَلُسِ إِلَى	تَرَبَّ السَّمَوَاتِ فِي تَأْيِيدِ إِسْلَامِ
أَقْبَلَ بِهَامَتِهِ فِي أَصْلِ خَنْصِرَةٍ	لَوْ مَرَّ بِهَا قَادِرًا فَتَحَّ الْأَمَامِ
فَصَارَ جِلْدُ الْفَتَاحِ الْأَسْمِ مُقْتَحَا	حِصْنِ لَمِنْ عَبْدٍ وَآخِجًا بِرَحْمَتِ
نَظَرَتْ فِي الْفَاتِ وَهِيَ أَمْرٌ بَعْدُ	مِنْ قَوْقِ ابْهَامِهِ مِنْ غَيْرِ ابْهَامِ
وَجَدَتْ لَهَا لَعَامَ الْفَتْحِ حِينَدِ	سَرَّ قَاعًا عَلَى سَنَدٍ مِنْ مَدِّ ابْهَامِ
لِلَّهِ تِلْكَ يَدُ بَيْضَاءُ قَدْ مَسَّ عَمَتْ	لِلنَّاطِرِينَ قِيَامُ مُعْجَبِ سَامِ
هَذَا الْبَيْتُ يُعْرَفُ مِنَ النَّاسِ بِحِجَابِ	عَبْدِ الْجَلِيلِ بِتَأْيِيدِ ابْهَامِ

مقصود از نسیم کردن سر ابهام بزنج خنصر این است که شکل لفظ سده بهم رسد  
و چهار الف هند سه بالای لفظ سده بدستوری که معمول کاتبان اہمیت پیدا شود -  
و مضمون این تاریخ بزبان فارسی نیز بسته و قطعه فارسی بسیار بیشتر است

## رباعی

از بهر محبت علی هستی ماست گلچینی این بهار تر دستی ماست  
 دل ساغر و مهر ساقی کوثر می از میکه غذیر خم مستی ماست  
 اکنون خامه تقریب جو بتخریر احوال سید علی معصوم که اسم او در ترجمه میرزا علی  
 ذکر یافت و احوال او در تاریخ نامها کیاب است خرامش می نماید

## (۱۲۰) سید علی معصوم مدنی

سید علی بن سید نظام الدین احمد بن سید معصوم الشکلی الشیرازی المعروف  
 سید علی معصوم از مشاهیر دبا و سادید شعر است - مؤلف انوار الزیج فی انواع البیع  
 و ریاض السالکین شرح صحیفه کامله و حاشیه قاموس و سلفه العنصره ذکره شعرا  
 عرب و دیوان شعر -

خاندان او در شیراز بیت علم و فضل بوده است و مدرسه منصوریه شیراز منسوب  
 بجد او میرغیاث الدین منصور است که از غایت شهرت حاجت بشرح ندارد  
 و سید علی باضافه نام بهد قریب خود به سید علی معصوم مشهور گردید چون خوا  
 شاه عباس ثانی صفوی اراده زیارت حرمین شریفین نمود - شاه عباس - میر  
 معصوم را بابیگم همراه کرد که به تعلیم مناسک حج پروازد - در اثناء راه چون تقرب  
 تعلیم و تعلم در میان آمد و این معنی بحیولت ستر بر وجه احسن صورت نمی بست بخاطر بیم  
 رسید که کفویت ثابت است چرا عقد نکاح جلوه گر نشود - و حیولت حجاب بر نخیزد  
 آخر نکاح انعقاد یافت و بعد زیارت حرمین شریفین از ترس شاه عباس معاذرت  
 وطن متعذر شد و توطن مکه معظمه اختیار افتاد - و از بطن بیگم میر نظام الدین احمد  
 شد و در مکه معظمه نشو و نمایافت - و بهمت بکسب فضائل گماشته از اقران فائق برآمد

میر معصوم

ام الدین احمد



میر محمد سعید میر جمل اردستانی وزیر عبد الله قطب شاه والی حیدر آباد مبالغ  
 راوان فرستاده میر نظام الدین احمد را و سید سلطان را که از سادات نجف اشرف  
 و دیه حیدر آباد طلبید که دو دختری که داشت آنها را در سلک ازدواج هر دو سید  
 شد. اتفاقاً سلطان عبد الله را هم دو دختر بودند سلطان خواست که دختران خود  
 را به هر دو سید تزویج کند. میر جمل به برآشت و برخاسته بدرگاه خلد مکان عالمگیر  
 تافت. سلطان عبد الله اول دختری را به میر نظام الدین احمد که خدا ساخت  
 برای طوی دختر ثانی ساز و سامان ترتیب داد. میر نظام الدین احمد با سید  
 سلطان رنجسته داشت. او در تزویج او نمی خواستند که ازدواج سید سلطان صورت  
 گیرد شبی که نکاح سید سلطان مقرر شد. میر نظام الدین سلطان عبد الله را  
 پیغام کرد که اگر تزویج سید سلطان واقع می شود. من بخیلفت شما کرمی بندم. و  
 نزد خلد مکان رفته سعی در بدیم بنیان دولت شاهی کنم و احوال و انتقال بار کرد و مستعد  
 بویج نشست. سلطان عبد الله متحیر شد. و از کان دولت را جمع کرده بمشاوره  
 پرداخت. آخر رای همه برین قرار داد که اگر میر نظام الدین احمدی رود فتنه عظیم  
 برپا می شود. تزویج سید سلطان موقوف باید داشت. و چون اسباب طوی همه مهیا  
 شده بود. و در تاخیر ضائع می شد ابو الحسن را که آخر سلاطین قطب شاهیه است  
 و با سلاطین قطب شاهیه قرابتی داشت برای وادی تجو نیز کردند. مردم به طلب  
 ابو الحسن شتافتند. در آن وقت ابو الحسن در تکیه بقیدی نشسته بود. او را آوردند  
 بهجام بردند و بخلعت طوی آراستند نکاح بستند و موافق ضابطه توخانه را سر  
 دادند. در آن وقت سید سلطان در حمام بود. چون صدای توبه ها شنید در استفسار  
 افتاد که توبه ها را چرا اسر دادند حاضران که ازین ماجرا واقف نبودند جواب دادند که  
 سبب ظاهر است که امشب شب طوی است. سید سلطان گفت ضابطه این است

کہ تو بخانی نہ بعد عقد نکاح سرے دہند۔ و مردم را برای خبر فرستاد۔ رفتگان خبر کیے ہو  
 آوردند۔ سید سلطان در آتش غضب افتاد۔ اسباب شادی ہمہ سوخت و اسپان را  
 پی کرد۔ و خود را بدرگاہ خلد مکان رسانید۔

میر نظام الدین احمد از دختر قطب شاہ فرزندی نیاورد۔ سید علی از بطن  
 زوجہ دیگر شب شنبہ پانزدہم جمادی الاولی سنہ اثنیتین و خمیین و الف (۱۰۵۲)  
 در مدینہ منورہ متولد شد۔ لہذا اور آمدنی ہی گویند و یکسب کمال پر داختہ سر آمد  
 ادباء عصر گردید

و شب شنبہ ششم شعبان سنہ ست و ستین و الف (۱۰۶۶) بقصد حیدر آباد  
 از مکہ معظمہ برآمد و روز جمعہ بیست و دوم ربیع الاول سنہ ثمان و ستین و الف  
 (۱۰۶۸) بہ حیدر آباد رسید۔ و با والد خود ملاقات کرد

و چون سلطان عبداللہ از سریر حیات فرود آمد ابو الحسن بر تخت فرمان  
 روائی برآمد و میر نظام الدین احمد ہم بعد یکسال فوت کرد۔ ابو الحسن در اتلاف  
 متعلقان میر نظام الدین احمد کربست و نگاہبانان گماشتہ راہ آمد و شد مسدود ساخت  
 سید علی عریضہ بجناب خلد مکان ارسال داشت و ادراک عتبہ خلافت استدعا نمود  
 خلد مکان در آن ایام از ہند متوجہ دکن بود فرمان طلب سید علی بنام ابو الحسن  
 ع۔ اصدار یافت۔ ابو الحسن سید علی را با اہل و عیال رخصت داد۔ سید رخت کوچ  
 بر بستہ خلد مکان را در دار السرور بر ہان پور ملازمت نمود۔ پادشاہ اورا بغنایات  
 خسروانی نواخت۔ و بمنصب ہزار و پانصدی سیصد سوار دو اسپہ سرافراز فرمود۔ و  
 در رکاب خلد مکان بہ اورنگ آباد آمد۔ و چون ریات خلد مکان جانب  
 احمد نگر از تفارغ یافت۔ سید علی را بحر است اورنگ آباد مامور ساخت سید  
 مدتی برین خدمت قیام داشت۔

پس از آن حکومت ماهور و غیره از توابع صوبه برار تفویض یافت. آخر از حکومت  
 اهورا استعفا نمود و التماس دیوانی بر بیان پور کرد. درجه پذیرائی یافت. سید در  
 بر بیان پور رفته بدیوانی پرداخت.

و بعد مرور زمانی از خلد مکان رخصت حرمین شریفین گرفت و با اهل و عیال به  
 فیض موطن رفت و از آنجا بزیارت غنایات سالیات نشست و به مشهد مقدس  
 رسید و به صفایان آمد و سلطان حسین صفوی را ملازمت نمود و التفاتی که مطرح نظر بود  
 یافت. ناگزیر رخت بوطن اصلی یعنی شیراز کشید و در مدرسه منصوریه پای اقامت  
 نشاند و عمر را با فادّه طلبه بپایان رسانید.

## (۱۲۱) شاعر - میر محمد سلیمان الله تعالی

خلف الصدق حضرت علامه میر محمد البلیل بگرامی نویسنده ضریحه از وجود  
 بالون سابقا چمن فضلا را بهاری تازه است. و اکنون گلستان نصی را رونقی بی اندازه  
 آنجناب در تاریخ چهارم شهر ربیع الاول سنه احدی و مائده الف (۱۱۰۱) به  
 شهبانان امکان رسید. بمنطوق اَلْوَلَدُ الْحَرُّ یَقْتَدِیْ بِاَبَائِهِ الْعَرَّ نَسْخَهُ بِمَنْعِ اصْنَا  
 علوم است. و مرآت فضائل و کمالات و المرحوم خصوص عربیت و لغت و محاضرات که  
 درین فنون رأیت یکنوائی می افرازد و گوی سبقت از اقران می رباید.

کتب درسی نزد استادان محققین میر طفیل محمد بگرامی طاب ثراه گذرانید و کمالات  
 کثیره از والد ماجد نمود اندوخت.

پدر گرامی را نسبت به فرزند ارجمند و رات شفقت اَبُوْت عَنایتی و محبتی خاص بود.  
 در حینیکه علامه مرحوم از بھکمر به دارا مخلافه شاه جهان آباد عطف عنان نمود میر سید محمد  
 را نزد خود طلبید و مقارن آن مسرعی را فرستاد که چندی توقف باید کرد. و انتظار طلب

شنی باید کشید. میرد جواب قلمی فرمود که کن اَبْدَحْ اَلَا تَرْضَى حَتَّى يَأْذَنَ لِي اَبِي  
 علامه مرحوم ازین جواب خطی کرد. و این رباعی رقم زده کلک جواب برسلک ساخت که  
 تا يَأْذَنَ لِي اَبِي به خطت دیدم      گلهای طرب از چین دل چیدم  
 از غایت ابتزاز پروانه صفت      ای شمع پدر گردد سرت گردیدم  
 در او آخر عهد محمد فرخ میر علامه مرحوم خود مستغنی شده خدمات بهکروسیوستان را بنام  
 ولد ارشد گرفت. جناب میر سید محمد در سه شلث و ثلثین و مائة و الف (۱۱۳۳) به نص  
 خدمات رسید. و مسند حکومت را از ابتدا تا انتها بشیوه تدبیر و حسن معاملات رونق  
 بخشید. و ضیع و تشریف آن دیارتا الا آن یاد می کنند. و سبحة ذکر خیر و حسن جمیل می گردانند.  
 میر در سه شلث و اربعین و مائة و الف (۱۱۳۴) کاتب الحروف را به سیوستان  
 نائب گذاشته خود بدار السلام بلگرام تشریف برد و چندی در وطن گذرانیده بنا بر  
 تخیلی که در خدمت راه یافته بود به دارالخلافه شاهجهان آباد حرکت کرد و بتوسل بعضی  
 امرا آن خلل را دفع ساخت.

در سه شلث و اربعین و مائة و الف (۱۱۳۵) کثرت ثانی به سیوستان تشریف  
 آورد. و بنده را در واسطه سده و اربعین و مائة و الف (۱۱۳۶) رخصت بستان  
 فرمود. و خود بمراسم خدمت مرجعه بدستور قیام نمود تا آنکه نادرشاه بر دیار سند مستقر  
 گردید. و سر رشته خدمات پادشاهی گسیخت. اما خدایار خان مرزبان سند میر را  
 نگذاشت. و با عزت و اکرام تمام در سیوستان نگاه داشت. و از جانب خود خدمتها  
 بتقدیم رسانید.

و چون هنگامه نادرشاهیه در آن دیار گرم شد. و اوضاع ملک برستق سابق  
 نماند. خاطر اقدس از اقامت آنجا برخاست و از خدایار خان خواه و نخواه رخصت گرفت  
 و بیست و پنجم رمضان سده خمس و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۵) از سیوستان برآمد.

دراز راه مار و ار متوجّه وطن شده - بعد طی مراسل بیست و هفتم محرم کرم سده ست خمین  
 بهات و الف (۱۱۵۶) بوصول بلگرام سرست اندوخت -

میر طبعی و قناد و ذبحی نقاد دارد - و چون از طالع کتاب بازی پرداز و عنان ایشیه  
 وادی سخن عطف می سازد - مهارت زبان عربی و فارسی و هندی از حد افزون است  
 و اشعار السنه ثنائیه در خزانه حافظه عالی از حصه بیرون سخن را اکثر اوقات موزون می کند  
 رجواهر آباد در سلک نظم می کشد - این چند بیت از دیوان سامی تخریر می آید

ز نور جلوه خود رنگ کن کاشانه مارا	ز غوغای بخش ای ماه سیما خانه مارا
در دام محبت چه شکار است بینید	دل در غم کیسوی نگار است به بینید
بست این طول امل رشته ز نار دلت	نیست در عالم دون غیر جوس کار دلت
چشم پوشیدم ازین عالم تماشا یا فتم	مخوشتم چون حباب و عین دریا یا فتم
بجای طوق قمری دیده حیران شو پید	دران گلشن که سر ز قامت جانان شو پید
نزد قنبر لبست شکر معلوم	پیش مهر رخت نمر معلوم
آفتاب آن طرف سحر معلوم	یار دور است و کوه غم حائل
پیش تیر قضا سپر معلوم	می کشد غمزه جلگه دوزش
بی خبر گشته ام خبر معلوم	از نگاه دو چشم میگوشت
حلقه گشتیم پا و سر معلوم	در تمنای وصل او شاعر
که از حیرت طمیدن شد فرا مش بیل مارا	مگر از چشمه آئینه آب خنجرش با شر
پایم رسیده است بشی که داه و اه	دستم گیر گرچه تر بازوی قوی است
بعد سالی می نماید روی خود یکبار گل	هیچ مجوبی ندارد این قدر رنگ حیا

(۱۲۲) آواره دشت ایجا و فقیر (میر غلام علی) آزاد

الحسینی نسباً و الواسطی اصلاً و البکرامی مولداً و منشأً و الخلفی ندهباً و البچشتی طریقه

پیشتر دیوزہ گر کوچہ فقر است - و دیزہ چین مائده فضلا - درین مقام خود را بحاشیہ مخفل  
سخن سرایان می کشد - و شکسته ناخنی بتار نفس گسسته می زند -

من مقیم کوچہ نادانی - و آئینه وار صورت حیرانی - مدتی بر آستان سخن شستم - و در  
در خدمت کلام موزون برستم - چند گاه است که مرآت ضمیر از صور خیالی پرداخته ام  
و از بیت سخن بابیت المحزن یعنی ماتمکک هستی خود سباخته - اما موزونیت فطری احیا سازد  
فکرمی جنبان - و دماغ از کار رفته را بصدای قلقل می رساند - تا بجای که در عالم مثال  
هم گاهی خیال موزونی جلوه می کند چنانچه در عشره اخیر رمضان کثیر فیضان سدا صدی  
وستین و مائت و الف (۱۱۶۱) مزاج بنده را وحشتی بهم رسید - بخاطر افتاد که از همه قطع  
نظر باید کرد و بار دیگر سری بدیار عرب باید کشید - و این داعیه بمثابة قوت گرفت که عقوبت  
بود که از ممکن قوت بجلوه گاه فعل خرامد - ناگاه شب بدست و هفتم ماه نه کور طرف سحر در عالم  
رویاندیشه متوجه شعر گردید - میتی موزون ساختم و معاً از خواب بیدار شدم - بیت بیاد  
ماند و آن این است -

چه خوش گفت گویند نادار - ملکش دست از دامن روزگار  
لختی به تامل رفتم - دانستم که گوینده سرودش غیبی است و مخاطب بنده - اقتضای امر غیب  
واجب دیدم و اراده که تصمیم یافته بود فسخ نمودم - و سر الهام آن است که حجبی که فرض  
بود پیش ازین بتقدیم رسید - اگر دست از دامن علائق ظاهری می کشیدم و بتحصیل نافه  
شناختم - چندین حقوق واجب الادا فوته می شد ع  
ترک واجب نتوان کرد پی نافلها

من بی مایه را چه شایستگی که در صف صاحب کمالات سر تو انم افزاخت - و طرح  
همزبانی با طوطیان چین ضاحت تو انم انداخت - عمر با در جلودل دیوانه گشتم - بجای  
نرسیدم ساها در پی کاروان ناله افتادم بقای سر نه کشیدم - اما سهارا با وصف کم نگ

در بزم کوکب اذن شستن و دهلال را با وجود روزه گری پهلوی آفتاب رخصت کلاه  
شکستن بهست - باین دست و نیز قدم جرات پیش من گزارد - و حرفی چند از خود بریارا  
کرم فرما عرض می دارد -

فقیر حقیر در تاریخ بیست و پنجم ماه صفر سنه ست و مائت و الف (۱۱۱۶) لئاسی  
پوشید - و در ریعان آگاهی سر رشته تحصیل علوم بدست آورد - و کتب درسی از بدایت  
تا نهایت در حلقه درس استادان الحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب ثراه گذرانید - و  
نعت و حدیث و سیر نبوی و فنون ادب از خدمت قدسی منزات پدی و استادی حضرت  
عالمی میر عبد الجلیل بلگرامی طاب مضجعه اخذ نمود - و عروض و قافیه ...  
و بعضی فنون ادب از خدمت والا درجت میر سید محمد خلف الصدق علامه مرحوم  
مردم تلمذ کرد -

و در سنه سبع و ثلثین و مائت و الف (۱۱۳۷) شرف بیعت جناب مستطاب سید الخا  
میر سید لطف اللہ بلگرامی قدس ستره اندوخت -

نگاه بوی از عطر توفیق به دماغم رسید - و شوق کائنات حرمین شریفین نژاد همتا  
اللہ شرفاً و کرامه از جا برد و در سنه خمسین و مائت و الف (۱۱۵۰) مطابق کلمه  
"سفر خیر" از خطه بلگرام محل سفر حجی زمینت طرازی بهست - و در سنه احدی و  
خمسین و مائت و الف (۱۱۵۱) مطابق کلمه "محل اعظم" زیارت حرمین شریفین  
سعادت نشأتین حاصل کرد - و در مدینه منوره علی منور هات الصلوٰۃ و التحیۃ  
خدمت شینخا و مولانا الشیخ محمد حیات السندعی المدنی الحنفی قدس سنه صحیح بخاری  
قراءت نمود و اجازت صحاح ستہ و سائر مفردات مولانا فرا گرفت - و در مکہ معظمہ  
صحبت شیخ عبد الوہاب الطنطاوی المصری دریافت - و بر شے از فواید علمی کسب  
شیخ عبد الوہاب یوسفی قدس کرامت علماء عصر و نزیل مکہ معظمہ بود - و همیشه

به نشر لوا مع علوم می پرداخت و در سنه سبع و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۴) به حجة الله  
خرامید. و در جنت معلی آرامش گزید. شیخ عبدالوهاب علیه الرحمہ اشعار عربی فقیر  
بسیار تحسین کرد. و هرگاه آزاد و تخلص بنده شنید و معنی آن را فهمید. فرمود "یا سید  
أَنْتَ مِنْ عَتَقَاءِ اللَّهِ" و ازین نفس مبارک حضرت شیخ که در حق این سرایا گرفتار سرزد  
امید و ایرها دارم.

فقیر در فن شعر عربی تلمیذ میر عبد الجلیل است. و شاداب افاضه این سلسبیل برخی  
از قصائد خود در دفتر اول ثبت ساخته. و با وصف بنوائی قانونی به آهنگ مجاز خوانده.  
القصه در سنه اثنین و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۲) مطابق کلمه "سفر نخب" جانب  
همین عطف عنان نمود. و از راه بندر سورت سری به دیار دکن کشید. و بیست و هفتم  
ذی القعدة همان سال وارد حجة بنیاد گردید. و دست به دامن انزو آورد.

بعد چندی دویم رمضان سنه اربع و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۴) جاذبه سیاحت  
از جاد را آورد. و قلعه محمد آباد بیدر را دیده چهارم محرم سنه خمس و خمسين و مائة و الف  
(۱۱۵۵) وصول حیدر آباد سرمایه آرامش رسانید. و نوزدهم صفر سال مذکور از اینجا  
بر آمدن پانزدهم جادی الاولی همین سال سوا حجة بنیاد و چشم اشتیاق را سرمه کشید.  
و در سنه ثمان و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۸) نواب نظام الدوله شهید از جاد

پدر و الاکبر نواب آصفیاه بصوبه داری اورنگ آباد مامور گشت و نواب شهید را با  
فقیر ربطی خاص بهم رسیده و در سال دیگر نواب آصفیاه از حیدر آباد در ایات بنده و بست  
مهمات ملکی برافراخت و عنایت نامه طلب حضور بنام نواب شهید صادر شد. نواب  
شهید کندی به تسخیر فقیر افکند. و حسن خلقی بجای آورد که با وصف آزاد بودن اختیار دادم محبت  
لازم افتاد و بیست و هفتم ذی القعدة سنه تسع و خمسين و مائة و الف (۱۱۵۹) توسن کوچی  
از اورنگ آباد بجلان درآمد. و نامقام "سری رنگ پتن" که دار الاقامت



راجه میسور است تماشا کرده - غره صفر سنه احدى و ستين و مائة و الف (۱۱۴۱) قدم  
جاده سيارا گل زمین اورنگ آباد دست داد

ودرين سال گلگشت دار السور بر مان پور و صرف عنان جانب اورنگ آباد  
واقع شد و در سنه اثنین و ستين و مائة و الف (۱۱۴۲) کثرت ثانی سفر بر مان پور  
میش آمد - و تا کنار آب نرید اسیر کرده رجوع به اورنگ آباد صورت بست -

و چهار دهم شوال سال مسطور دست قضا سلسله نهفت ارکات جنبانی  
یک سال و چند ماه در ان الکة لبرفت - و در ارکات نسخة التهامة العنبر فیما  
و در دنی الهند من سید البشیر از دریای فکر بساغل قرطاس رسید - آخر الام  
نواب نظام الدوله به سعادت شهادت فائز گشت نوعی که در ترجمه نواب سمیت  
گزارش یافت

و بعد شهادت نواب خاطر از ان ملک برخاست و پانزدهم جمادی الاولی سنه  
اربع و ستين و مائة و الف (۱۱۴۳) نزول نجسته بنیان و نشاط اعوجج بخشید -  
فلک همیشه خرام باز تقریب سفر به انگلخت و نهم رجب سنه خمس و ستين و مائة و  
الف (۱۱۴۵) خانه زین آباد ساخت و هفتم شعبان سال مذکور وصول به تنیدر آباد  
نقل بست - شانزدهم ذی القعدة همین سال جرس را حله صدای رحیل برداشت -  
پنجم ذی الحجه معموره نجسته بنیاد خاطر را بسور معمور ساخت

حق سبحانه عیلم است که هلال و ارمقصد و ازین سیر و سفره تن پروری باشد حاشا و  
کلا بلکه مانند بدر منظوم شکست نفس بود - چندی طریقه آب روان اختیار افتاد که  
مشت گیاهی به نشو و نما در آید - و لختی روش باد صبا پسند آمد که غنچه چند لب به تبسم کشاید  
امید وارم که این سیاحت پای شکسته را دستگیری کند و قلم و سیرتی الله را بجا ده ستقیم  
شود و مَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌ لِّیْهِ -

اکنون برخی تر بات از دیوان خود ترتیب ردیف بعضی سخن سخنان می رسانم و  
بضاعت مزجانی از نظر عزیزان مصروف می گذرانم تا عیب را به قیمت بهتر گیرند و نهاده  
گل را به بهای گوهر به پذیرند عرض بنده بدرجه قبول رساد و دروی ناکامی بی هیچ وجه  
میناد -

صاحب قال حسب حال گوید

تمام عیبم و خوبان خریدم اند مرا	ز حسن خلق بزر برکشیده اند مرا
اگر چه لاله روئیده خارج از چنم	برائی گوشه دشتار چسبیده اند مرا
جماعتی که خرف را به نرخ نر گیرند	بچشم مرحمت خاص دیده اند مرا
کنند جاذبه دوستان اسیرم کرد	و گرنه صورت رم آفریده اند مرا
عجب عنایت ممتاز دیده ام آزاد	بدان بی هنر بزرگزیده اند مرا
برادر از بسم الله تیغ خوش مقامی را	مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را
خیال نازک از جوش نزاکت راز دل باشد	نباشد جز کرامت فهم کردن فکر عالی را
چو آن زلفی که بعد از شانه کردن یار بر بندد	بحیثیت رساند صبر من آشفته حالی را
نگاهی هست چشم یار را با چشم گریانم	که نشان دوست می داند ابر بر شکالی را
دل ویرانه آزاد را آباد کن یا رب!	پری زادی کرم فرمای این مینای خالی را
باشد گل بهار سخن یا دگار ما	این لعل بے بهاست چراغ مزار ما
امروز مدح گستر ما کیست جز تعلیم	دم می زند ز جوهر ما ذوالفقار ما
ای دای رنگ و بوی چین کرد عاریت	کم فرست ز زندگه مستعار ما
آخر شود کند غزال رمبده	آزاد رشتۀ نگار انتظار ما
همان آغاز باشد منتهای سیر کامل را	تمنای کند بار دیگر غوغا ص ساحل را
چه سان راز شهیدان گل کند از تنبزش	که چون برگ خاد خویش دزد خون بسل را

دانش جستم و آخر نشستم باز نخدا نش  
 بر شوریده من طرفه اوجی داشت در طالع  
 بهار این چمن آزاد آخر رنگ می باز د  
 ای نمک بر زخم دل از لعل خندان شما  
 تشنه مارا به آسانی توان سیراب کرد  
 در جبین چین عتاب تازه آید در نظر  
 برد از خویش شوخیهای طفلان هوشیاران  
 مزاج کم کسی بر الفت اول بجا ماند  
 قیامت می کند سنگی که از کوه بلند افتد  
 اگر بخاطر عاظم بود شهادت ما  
 بشه خنده بر آیمخت ترشی دشنام  
 سزای ماست که بیدادی کنی جانان  
 کشود مشتری ما گره ز دشنامی  
 گریستم من و شبنم آچنان آزاد  
 ندانستند خوبان آه قدر الفت ما را  
 سرت گردیم قربانت شویم ای قبیله عالم  
 بر خاطر وحشت زده حقیقت است الم را  
 نمودم صرف غلاص فقیران همت خود را  
 چرا ای گوهر شوارمی غلطی بهر پهلوی  
 رفت ز وعده سالها چند کنم حساب را  
 مردم عمده بیشتر حرف زنند کجاست

لب چاهی غنیمت می شود گم کرده منزل را  
 که در وقت جدا کردن بپا افتاد قاتل را  
 پو شبنم از جهان رنگ و بو بر بند محل را  
 صبح محشر داغ از شور نمک دین شما  
 بوسه کافی ست از چاه ز نخدا این شما  
 تا چو رفت از من خطای من لبربان شما  
 سپاه ناز باشد در جلو این میسواران را  
 بروز یکسی سنجیده ام بسیار یاران را  
 مبادا شتم در جنبش در اردر دباران را  
 ز دست نتغ تو مردن ز بهی سعادت ما  
 انا میخوش او بیش کرد در غبت ما  
 دلیر کرد ترا شیوه مرویت ما  
 مگر همین زر زار راج است قیمت ما  
 که گل نخون جگر غوط ز در زرقیت ما  
 تلف کردند بی تقصیر حق خدمت ما را  
 کمی سازد رواج آشنانت حاجت ما را  
 صیاد شبانی کند آهوی حرم را  
 بخا صان الی عام کردم الفت خود را  
 چنین از زان نکردی گر شناسی قیمت خود  
 وعده سال شیش نیست دوره آفتاب را  
 هست سواد یک طرف سرور قی کتاب را

حالتِ خویش گفتمش از سرِ ناز گفت بس	کوندند مرا دمن بنده ام این جواب را
نگرس او بجا کشید سرمه دلپذیر را	خوب کند وحدت است مردم گوشه گیر را
شد جاذبه حضرت گل داد رس ما	آویخته صبیاد ز گلبن قفس ما
زطر ز شوخی آن نرگس بیمار دانستم	توان کردن بزورِ ناتوانی بهملوانها
شاخ برهنه تیغ زنده موسم خندان	یک برگ سبز زیر سپرمی کشد مرا
تا غلام قد تو من شده ام	سرو آزاد گفته اند ترا
کار بی اجرت نمی آید ز دنیا دوستان	می ستاند حق خود سنگ محک هم از طلا
دست و پا کم کرده چون کاروان سلیم	هر قدم در ره بزورِ سینه می غلیم ما
دارد دبایع جلوه مستانه عندلیب	از دست شاخ گل زده پیانه عندلیب
هر غنچه خوابگاه بری زاد نکست است	دیوانه شد ز جوش پری خانه عندلیب
بروی یار عقیق دهن بود نایاب	ز خامه ماند دیرین نسخه مفرخی هر باب
ای عزیزان نرگس خوبان زیارت کردنی است	حالتی دارد ز بیماری عیادت کردنی است
بر نمی دارم نظریک لحظه از لعل لب	آنچه می خواهم تومی دانی عنایت کردنی است
حال ما آشفته گان تفریر کردن خوب نیست	این پریشان خواب را تعبیر کردن خوب نیست
دو رباید داشت از چینیا کشا و جبهه را	باب حسن خلق را از نجیر کردن خوب نیست
گر در رخسارِ مینان چون زلف گشتن عاقر ما	گرد خود گشتن برنگِ چشم ایشان کار ما
خوب رویان می توان آزاد را آسان خرید	بیچ کردن مفت خود را راجع بازار است
حرفی که آشنای قلم شد جهان گرفت	این طفل میسوار زمین و زمان گرفت
خلقی ز حال گوشه ابروی او گریست	ناحق سر بریده زن با کمان گرفت
سرمه آلوده نگاه تو عجب عربه جوست	تشنه خون دل شیر زبان آهوست
روز بد حاجت اشرف به دونان افتد	تکیه گاه سر بریز تفکر زانو است

تجرید دوست راه بآن آستانه یافت  
 دلی که آینه مهر احمد عربی است  
 ریاضتی کش و دریاب لذت عرفان  
 ادای طاعت روشن دلان بسمت کائنات  
 اگر چه خاک شدم اضطرب من باقی است  
 مانی نازک قلم نقشی ز چشم مست بست  
 خاکم تمام سوخت بجای رساندنی است  
 شب که یاد ماه سیمائی دلم اندیشه داشت  
 آن مسی مالید دندان آفت جان بوده است  
 سرور از آن جهان باشد دلیل این جهان  
 گرداری نظر رحم من بر خود کن  
 دوش مار اگر بسمل چادر کوتاوه او  
 زده ام بر سر جهان پا پوش  
 ز تصویر محبت می توان یافت  
 خروج یخبران است مایه وحشت  
 می پرست من نه از پیرمغان گیر دقح  
 کار دانا نیست در ایام غم ناخوش شدن  
 تراز پرتو رخسار خود گریبان سخر  
 فتاده است بزنجیر آتشین کارم  
 کسی چه رنگ اقامت دین زمین ریزد  
 وجود اهل کمال است زینت هر شهر

تیری که کند جامه ناوک نشانه یافت  
 درون خانه چراغی و شیشه جلی است  
 که آب را مزه خوش بقدر تشنه لبی است  
 که قبله مشرقیان را بجانب غربی است  
 که هیچ و تاب رس بعد سوختن باقی است  
 چون نظر افکند بر محراب ابرودست بست  
 این مشت نخ لاله بیاعی فشانندی است  
 ریخت هر اشکی که از چشم پری در شیشه داشت  
 در چشم بر سر دایم نمکها سوده است  
 حرف ختم صفوتاج صفوه آینده است  
 مشکن ای جان دل آبار که این خانه است  
 می کشیده از حیا هر سونمی آمد درست  
 بی سبب این بر جنبه پائی نیست  
 که این عالم نمودار است و هیچ است  
 نمی رسند بهم نه دو شاه در شطرنج  
 از کف آن نه جوان مهربان گیر دقح  
 وقت نرگس خوش که در فصل خزان گیر دقح  
 مرا ز دیده تر آستین و دامان سخر  
 که زلف او شده از چهره درخشان سخر  
 نشد ز آبله خارا این بیابان سخر  
 ز فیض لعل بود چهره بدخشان سخر

زمانه جلوه کند هر نفس بحال دیگر  
 قد تو نشو و نما کرد در دلِ خوبان  
 چه باغبانی دلخواه کرد و خیر رز  
 زن بود در زبانِ هندی ناز  
 همت و الای زلف او تماشا کردنی ست  
 در رکابِ محلِ معشوق خاموشیم و بس  
 این چنین صیاد ظالم هیچ مظلوم می ندید  
 مراد را اضطراب طرفه دارد تندی خویش  
 بقربانت روم پای تو بوسم مر حبا ای دل  
 ز دم بردست او اگر بوسه گستاخ معذوم  
 چه می پرسی ز حالِ نسخه دل چیست تحریش  
 زابروی تومی آید گرفتارِ کشورِ دل را  
 دین محراب سرشور انگنی مجنون ما دارد  
 سعادتمند بیند زلف مشکین تو در رویا  
 ز قاتل نیست امید رانی جان شیرین را  
 هلاک حیرتم از شوخی ناز آفرین طفله  
 سرت گرم شنو از قاصد آزاد پیغام  
 اشک بیتابم کند در دیده عروج و شام قص  
 گرد بادم کارمن و یوانگی آشفته کی است  
 و ز غلطان وجه در گردِ بیتی می کند  
 نسبت تمام است با طائوس پنجه ترا

پیاله نوش و تمکش انتظار سالِ دیگر  
 چون آن نهال که روئیده در نهالِ دیگر  
 که داد آن گل سیراب را جمالِ دیگر  
 وَ قَيْنَا سَرَّيْنَا هَذَا ابْنَ النَّاسِ  
 در پریشانی چه خورسند است از عمر دراز  
 ناتوانان از گنج یا بند فریاد جرس  
 وقت گل پوشید از برگِ خزان روی قص  
 که پنجه شاخ آهویچ و تابی خورده ابرویش  
 کمی آئی ز سیر لیلیه المعراج گیسویش  
 مرا تعلیم شوخی می دهد تعوید بازویش  
 کتابی در بغل دارم که قرآن است تفسیرش  
 نه هر صاحبقرانی می تواند کرد تسخیرش  
 توان واکرد قربانت شوم یکبار زنجیرش  
 که چون در خواب آید از دای گنج است تعبیرش  
 کمی آرد و بدون مانند طوطی بال شمشیرش  
 کند صدر رنگ بازی در زمین صفحه تصویرش  
 چه مضمونها کذا هر می شود از طور تقریرش  
 می کند این طفل نادان بر کنار بام قص  
 می کنم یک دست از آغاز تا انجام قص  
 کار روشن دل بود در کلفتِ ایام قص  
 بال افشان می کند در حلقهای دام قص

مالِ مین درویش به سلطان که کند عرض  
 در کوچه این شهر مرا تنگ گرفتند  
 عمریست که یک خانه نشد قسمت پایم  
 از دل شکنی حالت ظالم شود اتر  
 از آذین باغ بچینه گل رعنا  
 در عاشقی زیار ادا کرده ایم شرط  
 بر روی یار طره ممتاز کن لحاظ  
 در خاک رفت و چهره آسودگی ندید  
 مردان ز خاک هم خبر آسمان دهند  
 سخن رو شکر آئینه جان است در واقع  
 نظر کن صبح نوروزی که افتد روز عاشورا  
 بر بن از در تبحانه بے جا کام می جوید  
 گل مغرور را گلچین منصف سر برید آخر  
 ز خال گوشه آن چشم سخت می ترسم  
 کسی چگونه شود آشنای نشء تاک  
 دل از خیال مهوشان کیش سر سامان درغل  
 روز قیامت هر کسی در دست گیرد نامه  
 تا او کند باد صبا خالی برای مقدمت  
 شهر کو یان دیده ام خوانند درس حسن خود  
 از دست موج اولین بی طاقیتها می کنی  
 از مردی طبع جهان و اماند خلق از کارها

از مورپیای به سلیمان که کند عرض  
 بیتابی مجنون به بیابان که کند عرض  
 حریان غریبی به مغیلان که کند عرض  
 این حرف بآن زلف پریشان که کند عرض  
 یکرنگی اورا به عزیزان که کند عرض  
 خود را بخون نشاند حنا کرده ایم شرط  
 بسم الله صحیفه اعجاز کن لحاظ  
 انجام کار گریه نماز کن لحاظ  
 فال کلام حافظ شیراز کن لحاظ  
 چراغ مشهد طوطی نوابان است در واقع  
 نشاط و غم هم دست و گریبان است در واقع  
 بجای خویش بُت هم سخت جیران است در واقع  
 نگاه بحر بلبل تیغ عریان است در واقع  
 که هندوئی شده با کافر رنگ رنیق  
 غذای دوزخیان است آب آتشناک  
 این شیشه باشد دیدنی دارد چراغان درغل  
 من نیز حاضری شوم تصویر جانان درغل  
 آمد به گلشن شاخ گل از غنچه قرآن درغل  
 جای کتاب آئینه هر طفل دبستان درغل  
 دارد حجاب آسمان بسیار طوفان درغل  
 گیزد مردم دستها فصل زمستان درغل

آزادبا این درد دل آرد اگر رو در چمن  
 در عدم از جلوه حسنت خبر می داشتم  
 کرد آخر نا توانیها ز صیادم نخل  
 تحفه شایسته احباب از اقلیم فقر  
 از کمان بحث کج هر جا خدنگی سر کشید  
 خاکساری صندلی مالید بر پیشانیم  
 حسن اودا دیده شور عشق در سر داشتم  
 هر کسی برداشت چیزی را از اسباب جهان  
 نامه سوز مرا حاجت بوا کردن نشد  
 دامان وحشتی ز جهان بر کمر زدم  
 نا آدم چون غنچه زرگس درین چمن  
 بیاد چشم او در انجمن دیوانه گردیدم  
 به پیش غیر با من نامناسب دید آمیزش  
 کجا در بزم من آن شمع بی پروا افتاد  
 چو سایه در قدم سرد سرفراز توام  
 من از جناب تو دست حمایتی خواهم  
 نگاه تست به آزاد پیش از دگران  
 شبی که گم شده آن آفتاب از نظم  
 ز من جدا شده دل رفت در پی پندش  
 تو آفتابی و من ماه بی نصیب محاق  
 شب وصل است گیر و داشتک دی راه دیدم  
 پوشیده قمری را کند سرو خرامان در غل  
 دیده را محو تماشای کمر می داشتم  
 می پریدم تا نفس گربال و پرمی داشتم  
 گرنه این دست دُعا بودی چه بر می داشتم  
 پیش رواز مهر خاموشی سپهر می داشتم  
 در نه از سودای رفعت در دوسری داشتم  
 از عدم مانند گوهر دیده تر داشتم  
 من ازین دنیای فانی دست را برداشتم  
 داغ صد طاؤس بر بال کبوتر داشتم  
 چون بوی گل شکسته نفس بال و پر زدم  
 چشمی کشادم و گل حیرت بسر زدم  
 ز جا بر ناستم گرد سر پیمانه گردیدم  
 ز انداز نگاهای یافتم بیگانه گردیدم  
 خیالش در نظر آوردم و پروانه گردیدم  
 مرید سلسله کیسوی دراز توام  
 چراغ سوخته داغ جانگداز توام  
 غلام مقصد حسن امتیاز توام  
 ز اشک ریزی مژگان ستاره می شمرم  
 ازین مسافر راه عدم نشد خبرم  
 بیادین دوس شب میتو داغ شد جلوم  
 چه باید کرد افتاد است با طفلی سرو کار



در پیرده حیرت سرشک بیتام	ز پشت آینه بر رو دود سیاه
شود چو تیغ به میدان اصالتم روشن	اگر حریف شود سنگ رو نمی تا بم
یار را دیدن من در عرق شرم نشاند	از نگاه غلط خویش پشیمان گشتم
حقوق بنده صاحب وفا رعایت کن	تصدیق سر خود بوسه عنایت کن
غریب شهر تو ام در دمن تومی دانی	اگر دوا نکنی نوبتی عیادت کن
امیدوار گرفتاریم درین صحرا	ز دام جذبه خود حلقه کرامت کن
گره زابروی خود و انگرد قاتل من	شهبید این دوکان مهره است بسمل من
چو شیشه که دران زگس از هنر سازند	خیال چشم کسی جا گرفت در دل من
جواب خوش ششمم زیم بوضع صفا	ز آب صرف بنا کرده اند منزل من
خال مجلسیان طرزه گرم دلسوزی است	خدا زیاده کند عمر شمع محفل من
میر حسن آن ذقن بازلف عنبر فام کن	سایه و چاه است ای دل اندکی آرام کن
می رسد از خانه آئینه سرشار جنون	این پری از سایه خودش گرفتار جنون
تیغ تو سینه را کرد افکار تا بگردن	این آب کرد طغیان یکبار تا بگردن
بچون نگین نباشد فانغ ز دل خراشی	در زر اگر نشیند زردار تا بگردن
نگردد محو از لوح جهان حرف ثبات من	که باشد در دم تیغ قلم آب حیات من
دل آن شوخ شاعر پیشه آخر سوخت به علم	که انشا کرد بعد از مرگ تاریخ وفات من
به دامان کسی جز دامن خود جانی گیرد	برنگ جوهر آئینه گر خیزد عیار من
تنها چو برق تا در مطلب دویده رو	بی انتظار قافله در خون طمیده رو
لازم بود ز کواة بغیلان درین طریق	از خارهای بادیه دامن پنخیده رو
نه از خنقال زرین زبور آن سر و سبی کرده	پیاپیش بوسه ز دخورشید و قلوب را تهی کرد
بزرگ و خور و جهان است در نیاز یکی	که هست شاه و گدا در صف نماز یکی

نوازی نوازی بردل من زخم زدکاری  
 سر دنبال چشم تو دارد خال موزونی  
 به پشتی کار گیرد از صف برگشته مژگان  
 دل آزاد را خشم بنان نعلین نمی سازد  
 آئینه وار تصفیه گر آرزو کنی  
 گفتم باو چرا شکنی دل - جواب داد  
 زبید ترا اگر به لباس بر تنگی  
 آزاد پیر میکده ارشاد سے کند  
 دلربایانه به ویرانه مای آئی  
 طرز شوخی نگذارد که نشینی یکجا  
 می توان ریخت عبیری ز غبار دامن  
 بر سر مشبه آزاد شنیدم امروز  
 نیست در ربط دلی حاجت قرب بدنی  
 داد آزاد گهرها قلم واسطه را  
 نمود جلوه اعجاز شمع مطلبی  
 فدای خاصیت دای عقیق شوم  
 زیارت تو کند آفتاب هر شب نذر  
 ز بسکه ذوق شکست تو داشت ساغماه  
 خوش است حسن تقاضا ز باغبان کریم  
 بافتاب نبوت رسانده ایم نسب  
 بملک هند چون نیست طوطی آزاد

هنان در پرده نه ناخن شیر است پند  
 کمر بستند با تار سیاه تعویذ بیماری  
 توان آموخت از چشم بنان آئین سرداری  
 نگر دد در هوای آتشین آئینه زنگاری  
 دل را ز آب دیده خود شست و شو کنی  
 در ملک من ترا نرسد گفتگو کنی  
 از نقش بوریای قناعت تو کنی  
 در پامی خم نشینی و می در سبو کنی  
 می توان یافت که از شهر دق می آئی  
 به تماشای چمن پا بخنای آئی  
 گر به گلگشت مزار شهدای آئی  
 که تومی آئی و بسیار بجای آئی  
 تشنه دشت عقیق است سهیل میمنی  
 هست رسم شرفا پاس حق هموطنی  
 نماند شوخی چشم شرار و لبتی  
 که کرد ریگ روانش علاج تشنه بی  
 رود صبح جلو ریز جانب غربی  
 گرفت رنگ نراکت ز شیشه عبنی  
 نصیب ذائقه ام کن حلاوت ربی  
 توان زدره مادید نور خوش نسبی  
 که کرد تربیت من شکر لب عربی

سلطان رسل شمع شبستان یقین پروانه او چراغ ماه و پروین  
نخل قدیر او دین چمن سایه فکند برق جهانیان نه بر روی زمین

## (۱۲۳) یوسف - میر محمد یوسف سلمه الله تعالی

بن سید محمد اشرف الحیدری الواسطی البکرانی - ولادت ادبیت و یکم شوال  
روز دوشنبه سنه ست عشر و مائت و الف (۱۱۱۶) دست دار

مشائرا الیه سابق واسطه العقد فضلاست و حالاً بیت الغزل شعرا - صاحب  
شان عالی است - و عزیز مصر صاحب کمالی - زلیخای دانش را در پیرانه سری به  
بوانی نواخته - و حاصل زراعت علم را در ایام قحط سالی بچه مرتبه ارزان ساخته - طبع  
دقیقش نشتر عروق اشکالات - قوت حافظه اش پهنجانه فراوان معلومات - عملی که مژده  
شبه و علم است سرمایه بوستانش - و حسن خلق که گل سرسبد ادبیت است پیرایه گلشن  
من شکسته بال و میر صاحب کمال دختر زاد لای حضرت علّامی میر عبد الجلیل بکرانی  
ایم نور الله ضرر نجه و از تباثیر ایام زندگانی تا واسطه هنگام جوانی درس آموزیک  
دبستان - و عند لیب یک گلدانیم - کتب درسی از بدایت تا نهایت بجا است از محققین  
میر طفیل محمد بکرانی مرحوم الله سر و سحر گذرانیدیم - و لغت و حدیث و سیر نبوی  
در خدمت علامه بے بدیل میر عبد الجلیل اجله الله تعالی بنده رسانیدیم و عرض  
و تقافیه و بعض فنون ادب از خدمت میر سید محمد سلمه الله تعالی اخذ نمودیم -

طریق تحصیل چنین بود که پیوسته دو کتاب یا کتابی واحد از دو مقام بسماعت و  
قراأت یکدیگر می خواندیم - و شب بزرگ در مضامین تحصیل می رانیدیم اگر احیاناً یکی را عارض  
رومی و ادب سابق دیگری در معرض توقف می افتاد - و در وقت اقامت وطن و کسب  
علوم چندی اوقات در افاده طلبه نیز صرف گردید -

میر محمد یوسف در سنہ سبع و خمین و مائتہ و الف (۱۱۵۴) در دارالاحمد  
شاہجہان آباد از بعض فضلاء آن بلد علوم ریاضی ہیئت و ہندسہ و حساب و  
غیر ماخذہ قدرتی عالی در فنون ریاضی بہم رسانند۔

و بہ ارادت سید العارفین میر سید لطف اللہ قدس سرہ استسعا و یافتہ  
ہموارہ بطاعت و عبادت و بمطالعہ و مباحثہ کتاب می گذرانند۔ و باوصف شواغل و  
تعمیر اوقات از دست نماند۔

و میر کتابی تالیف نموده باسم الْفَرْحُ النَّابِتُ مِنَ الْأَصْلِ الثَّابِتِ "مشتمل  
چہار اصل و خاتمہ در تحقیق مسئلہ توحید کہ تحریرش بسیار متین و لطیف واقع شدہ و  
مطالب بلند و مقاصد ارجمند فراہم آورده شکر اللہ للہ تعالیٰ۔ را تم الحروف در  
تاریخ اتمام این کتاب گوید۔

میر یوسف عزیز مصر کمال	از خم معرفت کشید رقیق
کرد در وحدت شہود رقم	نسخہ تازہ بہ فکر عمیق
از احادیث و از کلام اللہ	کرد اثبات حق زہی توفیق
ہست این نقش دلنشین الحق	یادگاری ز خامہ تدقیق
سال تالیف این کتاب خسرو	گفت - شمع مجالس تحقیق

اکنون سرستان اشعار موزونش بالیدنے دارد۔ و نسائم<sup>۴۲</sup> انفاس ہمایونش  
خرامیدنے۔

ز جام مہر بود ہچو بد رستی	بقدر وصل شود محو یا رستی
برنگ نقش نلین از فروتنی آخر	چہ نامہا کہ بر آورده است پستی
ز طرف دامن پاک تو کامیاب نشد	بجواب ہچو زینجا دراز دستی
ہمین کہ چشم کشودیم صبح چون شبنم	ز آفتاب رخت رنگ باخت ہستی

دل از عرض تحمل ملول شد یوسف

از ناله مادر دل جانان اثری هست

ای گل خبر از بلبل بیچاره چه پرسی

قری بهر تربت من گرم فغان است

گر نیست نشانی ز دل سوخته من

سوز و جگر از اثر گرمی آهش

پیغام من و باد صبا این چه خیال است

اندانی چاره ذقن از خود شده یوسف

مانند شمع از همه آزاده می رویم

صورت نه بست در دل ما نقش هیچکس

در شاه راه عشق نداریم کاهلی

در دور چشم یار شکستیم توبه را

در راه شوق تا سر کوی تو عمر باست

بست و بلند راه نداریم همچو سیل

از تواضع رتبه صاحب کلاه می یافتیم

تا غافل کرد دیدیم سیر آن طنّاز را

زیده ام دریای شور عشق را ساحل شد

نامه اعمال خود یک عمر یوسف خوانده ام

غبار آینه گردید خود پرست ما

پیوند سر رشته ما با گهری هست

افتاده به کنج قفسی بال و پری هست

بسمل شده قدر ترا نوحه گری هست

شادم که درین راه مرا چشم تری هست

دافتم که به خاکستر قمری شتری هست

در کوی تو از آه مرا نامه بری هست

داند که ترا نیز حالش نظری هست

صد جاده سوختیم و بیک جاده می رویم

آئینه دار از رجهان ساده می رویم

چون شمع در مقام خود استاده می رویم

بیرون ز دام سجده و سجاده می رویم

بی دست و پا چو جاده افتاده می رویم

یوسف عنان خویش ز کف داده می رویم

یوسفم از بندگی اقبال شاه می یافتیم

الغاف چشم او در کم نگاهی یافتیم

کشتی خود را درین دریا تباهی یافتیم

حرف انجاش همین لطف الهی یافتیم

### رباعی

در محفل ساکنان لاهوت علی

آغاز دو عالمی و ختم رُسلی

ای در چنین پیمبران تازه گلی

یوسف تواند که کند نعت نرا

شاهی که لباس نور پیرایه اوست	خورشید و قمر بهره ور از مایه اوست
هر چند که ذات پاک او سایه نداشت	اما دو جهان غنوده در سایه اوست
گر مهر رخ تو جلوه پیرا نشدی	یک ذره ز کائنات پیدا نشدی
در نقطه نور نگشتی مرکز	نه دائره فلک هویدا نشدی
خود شافع محشر است شاه مردان	این حرف بسان آفتاب است عیان
زان رو که عبادت است دیدن او را	چشمه بکشا بروی شیر یزدان
دریاب بهار گل و ریحان نبی	سبطین کریمین دل و جان نبی
سروایه کونین ازینها بر گیر	بکین لعل و زمره انداز کان نبی

وقتی این غزل به مشائر الیه فرستادم

جان می طلبد بقای یوسف	دل می طپد از برای یوسف
ای باد صبا نوازشی کن	از نکتت جان فزای یوسف
آزادم و بوده ام گرفتار	در سلسله هوای یوسف
از دیده شوق تکه سازم	وز پرده دل قبای یوسف
گیرند بسمه خاک راهش	چشم من و خاکپای یوسف
مهر دل من همیشه آباد	از جلوه دلکشای یوسف
هم عمر برادر شفیقم	از حق طلبم بقای یوسف
بازار محبت است اینجا	نقد دل من بهای یوسف
او تقدز شناس بنده آزاد	من شیفته ادای یوسف

مشائر الیه در جواب این غزل طرح کرده ارسال فرموده

سلطان جهان گدای آزاد	جم مرتبه بیوای آزاد
پهلوز کنار من تهی کرد	این دل که شد آشنای آزاد

شوریده بسانِ قمریم کرد  
گل را پنجم نمی توان دید  
چون سمره جلای دیده من  
از طوف مدینه آبرویش  
یک عمره بنام من ادا کرد  
گر جمله زبان شوم چو سوسن  
آزاد شفیق بنده یوسف  
من در گرد هوای آزاد

یا ایضا این غزل به فقیر تحریر نموده

تا دلم از رد تو دور افتاد  
سنگ را آب کرد گریه من  
دل من قمری است ز مزمه سنج  
که رساند غبار من به درش  
او غلام علی و خاک درش  
نام او بر عقیق دل کندم  
به که بر دوستان بیان سازم  
من و اویم از ازل تو ام  
هر دو بودیم مورد یک فیض  
وقت تحصیل ما به بیضاوی  
چون کمر بست جانب حرمین  
سعی یک عمره کرد از پی من  
چه توان کرد شرح احسانش  
چون چرخ از فغان ندارد یاد  
کود را داد ناله ام بر باد  
سرو موزون من قمر آزاد  
کاش باد صبا کند امداد  
یوسف ما عزیز مصر و داد  
این نگین را چه خوب نقش افتاد  
ربط او را بر اسب استشهاد  
سبب ما یکے ست در میلاد  
درس خواندیم پیش یک استاد  
مشترک بود کسب استعداد  
بهره اندوز شد ز خاک مراد  
دل او باد از سقا آباد  
جز دُعا در جناب رب عباد

در جهان باد چون تخلص خود یارب از قید این دآن آزاد

## (۱۲۴) غلام - میر غلام نبی بلگرامی

بن سید محمد باقر بن سید عبد الحمید از اولاد سید محمود اکبر بلگرامی است  
قدس سره که در فصل فقر از دفتر اول مذکور شد.

تولد میر غلام نبی دوم محرم مکرم سنه احدی عشره و ثمان الف (۱۱۱۱) دست دلا  
و او همیشه زاده علای میر عبد الجلیل بلگرامی است **نَوَسَّ اللَّهُ مُخْجَعَهُ** - هرگاه خبر  
تولد او به علامه مسطور که با خلد مکان در نواحی قلعه ستاره تشریف داشت - رسید  
حضرت علای خواست که تاریخ تولد او ضبط نماید - در همین فکر خواب برد - در عالم  
رویا صورت مولود را دید که می گوید **ع نور چشم باقر عبد الحمید**

بعد بیدار شدن چون عدد مصراع بشمار رسید تاریخ کامل برآمد - سه مصراع  
دیگر فراهم آورده قطعه در بحر مل مسدس سالم که سه بار فاعلاتن باشد نظم کرد که  
**نور چشم میر باقر گفت با من چون گل خورشید در عالم دمیدم**  
**سال تاریخ تولد خود بگفتم نور چشم باقر عبد الحمید**  
و به مردم بلگرام قلمی فرمود که این مولود مسعود شاعر خواهد شد - آخر نوعی که از زبان  
شریف برآمده بود بظهور رسید -

مشاوره در صفای ذکا و علوفطرت و انواع قابلیت یکتای زمان بود و در فنون  
عربی و فارسی و هندی ممتاز اقران تحصیل علمی تمام در خدمت استادان تحقیقین میر  
طفیل محمد بلگرامی طاب ثراک نمود -

وسلیقه او با ترتیب نظم نهایت مناسب افتاد - سیما شعر هندی که درین فن کمال  
یکتائی می نواخت - و طوطیان هند را دوچار آئینه حیرت می ساخت - برخی از نورس



مدیقه طبعش و فصل ثانی جلوه می کند

و نیز در موسیقی و ساز هندی نقش بهارت می زد. با این همه هنر را در میان شجاعت  
دلیر بود. و در فن تیر اندازی بی نظیر.

پایان عمر در رفقاء نواب صفدر جنگ وزیر انتظام داشت و در جنگی که نواب  
وزیر را با افغانه پیش آمد میر غلام نبی در معرکه مفقود گردید. و چون غنایا بمنزل بی  
نشانی آرامش گزید. و این سانحه بیعت و دوم شوال سنه ثلث و شصت و مائه و الف  
(۱۱۶۳) مابین بیتیالی و سها و راز توابع اکبر آباد واقع شد محرکتاب گوید

وحید زمان سید خوش سخن به نزد مے زدن جام نبی  
قلم گریه سر کرده تاریخ او رقم کرد "هی بی غلام نبی"  
فیما بین میر و فقیر محبت تام بود و سالها در یلگرام و شاهجهان آباد و اله آباد  
هم صحبت بودیم. حیف که این چنین هم جنس صاحب کمال ازین عالم رحلت کرد و انجمن یاران  
رابی حلاوت ساخت.

میرزا جانجامان مظفر سلمه الله تعالی فن شعر هندی از میر غلام نبی  
اخذ نمود.

این چند بیت فارسی یادگار اوست

همیشه در دل خود یاد زلف او دارم	فسونگرم که چنین مار در سبزه دارم
از خرام اودری بر خویشتن دامی کنم	عالم بالا دین عالم تماشا می کنم
آخراز تیرگی بخت نگین کام گرفت	که ز لعل لب او بوسه به پیغام گرفت
بسکه شد آغوش پستی منزل آرام من	چون نگین در موم هم بالا نگر د نام من
همره خود این رقیب بدرگ آوردی چرا	من نه آن معیوم که بگریم سگ آوردی چرا

له آثار الامرا جلد ۱ صفحه ۳۶۲ تذکره صفدر جنگ -

خط زلف تو رخ بزور گرفت	جای مار این هجوم مور گرفت
تا نمک ز تحت بر جراحت من	لب شیرین یار شور گرفت
در چمن چون گل نبا شد آشنای عنده لب	کز تر دل زر بر آرد از برای عنده لب
در چمن گل بر کف خود زعفران آورده است	تا بدل با خنده سازد و گریه های عنده لب
دور رخ عشاق باشد بی رخ جانان همیشه	باغ بی گل می شود دائم سرای عنده لب
داد از دست نگاه تو که هنگام وصال	چون تغافل دهد از دست حیا ساز کند

### رباعی

آنها که براد بی هراسی شده اند	در خلق علم بحق شناسی شده اند
در یاب که این خدا فروشان جهان	در ترک لباس خوش لباسی شدند

### (۱۲۵) عجیب - سید قریش بلگرامی

از احفاد سید بدرالدین جد القبیلہ کی از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ و برادر  
خالہ زادہ حقیقی جبر جلیل میر عبد الجلیل است۔

خوش خلق و ظریف بود۔ و سلیقہ نظمی داشت۔ در مدح سیدی می گوید:

گل همان به که ز گلزار پیمر باشد	مل همان به که ز میخانه کوثر باشد
گوهر آن نیست که از لطفه نیسان زاید	گوهر آن ست که از معدن حیدر باشد
ای خوشا تازہ نہالی کہ بہ بُستان شرف	دست پرورده ز ہر اء مطہر باشد
آنکہ از جہہ او نور سیادت پیدا است	عالم افروز تر از نیر اکبر باشد
در زمینی کہ بخندد گل خلق حسنش	ہر کف خاک بخاصیت عنبر باشد
چشم بد دور ز سیما ی حسینی نسبی	چمن آرای جهان این گل احمر باشد
مدح او را نتوان در قلم آورد و عجیب	زانکہ از حوصلہ خامہ فزون تر باشد

ادو خرایام زندگانی ہمراہ نواب مبارز الملک سر بلند خان تونی - جانب  
 گجرات احمد آباد رفت و در آنجا این بیت فارسی و ہندی آمیز از طبعش سرزد  
 اندکی ایڑگر زخم بہ سمند      ٹیلہ ہفت آسمان ٹپ جائے  
 قضا را بر طبق مضمون بیت در سند اربعین و مائتہ والف (۱۱۴۰) خود یا اسرپ  
 غائب گردید و نوعی توسن را جلوریز ساخت کہ گردی از بیچ جابر نخواست - عمرش  
 قریب بہ شصت سال بود - سر محمد اللہ تعالیٰ

### ۱۲۶۱ بیخبر - میر عظیمت اللہ بلگرامی

نصف الصدق سید العارفین میر سید لطف اللہ بلگرامی قدس اللہ اشراک  
 گہائی مناقب والا از چمن اول باید چید - و رواغی کہ مشام ملأ علی را معطر  
 سازد باید شنید -

میر بی نظیر از عرفاء شعرا است - و از صوفیہ صاحب لسان - و در ادای حقائق و  
 معارف ممتاز زمان - طرز کلامش بہ نمکینی ادای خوبان و انداز بیانش بہ دلنشینی عشوہ  
 محبوبان - نہکت خلقش سرمایہ عفت نہاد و نگینی صحبتش سازد برگ چمنہا - خاص و عام  
 راغب مجلس خاص بودند - و در خور استعداد طر فی ثنی بستند -

بیخبر تخلص بجای کرد کہ با خبر بیخبر بود - و بر قول حضرت لسان الغیب عمل  
 می فرمود کہ ۵

مصلحت نیست کہ از پردہ بردن اقتدا از      ورنہ در مجلس زندان خبری نیست کہ نیست  
 داو را با میرزا عبد القادر بیدل ملاقات است - در تذکرہ خود ۶  
 ”سفینہ بیخبر“ مجلس خود را با میرزا بیدل ذکر کردہ - در اینجا کلام او نقل کرد  
 ۷ شود :-

”فقیر را که اتفاق دید و ادب ایشان افتاد- حقا که در کمال خلق و مزه و درد و شوق یافتیم- تا که نشسته بودم سوای اشعار منقضی شوق و فقر و دیگر حرف بر زبان نراندم- بنده گفتم ضیافت طبع فقیر می فرمایند گفت ای صاحب بعد مدتی بهیچ شما هم رنگ را غنیمت یابته ایم- بعد از آن این سه بیت فقیر که در ذکر بمقام خود خوانده شد نقل گرفته بر قاصد رخصت فرمود- ابیات اگر چه قابل ایراد اینجانیست اما بجهت اتمام تقریب نوشته می شود سه

این قدر بهره چپ راست دویدن عبث است      چاک کن سینه خود را سر راهی دریاب

”بلند افتد چو مقطع پست ساز و حسن مطلع را      کشد پائین محفل قدر من بالا نشینان را

”خون شدم بخیزد دست تهی      جامه فقر رنگ باید کرد

”برین بیت عزیزی گفت میرزا صاحب حسن این شعر معلوم نشد- میرزا فرمود- در فقر

”مرتبه ایست تا خدا اگر انصیب کند- مجمل شرح آن این مصراع بخیر است که در

”دولت پاینده در دست تهی است

”و آنچه میرزا از اشعار خود به تقریب خواند تا کجا در خاطر باشد اما این دو بیت بیاد می

”آید

”بیدل همه تن خاک شدی لیک چه حال      در خاک نشستی و بران در نه نشستی

”گویند بهشت جای خوبی ست      آنجا هم اگر دماغ باشد

”و این بیت خاقانی هم خوانده بوده

”همسایه شنید ناله ام گفت      خاقانی را دگر شب آمد نهی

در سه ار لاج و تلبیش و مائة و الف (۱۱۳۴) میرد فقیر از بلگرام تا شاهجهان آبا

هم سفر بودیم- و چون کواکب سیار به شرکت گردون راه پیویدیم- تمام راه محظوظ خواه گوشت

این چنین سفر بم ارباب بر حضر رجحان دارد-

روزی نقل فرمود که هرگاه این مطلع از من سرزده

از صف مژگان خونریزش نگاه آید برون چون سوار یک نازی کز سپاه آمد بردن  
 شخصی که خود را شاعری گرفت مطلعی در جواب انشا کرد - چون مطلع او از معنی معرا  
 بود یار آن گفتند که لطف مطلع بجز خود ظاهر است اما لطف مطلع شما مفهوم نمی شود -  
 جواب داد که هنوز لطف گذاشتن باقی است -

میر خط شکسته بسیار نادر و دلپذیری نوشت - و در موسیقی هم فهم رسانی  
 داشت -

کلیاتش اقسام نظم قریب هفت هزار بیت است - از دیوانش این اشعار  
 بترتیب ردیف عموماً تخریری پذیرد -

بها نمیست غیر از نقد تخمین شعر موزون را	مده بر گزنجوهر شناس این در مکنون را
نباشد این قدر آسان تحقیق سخن رفتن	خدا رس می شود هر کس رسد انداز مضمون را
مکن جمع آن قدر دولت که گردد بابر دوست	فرو سنگینی ز بر برد زیر خاک قارون را
مکن ای صبح ضائع بر جبینش صندل خود را	که دور آن سر از دود دل خلق است گرد را
اینس دختر ز هر که شد علامه می گردد	که سنگت منکشف از خم نشینی شد فلاطون را
سخت زندانی ست بستی ای ز خود غافل بر آ	می شوی پابند آخر بیشتر زین گل بر آ
ما غریبان را بر زیر خاک هم نگذاشتند	صبح محشر می کند فریاد کز منزل بر آ
تا توان لیلی شدن حیف است آهنگ جنون	این چنین کز خویش برمی آئی از محل بر آ
عالمی در انتظار آن وفا بیگانه مراد	کیست گوید بجز کز خانه ای قاتل بر آ
تا که نمی برای صبحی بباغ پا	چشم کسی به بین د بزن بر ایام پا
صد کاروان برو شنیم راه می روند	در تیرگی ست گرچه مرا چون چراغ پا
آن را که زیر خاک کن چرخ مرده نیست	چندی در از گرد به کنج فراغ پا
کس نیست بعالم که شود هم نفس ما	ای بیکی اکنون تو شدی داد رس ما

ما یغم بصد رنگ گرفتار محبت	فرقی نتوان کرد ز گلشن قهس ما
کی بود باز یحیی شادی و غم آیین ما	گردش احوال قربان است بر تمکین ما
ناخن اول در دل شاعر زنده شعر بلند	تنیخ خون آلوده آید مصرع رنگین ما
در قیامت هم نگرود و از هم مرگ کان او	بشود فرهاد گر افسانه شیرین ما
ما به مفقاد و دولت صلح کل و ایم و بس	جاده دارد بهر مذهب طریق دین ما
صحبت یاران موزون سرود گل از یاد برد	غیرت گلزار باشد مجلس رنگین ما
تا سر از زوئی آن آرام جان برداشتم	نیست غیر از ساعد خود پیچبر بالین ما
تا به کنی داری چنین حیران و سرگردان مرا	بیکدم ای ظالم بگرد خویشتن گردان مرا
غیر را در بارگاه دیده من دخل نیست	چوب حجاب است گرد چشم این مرگان مرا
سلامت در جهان غولت بود نه انشینان را	که باشد صد خطر بیرون در خلوت گزینان را
بلند افتد چو مقطع پست ساز حسن مطلع را	کشد پائین محفل قدر من بالا نشینان را
نمی بیند میانش را کسی یارب نمی دانم	مگر در چشم افتاد است موبار یک بینان را
پچشم عارفان زلفی در خساری است کفر دین	خبر از حلیه آن ذات باشد پاک دینان را
شود از پیشین بینی نقد حاضر نسبی غائب	قیامت بر سر استند است دادم دور بنیان را
زیار این لباسی کی نماز عاشقان آید	و ضوبیاء دشوار است این تنگ آستینان را
در اول گام بر پامی کنند ایشان قیامت را	چه سان یک کوچه ره بنید کسی این ناز بنیان را
کوی رضا گزین ز غم خیر و شر برآ	تسلیم کن سر خود از درد سر برآ
تا کنی اسیر بستی موهوم بودند	دستی بخود نشانده چه آه از جگر برآ
حق ندانستی و در دل نقش بستی یاد را	تا کجا در مشت خواهی داشت ظالم با درآ
در شبستانی که غفلت فرشت راحت گسترد	خواب شیرین بهتر از شیرین بود فراد را
برنگ آینه کسب دگر بود مارا	گذشتن از همه جوهر همنر بود مارا

نمی باقی نه ماند از رفتنت میخانه مارا	خیالی بیش نبود من کف پیمانه مارا
کمند و حدت از گردن کشد زلفت فقیران را	کند مجازین صحر اگر دچشمت گوشه گیران را
جز آه نیست شمع شب افروز سینه را	یک مصرع بلند پس است این سینه را
بسکه دل تنگ آمدست از صحبت اخوان را	کوچه مصر فراغت شد چنه و زندان را
نباشد منت منعم گوارا مفلس مارا	ز نام کیسایا گر رنگ می گردد پس مارا
ای بدو گر دیش چشم تو خوش ایام ما	ز گس شهلاست از یاد تو صبح و شام ما
صبی چون کرد و آن چشم خواب آلوده را	جام می آمد کف هر دست بر هم سوده را
در توکل خانه من مسندی در کار نیست	گرم چون گردید بجای فرش مند باشد مرا
نی گوید بلندی برگزین یا سیر پستی کن	بند و پست عالم دیدۀ هموار کن خود را
دی ز شوخی ناز تو کس نیا سود است	نشسته و خرام تو می کشد مارا
برگزین حضرت دل عودت شاهی دریاب	باش فرش در خود مسند جاهی دریاب
این قدر بر زه پیب و راست دیدن عبت است	چاک کن سینه خود را سر را بی دریاب
کیست که ز گردش چشم تو بجائی نرسید	آخرای شوخ مرا هم به نگاهی دریاب
باد و گلرنگ و چین سبز و هوا دریا بار	لذت این همه زاهد به گناهی دریاب
بجبر هر چه از خانه برون می آئی	باش فرش در خود مسند جاهی دریاب
هنگ بچشم شکر خواب می کند همتاب	پیاله را گل همتاب می کند همتاب
گرچه بالای سر ایا ناز بر دلبر بلاست	پیش مصراع قیامت قامت معشوق ماست
این جهان و آن جهان تبدیل جا پیش نیست	آنچه پنداری بقا آخر به تغییر فناست
شکوه از بیوفائیها می معشوقم نبود	یار چندانی که شد بیگانه آخر آشناست
آنچه دیگر توان در می پرستی یافتن	بجبر گر ساقی کوثر علی مرتضاست
ترک محبت من ناشاد کرد و رفت	گفتم که من غلام تو آزاد کرد و رفت

خوش آمدی دلم بتو در راه بره نخورد	ای من گواه او که ترا یاد کرد و رفت
پرویز هم ز قوت شیرین نیافت است	از دور آن نگاه که فریاد کرد و رفت
هر کس که دید مصرع بر بسته قدش	چشمی کشود و بر سر اوصاد کرد و رفت
رنگ شبات نیست درین گلشن دو روز	خوش بلبلی که آمد و فریاد کرد و رفت
دام بناء بیت سخن می کنم بجا	هر کس تلاش در حق اولاد کرد و رفت
دیگر کسی چه در پی او پیچبر فته	گفتم که من غلام تو آزاد کرد و رفت
کیش اگر گرفت دگر اسلام دینی بیش نیست	حاصل چندین گمان آخر یقینی بیش نیست
آنکه مادر جلوه او دست و پاگم کرده ایم	آسمان بر خاک درگاهش جبینی بیش نیست
آشنای هائی دریا محنت بی حاصل است	گوهر مقصود در خاک خراب ساحل است
نزد این صورت پرستان کز انا الحی منکر او	حق بآن قدرت اگر منظور گردد باطل است
قامت معشوق می روید بجا می نیشکر	دیده ام بند محبت را زمین قابل است
نقص خود در یافتن باشد کمال آدمی	ورنه بر ناقص که بینی در حقیقت کامل است
یک زبردستی درین عالم ندیدم پیچبر	دستی را بالای دستی هست دست باذل است
گرچه خلق دیدم از دام تعلق بسته است	بر نیاید تا کسی از خود کجا و راسته است
سبزه خط نیست بر رخسار آن آئینه رد	بسکه آب حسن او استاد زنگی بسته است
گرچه شب در خواب روزم در قیج نوشی گزشت	این قدر شادم که عمر من به بی هوشتی گذشت
خواهش ملک سلیمان ابلهی است	دولت پاینده در دست تهی است
طفلی که برا حوال شهیدان نظرش نیست	مردیم که از شوخی خود هم خبرش نیست
هرگز فروتنی نگزید است پیکرست	خاک ره کسی نشدی خاک بر سرست
هیچو آن شامی که روشن گردد از رنگ شفق	کاکلت از تاب رخسار تو زنجیر طلاست
برنگ آن ندانم جانب دیگر صد برگشت	چو برگرد دید بیرون رفتم از خود صد برگشت



کس نشان دلِ گم شده من هیچ نداد	آه در زلف شکن در شکنش چیز هست
خدا را دیده ام اما پیرسید	به قربانش روم یار قدیم است
ستم رسیده غمهای دهر می داند	که ماه نو بکف چرخ تیغ حریان است
بی دماغیها مرا شرمندۀ احباب کرد	خامه ام از سرگرانی پای خواب آلوده است
به بال دیگرے گرمی پرد کس	به حیرت می روم کین طرفه مرغی ست
هرگز نبود قابل خط صافی رخت	شرم تو آب رخت بر آئینه رنگ بست
هزار بار توان کرد با خدا شوخی	ولیک دم نتوان زد به مصطفی گستاخ
این سرو لاکه سر به گلستان کشیده اند	شمشیر بازی قد او را ندیده اند
هر چند حسن از پس صد پرده رخ نمود	ناموس پرده ایست که زندان دریده اند
کردم نگاه صفحۀ تصویر خوش قدان	صورت گران شبیه تو بالا کشیده اند
جمعی که طوف کعبه گزیدند پیچرخ	بیت المصطفی دل خود را ندیده اند
کیست ناز دست برد حسن صورت بگذرد	معنی بیگانه باید کز عبارت بگذرد
هر قدم مرغان گیرائی ست خار این طریق	مردمی باید کزین میدان سلامت بگذرد
بسکه کم گردید تعظیم بزرگان از جهان	وقت آن آمد که سید از نجات بگذرد
کی بود یارب که ماکوس خداوندی ز نیم	حیف اوقاتی که در قید عبادت بگذرد
پیچرخ زین حلقه احباب می باید رمید	بگذرد عمر عزیز و در اطاعت بگذرد
یادمی کردم دلِ گم گشته را دلبر رسید	عشق را نازم که به می خواستم بهتر رسید
عاقبت از هزله گردیهادم آسوده شد	رفتم از خود این جهان و آن جهان پیوده شد
بی حلاوت نیست عسرت در جهان	نان چو شد کیاب شیرین می شود
هزار بین شده چشم ز شوخی حسنت	نعمت است که این احوال دو می بینند
در لباس نو است یار مدام	نیست مفلس چرا کهن پوشند

معنی از دل بر نمی خیزد ز ضعفِ مشتری	از گرانیهای قیمت گوهرم در مهر ماند
جز چشم کبود او که دید است	بادام که پوسته مغز باشد
کنون که پیرشدی از خود ای فلان بگذر	ز قدح خم شده چون تیر از کان بگذر
کسی ز هر دو جهان و کسی ز خویش رود	نمی روی تو اگر این چنین - چنان بگذر
ما هم اندر پنج زلف او گرفتار آمدیم	اتفاقِ طرفه افتاد یاران شب بخیر
نه چینی شکنند این چنین نه شیشه ز سنگ	بآن صدا که زد سنت و دلم شکست امروز
خوشا جهان تهی دستی و غریبا نشس	ز دال نیست در اقبال بی نصیبیا نشن
فلک تمام شفق پوش شد چه شام است این	پرید رنگ مگر از رُخ غریبا نش
کیست تا از من رساند هم مرا پیغام خویش	کرده ام از بسکه گم خود را نیایم نام خویش
عاقبت بینی ست لازم چشم چون روشن شود	پیش پا افتاده می بیند چراغ انجام خویش
خود پسندی ست حرفی از خویش	آینه پیش کرده رو سویش
دماغ نازک فقرم ملامت بر نمی تابد	همان واکرده دستار از برای درد برستم
گردِ ملال کز دل صد چاک پیچختم	برداشتیم و بر سر مقصود ریختیم
بودیم پای سعی ولی از نهیب خار	چون سایه در حمایت دامن گزینختم
تا آمد است فرد حقیقت بدست ما	سر رشته حساب دو عالم گسیختیم
نشسته ایم بدقتی که درد و دماغ نداریم	بیاد دوست سلامی که مادماغ نداریم
به طالبان تجلی بگو عبث نه در آیند	که مابه کلبه تاریک خود چراغ نداریم
بانگ یکرنگی دگر بر مومن و کافر زدم	و حد تم در غیرت آمد یک بر لشکر زدم
سهل نبود زخم تیغ ناز او برداشتن	بار بار زین سرگذشتم تا گلگی بر سر زدم
یادوت مزه بخشید دل از رزق بریدیم	تا دم تو گرفتیم دلب خویش مکیدیم
آخر نشود سلسله حسرت عشاق	آهی نکشیدیم که آهی نکشیدیم

پیریم ولی چاره از زیست نداریم	این بارگران بر سر خود دیده خمیدیم
یارب چه لطافت بود آن غیرت گل را	جز رنگ ندیدیم و بجز بو نشنیدیم
سرود قه تو نهالی ست که من می دانم	چشم شوخ تو غزالی ست که من می دانم
آنچه در چشمه جوان ست حضری داند	در لب یار زلالی ست که من می دانم
زاهد از چشم بتان روغن با دام طلب	سر خشک تو سفالی ست که من می دانم
بارها از سخن خویش بوجد آمده ام	قال را رتبه حالی ست که من می دانم
در دلم زین ره ورسی که جهان می دارد	بخیبر سخت ملالی ست که من می دانم
مدتی شد که در خیال خودیم	پر فشانیم و زیر بال خودیم
من به روجه آن پری رو راتما شا کرده ام	بچو گوهر چشم خود بر شش جهت داکرده ام
بتی که چشم عالم شد نهان من دیدی آیم	شود قربان خود گرد و سرش گردیدی آیم
فیض سخن است اینکه بهر بزم رسیدم	از بال و پر مصرع بر جسته پریدم
بهر تحقیق خود از پیش ضامی آیم	فکر بسیار بلندم نه کجای آیم
نیم شبم که گدرباغ و گدرباغ بنشینم	توکل هر کجا رخصت دهد چون داغ بنشینم
دست طلب به دامن آن خوش کمر زدم	دیدم که پرتوی ست کشیدم بسر زدم
مرا بر مسند جم می نشانند	الهی بر سر آن کوشینم
ز بس صحای امکان وحشت انگیز آدر چشم	در اول دیدنی همچون نگاهه واپسین چشم
ز بسکه تنگ شدم در میان هر دو جهان	رهی نماند که در خود گریختم رفتم
بی نیازی هستی دارد کریان واقف اند	ما هم از دست رد خود چیزها بخشیده ایم
کجا تاب رخ خورشید دارد دیده شبم	تو در بزم آمدی من خویش را سخیم و نرم
در میان بحث ملایان میگویند خویش را	بخیبر بلندار تا جنگند چندین خر بهم
از صف مزگان خون ریزش نگاه آید برون	چون سوار نیکه تازی کز سپاه آید برون

یوسف مقصود تو شاید ز چاه آید برون	رو بسوی آسمان کردی ندیدی پیش پا
زاهد ار جرعت کند از خانقاه آید برون	زندی داند که بیرون آمدن از خوشتر چیست
وقت آن آمد که جائی سبز و آه آید برون	حالی از بسکه غمگین رفت در زیر زمین
عاشقان را آرزو نبود بحر مغلط شدن	سعی یاران چیست گردیدن طلا یاس شدن
درد سر بسیار دارد صاحب مجلس شدن	پاس خاطر را چه باشد احتیاط شیشها
هیچو مدنهوشی که از میخانه می آید برون	از دو چشم او نگه مستانه می آید برون
گزشت است غیر از گرد کس بر پوست من	گزینانند مردم آبخنان از صحبت فقرم
من ز خود آیم برون او از نقاب آید برون	کی شود یارب که در بزم وصال آن پری
چون کمان حلقه برگزیده ماند آغوش من	دوش یار آمد بسویم تا کشم در برگذشت
قطره خود را بجوش آورد که دریائی شوی	شبنمی اما توانی سیل صحرائی شوی
انتظارت می کشد لبر که شیدائی شوی	عقل را در بارگاه حسن هرگز دخل نیست
باش در کار کسی تا کار فرمائی شوی	کی توان مولی شدن بی دستگاه بندگی
آبرویت حفظ کن تا در دریائی شوی	فیض خود داری چراغ قطره را روشن کند
نیست غیر از در و سرگر محفل آرائی شوی	تا توانی بیخبر تنها نشین و شاد باش
فرش است میرزائی زیر برهنه پائی	مشاطه نیست محرم از حسن روستائی
مباد این خبر پیدا کنی زین قعبه سوزاکی	دلت پرمی طپد بر اختلاط صحبت دنیا
به مصطفیٰ نرسی تا به مرتضیٰ نرسی	بغیر در نتوان راه برد در منزل

### رباعی

تنها نه خودم بلکه خدا هم هستم	ملکم ملکم ارض و سما هم هستم
غافل چه نشستی شما هم هستم	ای بیخبران که منکر از من هستید
این است بیان کدام تفسیر کنم	حق است دیگر بیه تقریر کنم

تحصیل نمی توان نمود حاصل من خواب ندیده ام که تعبیر کنم  
 رحلت میر عظمت الله در شاه جهان آباد روز دوشنبه بیست و چهارم ذی القعدة  
 سنه اثنین و اربعین و مائة و الف (۱۱۴۲) واقع شد - و در جوار مرقد سلطان المشائخ  
 نظام الدین دهلوی قدس سره مدفون گردید -

جامع اوراق دروفات او قصیده انشا کرد که هر مصرع عشق تارتخ است و مطلع و  
 حسن مطلع بخواست دو قافیتین اتفاق افتاده - پاره ازان قصیده بر نکته سنجان  
 عرض می شود -

اشک می ریزد پروی لوح مرگان قلم	می زند جوش تلطم باز عیان الم
سنبل زلف بیان جود پریشان صنم	صنوع احوال با تم سینه مجروح گل
آهوا مونی طاقت برق همیز عدم	طائر آسودگی در سیر پرواز فنا
یک قلم چون حلق بسل چشم آهوی حرم	چهره پرداز از ل گویا بهامون برکشید
صح محشری زند از مطلع آفاق دم	شعله اندوه می بالید به صحن روزگار
بگ آهی می کشاید پرده گوش هم	از حساب نوحه گیتی چه می پرسی دگر
هر یکی دارد ز سیلاب تحزن دیده نم	بیدلان در کهنه عالم حلقه شیون زنند
طرحه نرمی قدسیان چیدند با هم در ارم	لیکن از ادراک کامل سید شیون بیان
مطلع صبح هدی هم شمع نازک قلم	شمع نرم اهل بیت کوکب اوج صفا
زبده مشکل کشایان فصیحان عجم	عسی معجز بیان انصح شیون زبان
موجه سیل نزاکت زلف دل جوئی رقم	کلك آن دریای جوهر ابر نیسان بهار
نسخه دیوان اودا در پیام جام جم	زاده کلكش بود حرف طلسم راز حق

(۱۲۴) فقیر میر نواز ش علی سلمه الله تعالی

خلف الصدق میر عظمت الله بخیر بلكرامی قدس سره السامی - مشاطه طبع

همایون در انجمن نخستین جمال عرفان می آراید - و درین محفل برقع از روی پری زادان عانی می کشاید -

اکثر سایه التفات بر سر سخن موزون می گسترده - و این خانه زاد موروثی را در آغوش فکر عمیق می پرورده - اشعار او از قصیده و غزل و رباعی مدون است -

خاک گردیدیم و از ما آه سردی برنخاست      خانه هستی زیبا افتاد گردی برنخاست  
در حضور شمع جان بی صرفه می سازد نثار      از نثار عشق چون پروانه مردی برنخاست

از یار پیام دغلی را چه کند کس      این دیر خوشاب علی را چه کند کس  
بلبل نسبتان قدر شناسند چمن را      در باغ دمانج جلی را چه کند کس

قبای عقل که پوشش غم است و تار افسوس      اگر ز عشق نشد پاره صد هزار افسوس  
برون ز حلقه ز نقش قدم چگونه زخم      که یای همت ما را گزید مار افسوس

صفای آینه از شست و شو نمی آید      علاج دل سیاهی از وضو نمی آید  
در وجودیم ولی روبرو به عدم می داریم      در گلو این رگ جان رشته حب الوطن است

ز پریشانی مرغان روح شد روشن      که در ششیم تن راحت نفس هم نیست  
دین و دل جان و تن ز دست همه      آه بر فرق او ندا چه می کنم

گرچه برستم فقیر از دام سعی مال و جاه      احتیاج آج نان آخر شکارم کرده است  
بعد اتمام تذکره - میر نوازش علی شب دوشنبه نهم شعبان سنه سبع و نین

و مائة الف (۱۱۶۷) به عالم قدس خرامید - و در جنب جد خود میر سید لطف الله قدس  
سره مدفون گردید - محرر اوراق گوید -

روشنی سحر نفس پاک گوهری      و احسرتا که دامن ازین انجمن نشانند  
دل و لطیفه و ناله تارتخ و کشید      بیر یگانه میر نوازش علی نماند

## (۱۲۸) غریب - سید کرم الله بلگرامی

برادر اعیانی میر نواز شش علی سلمه الله تعالی - تولد او دوم شعبان سنه خمس وثلثین  
و مائه و الف (۱۱۳۵) رونمود

جوانی خوش سیما و نورسی از ریاض آل عباس است - به انواع قابلیت آراسته و به تهذیب  
اخلاق پیراسته - بیعت بخدمت برادر و الا گهر میر نواز شش علی سلمه الله تعالی بجاء آورده - و  
از آغاز تا انجام تربیت در صحبت ایشان یافته - و بکلم وراثت از مذاق صوفیه صافی کامیاب  
است - و در سبقت شعری کامل نصاب -

اکثر بر دو این سخن سخنان قدیم و جدید عبور نموده - و اشعار فراوان در خروانه حافظه  
فراهم آورده - این چند بیت از وی آید

بسکه دود ناله من در سرش پیچیده است	بچو فانوس خیالی آسمان گردین است
لعل با آن سرخی پاو زن پاستگی نداشت	دل به میزان تامل هر دو را سنجین است
بعد عمری آشناسد دلبر نا مهربان	میتوان دانست قدر آشنایمین است
بعد مردن هم به امید وصال آن پری	چشم من در خود نگاه واپسین دریده است
کرد یاد نگه شوخ تو بیمار مرا	داروی نیست بجز شربت دیدار مرا
بسل افتاده ام از تیغ فراقش شاید	دل طپیدن برساند به در یار مرا
دل نه تنها از سر کوی مینان ناشاد رفت	آه این مشت غبار من همه بر باد رفت
نیست شخصی بی گرفتاری درین گلشن مگر	سرور ایدم که آزاد آمد و آزاد رفت
نمی دارم خیال همکامی باللب لعلش	بگوش خویش نام خود شنیدن آرزو دارم
دیدمش چون آسمانی چشم پر سیدم که چسبست	گفت این آموز جوان در غبار خود گم است
آه این برگشتگی از طایع من کنی رود	من ز طفلی خورده ام در کاسه گرداب شیر

مردم چشم او دل مارا بهیچ زنبور نیشدار گزید  
 بیک دندید دیدن خشک مغزی رفع می سازد نگاهش روغن بادام شد ناتوانان را  
 چنان به شیوه دیوانگی شدم مشهور که یار نیز مرا دین مرحبائی گفت

## رباعی

شیطان چو درگاه خدا شد مردود پرسید کسی چرا نکردی تو سجود  
 گفتا که منم محو حال رنج دوست جز ذات خدا دگر ندانم مسجود  
 بعد ختم سرو آزاد - نحریب بیست و هفتم جمادی الآخره تسع و ستین و مائت و الف  
 (۱۱۹۹) رخت به عالم سردی کشید و در بلگرام مدفون گردید - مؤلف کتاب تاریخ بتعمیه  
 گوید

شاعر خوش گوی صوفی مشربے مرد در عین جوانی یا نصیب  
 وقت جان رفتن ندا آمد ز غیب بهر تار تارخ و فالتش یا غریب  

$$\begin{array}{r} ۱۲ \\ ۲۳ \\ \hline ۳۵ \\ ۱۱ \quad ۹۹ \end{array}$$

## (۱۲۹) سید غلام مصطفیٰ بلگرامی قدس سره

بن سید عبد اللہ برادرزادہ حقیقی و مرید سید العارفین میر سید لطف اللہ بلگرامی  
 قدس سره - صاحب قلم در دامن بحر پیشین در رمنائب سامی ریخته - و جوہریان کشور فقر را  
 به خریداری برانگیخته - درین بساط نیز گوہری چند از واردات قدسیہ می ریزد و لالی آبد  
 بگوش معنی پروران می آویزد

میر صاحب مشرب عالی بود - و نشئه فقر و درویشی دو بالا داشت همواره به شیوه  
 سپاہ گری کسب معاش ضروری می کرد - و نعل و اژون زده شب دیز سیر فی اللہ  
 جولان می داد -



دیرست و ثلثین و مائة و الف (۱۱۳۶) مؤلف اوراق در دارالخلافه شاهجهان  
آباد زیر سایه عنایت حضرت علّامی میرعباس الجلیل بنگرامی جاداشت - مشارالیه نیز در آن  
ایام در آن مقام به عیادت نوکری نواب مبارز الملک سر بلند خان تونی وارشد و  
مثنوی ترجمان اسرار قبوی مولانا رومی قدیس سره از خدمت حضرت علّامی رسته کرد -

در آن نزدیکی نواب مسطور را ایالت صوبه گجرات احمد آباد از پیشگاه خلافت  
مفوض گردید مشارالیه در رکاب نواب بآن دیار نشاند و چون حکومت گجرات از عین  
نواب به راجه ابھی سنگھ مرزبان خطه فار و ارمقرر شد - و با نواب در راجه صورت مخالفت  
و نمود - و در سواد احمد آباد جنگی سبع واقع شد - مشارالیه در آن محرکه جرعه شهادت  
چشید - و در سداک اَشْکِیَا بَعْدَ سَرِّ بَهِم یَزِیْرُ قُوْکَ نَقَطَمْ گردید - و این واقعه هشتم شهر  
ربیع الاول سنه ثلث و اربعین و مائة و الف و ۱۱۳۶ م رو داد -

بعد انفصال جنگ اجساد جمیع شهیدان را یافتند تا سید غلام مصطفی که  
بر چند تنخص کردند اثری گل نکرد -

پنچ روز پیش از شهادت رباعی گفته بود - و از حال آئینده اخبار نموده - رباعی  
این است -

در خلوت ما و رای ما یاری نیست      یعنی که به عرش و فرش اغیار نیست  
ما روح مجردیم ز آرایش مرگ      ما را به جنازه و کفن کاری نیست  
سلیقه سید در انشاء رباعی مناسب افتاده - و در یابای خفای و معارف  
بر طرز مولانا سحابی است آبادی از منبع طبعش جوشید - الحقی هر رباعیش چارموجه  
ایست از بحر عرفان - و ترانه ایست از پرده لامکان - هر نکته اش تازیانه دلهای آگاه  
است - و پرتوی از شعله اِنِّیْ اَنَا اللهُ -

دیوان رباعیاتش مدون است - و مذاق فقرش از کلامش مبرهین است

جز دوست هراچیه هست اندیشه ما  
 ما جام شراب سخن اخاب زده ایم  
 در عشق که فتح باب کردم همه را  
 مرغان که همی زدند پر لائی دوتی  
 این هفت فلک که چون حجاب اند ترا  
 تو پادشهی دلی ز خود بیخبری  
 بان حال رجال را بازی مطلب  
 از آتش عشق تا نسوزی یکسر  
 هر نشه که هست از می ناب من است  
 کس را چه خبر ز رتبه عالی من  
 ما را که نه عز و نه شرف در کار است  
 در دیده دلی بهر شناسائی خویش  
 این بستی من برون ز آب و خاک است  
 چون درک کند زاهد بیچاره مرا  
 من عاشقم در میده از دشمن و دوست  
 زان مغز زمین و آسمانها شده ام  
 ای زنده تمام عالم از فیض دمت  
 از من اثری نماند ای دوست که شد  
 ما عاشق ذاتیم صفاتی دگر است  
 ما واجبیم ذکر واجب گوئیم  
 از دیدن روی تو رسیدم در خود

چون شعله آتش است در پیشه ما  
 یعنی همه اوست در رگ و ریشه ما  
 سرمست شراب ناب کردم همه را  
 در ناریکی کباب کردم همه را  
 تا در نگری همه دواب اند ترا  
 پانه به مه و نور که رکاب اند ترا  
 ما ساخته کار کار سازی مطلب  
 توحید حق از سخن طرازی مطلب  
 جنت چمنی ز باغ شاداب من است  
 چون عالم بخت مستی خواب من است  
 فی کحرونه گوهر و سدف در کار است  
 خاک قدم شاه نجف در کار است  
 وز آتش و آب و انجم و انلاک است  
 لیکن هیئت من گنه و جود پاک است  
 از خویش گذشته فی بدو فی نیکوست  
 کز روز ازل دریده ام چندین پوست  
 خواهان تو نیست جز وجود و عدمت  
 سر تا قدم فدای سر تا قدمت  
 بیرون ز جهاتیم و جهاتی دگر است  
 افسانه نویسن ممکناتی دگر است  
 یعنی که جمالت همه دیدم در خود

صدشکر که از شوق تماشای رخت

هر کس در خود بهار و باغی دارد

تو غره مشوک ماهی دریائی

زاهد که عبادت ریائی دارد

هر چند که الله بگوید هر دم

آن فرق که خویش را ولی می دانند

الله و رسول بر زبان می رانند

هر کس خفاش آفتابش باشد

زاهد طلب مقام تنزیه کند

سر تا بقم چو دیده می باید شد

چون شیشه پر شراب با صد مستی

دا رسته درد با دوا را چه کند

سلطان جهان بال بها را چه کند

آنجا که تویی نه راه باشد نه دلیل

در عرصه عشق پائی زاهد لنگ است

در دهر که غول در بر خویش منم

هر چیز فتاده است زیر نگهم

بسیار کتب سند ز اُستا کردیم

شد مشکل ما تمام حل آخر کار

بر مشت غبار خویش آبی زده ایم

خفاش میا که بر در خانه خود

چون برق طپیده آرمیدم در خود

در کلبه تاریک چراغی دارد

غوک لب جوی هم دماغی دارد

در مجمع خلق خود نمائی دارد

والله که الله هوائی دارد

بیچاره عوام را بخود می خوانند

چون در نگری خلیفه شیطانند

کی محو جمال بی نقابش باشد

غافل که همان عین حجابش باشد

یعنی که بخود رسیده می باید شد

بر طاق بلند چیده می باید شد

بگذشته ز خویش مدعاریا چه کند

هر کس که بخود رسد خدا را چه کند

نی انجم و مهر و ماه گنجد نه خلیل

آری نرسد بجای احمد جبریل

یعنی که مقرو منکر خویش منم

یک نیزه بلند از سر خویش منم

بیهوده تمام عمر بخوا کردیم

چون دفتر دقت خویش را وا کردیم

یعنی که به بزم جان شرابی زده ایم

هر جا گل میخ آفتاب زده ایم

وقت است که دل زد بر بر کنده کنیم	چون لاله گل برین چمن خنده کنیم
در خلوت خویش قهقهه دنیا را	عریان همه تن شویم و شرمندہ کنیم
بر دست بگیر همچو من پیما	تا دا رہی از یگانہ و بیگانہ
آن گل که دمیده بود بر بام سرا	عمریت که چیدش بصبح خانہ
عشق است که گاہ ہر باشد گہ ماہ	ہاں تا نشوی چو کور چشمان گمراہ
ہر چیز کہ تو طالب آن می باشی	در صورتِ مطلوب تو آید اللہ
بشنو ای دل حقیقت پنهانی	ایمان موقوف شد بر انسان دانی
ہر چند بصد سجده تو حق را خوانی	تا سجدہ بہ آدم کنی شیطان
ای آنکہ تراست نسبت پنهانی	بیچون و چگون بحضرت سبحانی
از جسم چہمی روی بجان رو سولیش	کس سایہ بز نمی کند قربانی

### (۱۲۰) احمدی - سید احمد بلگرامی

بن سید عبد اللہ برادر اعیانی سید غلام مصطفیٰ قدس اللہ السراسر مہمنا  
 سیدی بود پاک نژاد - دست بہ دامن صلاح و تقویٰ زدہ - چاشنی گیر لذت فقر و فنا  
 لنگر محرق و قار و نمکین - مرید عم مکرّم خود سید العارفین قدس سرہ -  
 کتب تصوف اکثر مطالعہ می کرد - و مثل برادر خود میل بہ رباعی بیشتر داشت - علا  
 رباعیاتش زیادہ از چہار صد باشد -

سید تیر خوب می انداخت و در شجاعت و نبرد آزمائی لواء یتائی می افراخت -  
 چون ہنگامہ احمد خان ابدالی در سنا حدی و ستین و مائتہ و الف (۱۶۱)  
 از طرف قندھار بلند شد - و لاہور را غارت کرد - و محمد شاہ سلطان دہلی فرزند  
 خود احمد شاہ را با وزیر الممالک نواب قمر الدین خان - و نواب صفدر جنگ

ابوالمصور خان و دیگر امراء عظام - برای مقابله از شاه جهان آباد رخصت فرمود -  
 میر سید احمد درین بیساق همراه نواب صفدر جنگ بود - و در اثناء سفر به بیماری  
 در دجگر مبتلا گردید - تاگزیر در سهرمند توقف کرد - و چون شاهزاده از سهرمند گذشته  
 کنار دریای ستیج بر معبر ماچھی واره رسید - ابدالی باسی هزاره سوار از راه لودیانہ  
 بالا بالا داخل سهرمند شد - و سیزدهم شهر ربیع الاول سنه احدى و ستين و ائمه و الف  
 (۱۱۹۱) آن شهر را تاراج نمود - و هر که دست به شمشیر بردگشته شد - سید احمد جا بیکه  
 اقامت داشت و بحر است ناموس بعضی سادات و شیوخ می پرداخت زخم تفنگ  
 بر شکم خورد - قضا و قدر از در دجگر نجات داده بر تخم جانستانی معاوضه کرد - و روز  
 پنجشنبه چهاردهم ماه مذکور مرغ رُوح او از نفس جسم پرواز داد - روز جمعه در  
 همان حویل مدفون گردید -

و چون شاهزاده را خبر وصول ابدالی به سهرمند رسید عنان توبه جانب سهرمند  
 تاقت - فوج مشرقی غربی شد و فوج غربی - شرقی - از پانزدهم شهر ربیع الاول تا بیست  
 و هشتم منه آتش حرب اشتعال داشت -

بیست و دوم این ماه روز جمعه وزیر الممالک نواب قمرالدین خان زیر نیمه  
 نماز چاشت خوانده در وظیفه بود که گویا توب از جانب مقابل رسید و تمام کرد و  
 راجه ایسر سنگه سپرچی سنگه سوائی و دیگر راجها قریب دوازده هزار سوار ازگشته  
 شدن وزیر بی استتعال شده راه گریز بملک خود پیش گرفتند - لشکر فیروزی با آنکه  
 این دور خنده عظیم راه یافت پای استتعال افشرد و افاندره اشکست فاحش داد -  
 و بمفهوم آیه کریمه **الْمَغْلَبَتِ السُّوْمُ فِیْ اَذْنِیْ الْاَمْرِحِیْ وَ هُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ**  
**سَيُغْلَبُونَ فِیْ بَطْوَحِ بَنِیْنِ** - بعد شکست نادر شاهى این فتح عظیم نصیب پادشا  
 هند شد - تاریخ گوئی "فتح خدا ساز" تاریخ یافت -

و بعد یک ماه از فتح - محمد شاه سلطان دہلی بیست و ہفتم شہر ربیع الآخر شب جمعہ  
سدا حدی و ستین و مائتہ و الف (۱۱۶۱) بر حمت حق پیوست و پائین مزار سلطان المشائخ  
نظام الدین و بلوی قدس سرہ درون حریم مبارک مدفون گردید۔

را تم المحروف در رحلت پادشاہ و وزیر و نواب آصف جاہ کہ در ہمین سال  
فوت کرد تاریخ تعمیم می گوید سہ

گفت تاریخ چون کشیدم	آہ	موت شاہ و وزیر و آصف جاہ
	۴	۱۱۶۱
		۱۱۶۱

القصہ ہر گاہ قتلہ جنگ فردنشتست بعد یک ماہ از دفن جسد سید احمد را از  
خاک بر آوردند۔ بقدرت ایزد سبحانہ سالم بر آمد۔ و بیرون لاہوری دروازہ  
شہر پناہ سہرند بفاصلہ دو تیرہ رتباب از دروازہ جانب جنوب از شاہراہ در مقابر  
شیخ محمد نامہ ارخانی بخاک سپردند۔

این چند رباعی نتائج طبع اوست سہ

باقدرت تو رفعت ہمہ پست آمد	ہشیا ز ہدیت تو ہر مست آمد
بیخود افتادہ ام بگیری دستم	ای آنکہ ید تو فوق ہر دست آمد
این بندہ بی ادب کہ نامہوار است	دانم کہ متاع کاسہ بازار است
یا از دو جہان بساز اورا آزاد	یا پیش نظر دار اگر در کار است
گر خار بہ گلزار تو باشد باشد	و ز قلب بہ بازار تو باشد باشد
ہر چند سیاہ رو نباید این جا	گر نیل بہ رخسار تو باشد باشد
آنکس کہ گنہ نکرد پیدا نبود	او خود خلف آدم و حوا نبود
حق است اگر خطا ز انسان نشود	عبد است اگر عفو خدا را نبود
نامند بلامہا خلایق مارا	چون فیل کہ ہست در گروہ اعلی

ما را نہ مقید و نہ مطلق خوانند	اما پیداست این صفتها از ما
امکان کہ تمام را از در حبیب و بیست	مقصود از یُونُونُ بِالْغَیْبِ و بیست
از غیب مراد این شہادت باشد	ایمان آتش کہ در ستر لاریب و بیست
گر من عوض بخشش خاصیت یارب	در حضرت تو شکر کنیم نیست ادب
باقولہ برابری مرامی ستاید	شکر کریم خویش تو از خویش طلب
در عقل بسی حال تبری باشد	کہ خوف و گہی رجا بسرمی باشد
خوش آنکہ درین دیر غرائب اورا	از خویش و نہ از خدا جبر می باشد
در گفت و شنید اوست مشہور منم	دیدہ شدہ اوست لیکن منظور منم
با این بحر خیر و شر من منسوب است	می نوشد دیگر می و مخمور منم
دل شاد توئی اگر دلی شاد کنی	با خویش کنی بہر کہ بیداد کنی
بر سود و زیان کہ از تو باشد برتست	در یاد خودی اگر خدا یاد کنی
ای دل بستر قسم کہ جانانہ توئی	سرمایہ ہر عاقل و دیوانہ توئی
باتست خدا و مصطفیٰ و ہر چیز	امروز امیر بزم این خانہ توئی
منقول اگر کنی مرا در مردود	نازم کہ مرا حضرت تو یاد نمود
معشوق بہر گر بجا شوق نگرست	روزی کند از لطف ہم اورا خوشنود
ای نام تو احمد است و روح تو احد	یعنی کہ توئی باعث ہر جان و جسد
از اسم مبارکت چو موسوم شدم	محتاج در گمکن چہ از نیک و چہ بد
ای احمد مصطفیٰ شفیق دو جہان	بسپردہ دست تو مرا خالق جان
الحال بدست تست کار و بارم	مختار توئی ہر چہ بخواہی کن آن
از عین علی ذات خدا شد خوشنود	آدم ز تراب او در آمد بوجود
چون دید رسول اصل آدم اورا	ناچار ابو تراب کنیت نمود

در حُب علی زجان و دل بر یابی      وز هر دو جهان ز تبه بر تر یابی  
حق رمز عین ولی چنین می فرماید      که لفظ علی ذات مرا در یابی

## (۱۳۱) فرد - سید اسد الله بلگرامی

برادر زاده حقیقی سید غلام مصطفی و دختر زاده حقیقی سید العارفین میر سید  
لطف الله و مرید آن خدا آگاه است قَدْ سَأَلَ اللهُ اللهُ سَأَلَ اللهُ  
ولادت او دهم شهر ذی الحجه سنه اربعه عشر و مائه و الف (۱۱۱۴) و نمود  
به صفائی ذهن سلیم و کمال طبع مستقیم ممتاز بود - و بدقت سخن خوب می رسید  
و شغوب می نوشت - و چاشنی تصوف بلند داشت و از بمنشینان راقم الحروف  
است -

حیف که در عین شباب آن قدر امراض مزمنه عارض او گشت که حیات چند  
روزه را در نهایت بی حلاوتی گذرانید - و شب شنبه بیست و دویم جمادی الاولی  
سنه تسع و اربعین و مائه و الف (۱۱۴۹) رخت بدارالامان آخرت کشید و محو  
اوراق آیه کریمه اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ لَعْنٍ لِّعَلَّيْهِمْ عَلٰى الْاَسْمَاءِ اٰلِهٰتِ (۱۱۴۹) تایخ فیت  
قبرش جانب غربی محله میدان پوره برکنار مقابر اسلافش واقع شده -

این چند بیت از مسودات او بدست آمده

شب که آن ماه جهان افروز ز خصلت خواهد	آه من تغلیم کرد و اشک من همراه شد
نگاه شوخ چشمم هر طرف بی باک می افتم	نریزد آبروی من اگر بر خاک می افتم
سرشک طفل طبعم شوخ چشمی در بغل دارم	نه پیچم سراگر بر روی آتشناک می افتم
به پایش بوسه ز درنگ حنا سرخی دوبالا	دل خون شد حسرت این عجب هنگامه برپا
نه هر که تاج به نازک زند سسری داند	نه هر که خرقه بپوشد قلندری داند



دلاوران صف عشق کشته خویش اند نه هر که تیغ به بند سپهری داند  
 کسیکه دولت اقلیم نبستی دریافت شکست آئینه دل مکدری داند  
 چو سرو هر که بازادگی قدم افشرد بریز بار تعلق شدن خوری داند  
 جفا نفس بود کار شیر مردان فرد نه هر که صف شکنند او بهادری داند  
 بود بعالم بخیرید ما لباس دگر بریدن زرد و جهان است قطع جامه ما  
 عروس مقصدم مشاطگی را از خدا خواه دگر این حیا برود کس محرم نمی داند

## (۱۳۲) سید عظیم الدین بن سید نجابت بلگرامی

ایضا برادرزاده حقیقی سید غلام مصطفی - است که در ایستگاه -

تولد او شب چهارشنبه هجرت ذی القعدة سنه ثلث عشر و مائة و الف (۱۱۱۳) واقع شد.

سیدی بود صاحب خلق عظیم و میزان طبع مستقیم - از آغاز سن و قوف به تنوع شعر پرداخت و قماش نظم و نثر را خوب می شناخت - و بنا بر مناسبتی نظری گاهی خود هم سخن موزون می نمود - و در فکر بر روی خود می کشود

بساعات ارادت سید العارفین کامیابی داشت - و در کوچه تصوف رایت بلند می افراشت - معتمد او در وصف شجاعت سرخیل دلیران بود و در همیشه پردلی فی درناخن شکن شیران -

او آخر عمر توکری نواب صفدر جنگ وزیر الممالک اختیار کرد - و در جنگی که نواب وزیر را با افغانه بمیست و دوم شوال سنه ثلث و ستین و مائة و الف (۱۱۹۳) مابین بتیالی و سها و صورت گرفت میر عظیم الدین و میر غلام نبی که ذکرش نگارش یافت - در عرض کارزار تلف گردیدند - و جز داغ حسرت که اثری ازین

زمین گل نکند - راقم الحروف گوید

میر عظیم الدین دانا گهر	زاده طبعش همه در یتیم
شیر دل عرسه مردانگی	در سبب هیجا قدمش مستقیم
بر سر میدان سر جان گذشت	در چمن خلد برین شد مقیم
فوز عظیم است ازین خاکدان	زخت کشیدن بر ریاض نعیم
خام ازین راه گذارش نمود	سال دقانش همه فور عظیم

وقتی که این بیت قاسم کاشی پیش او خوانده شد -

چون ز عکس عافیتش آئینه برگ گل شود      گردان آئینه طوطی بنگر و بلبل شود  
 بسیا خوش کرد - در جهان ایام حسب الطلب و الدخود سید نجاست به گجرات  
 احمد آباد رفته و بعد از انقضاء مدت پنج سال از احمد آباد ب وطن اصلی معادرت  
 نمود شبی باغچه گلستان آن بیت چه بود - نور آئینه مذکور خواندم - تعجب کرد که بجز سوال  
 حرفی هیچ سواد به ظهور پیدا آمد - گفتیم این قدر در ناظر بود که وقت خواندن این بیت  
 شمارا پند انداد -

این دوسه شعر نمونه فکر اوست -

داع بر دل دارم و چون لاله سیرا بم بنور	آتشم اما پو صبا عالم آ بم بنور
عالمی پروانه شد آن شمع قیامت را به بین	درد دل شب جلوه صبح قیامت را به بین
خواب و بیداری چشم تو عجب معجونی است	بهم آمیخته از مستی و هشیاریها
شارم به قتل خویش که از کوشش لبت	یک جرعه خون بهای شهیدان نوشته اند

(۱۳۳) محب - سید غلام نبی بلگرامی

فرزند شهر سید غلام مصطفی مذکور قدس سره - جوانی بود صاحب السیف و انظم

در صف بزم و رزم پیش قدم - تیغ زبانش جوهر دار حسن بیان - مدسنا نش نبی صفا  
 میدان - بار بار در معارک صفها شکست و برنجیر جوهر فواید پای تهذیبان بر بست  
 در ریحان تمیز میل سخن بهم رساند - و دو اوین سخن سنجان نو و کهن را سیر کرد  
 با خوشگویان عشر شش شیخ عبید الرضا متین صفا لای را اقامت بود علی تحسین  
 ملاقات نمود -

و در عالم نو که پیشگی بسوی بنگاله رفت و از آنجا برگشته در سلک نو کروزیران  
 صف در جنگ در آمد - و چون نواب وزیر کت ثالث لشکر بر سرافراغ کشید - و آن  
 در دامن کوه مداریه که شعبه ایست از کوه سوا لک پناه گرفته سستد یکجا شدند  
 بعد محاربات صلح انعقاد یافت - در ایام جنگ بیست و ششم منفرد غنیمت و شین و  
 مائده الف (۱۱۴۵) میر غلام نبی بزرگ لشکر کاندگارانی در باخت - حیف که  
 این چنین جوان قابل و فرد کامل در عین شباب از دست روزگار رها شد -  
 و مانند گان را داعی که علاج پذیر نیست بردل نشانده - محرم سطور گوید است

در فن سخن بلند تقریر محسب      در بحر که آبروی شمشیر محسب  
 تاریخ وفات او ز دل پرسیدم      از هوای بهشت محفل پر محسب

شجاعت ارث خاندان اوست - و اکثر مریدان دین و دمان ساغر موت اهر چشیده  
 اند و گالگونه شهادت بر رو مالیده - از آنها محسب که بوزنی موصوف بودند درین انجمن  
 جلوه نمودند -

چند بیت از محب بر حبان سخن ملتفتی شود

دل از مرگان و خال پشت چشم او خردارد      که ترک چشم او ستان شمشیر و سپر دارد  
 به بزم می پرستی عشرت زندانه شب گرم      نقاب شیشه از چهره بت العجب گرم  
 ز فیض نیست برون سیر بنیوالی ما      به فرق خار نمید گل بر جبهه یابی ما

سنگ طفلان گل زند در گوشه دستارها	بسکه از دیوانگی باشد بسامان کارها
به پای دل ز سر نو خلید خار دگر	ز سبزه بر رخ او کرد گل بهار دگر
دل و دماغ ندارم بکار و بار دگر	دلمند که تو شاد و سرم بفکر تو خوش
شدم چو جوهر آئینه نقش خانه خویش	قدم برون نگذارم ز آستانه خویش
بسینه دست نهاد و سلام گفت و نگفت	زمن نگار با یمنار پیام گفت و نگفت
نمود کا کل پر حلقه دام گفت و نگفت	مقام صبی دل خود زیار پرسیدم
به عاشقان جهان قل عام گفت و نگفت	سیر دتغ نکه را بدست مردم چشم
مرا ز بنده نوازی غلام گفت و نگفت	خط صبح بر آورد خواجه حشمت
اشاره کرد سوی حوض جام گفت و نگفت	بین که ساقی کوثر محب صادق را
آفرین باد که پروانه نواز آمده	امشب ای شمع درین بزم نیاز آمده
عشق باز اند اگر بهر نماز آمده	غیر محراب دو ابروی بتان سجده مکن
گر تو با قافله عجز و نیاز آمده	جرس شوق درین دشت بجنابان از دل
اگر ای شانه ازان زلف دراز آمده	قصه شوق مکن در شب هجران کوتاه
آفرین باد که خوش مرح طراز آمده	هیچ جز وصف علی نیست بشعر تو محب

### (۱۳۲) قابل سید عبد اللہ بلگرامی

از بعض طبقات سادات بلگرام ساکن محله میدان پوره - پیشتر در طبقه فضلا ممتاز است و حالا در گروه شعرایی انبار -

تخلص او اسمی بامسمی بود - و در فضل و کمال و تحریر هفت قلم و فنون سپاهگری و ورزش اسلحه و اکثر صناعات اهل حرفت و قوف عالی داشت - و در صفت کبری مشارالیه انامل نمی زیست -

همواره روزگار قرین اعتبار گذرانید و بیشتر برفاقت نواب مبارز الملک سر بلند  
خان تونی بسر برد و بخدمت عدالت مسکرمی پرداخت -

و چون کرت اولی سر بلند خان در سنه اربع و عشرين و مائت و الف (۱۱۲۴)  
ناظم صوبه گجرات احمد آباد شد - سید عبداللہ را منصب صدارت احمد آباد تفویض  
نمود - سید با ارباب وظائف سلوک پسندیده کرد - و غربا و ضعفا را با احسان نواخت  
آخر الامر در دار الخلافه شاهجهان آباد بیماری استسقا عارض شد - بهمان  
حالت به بلگرام آمد - و بعد چندی موافق سنه اثنین و ثلاثین و مائت و الف (۱۱۳۲)  
جان بجهان آفرین سپرد - و سمت غربی باغ محمود در مقابل قبیلہ نمود مدفون گردید  
بعد انتقال آن مرحوم کتابخانه او شیرازہ بمبیت گیسخت - و اشعارش تبارج  
حوادث رفت - همین یک بیت بدست آمده

گر بسرمه اثر کرد ضعف طالع من کبری عصا نتواند بچشم یار رسید

### (۱۳۵) واحد میر عبد الواحد ترمذی بلگرامی

ترجمہ اب و الانساب او نظر پرور و لطف الہی سید محمد اشرف در گاہی در  
سلک فضلا از دفتر اول انتظام یافت -

میر عبد الواحد صاحب طبع لطیف و ذہن شریف بود - و سراپا بہ حلیہ مکارم  
اخلاق و جلال اوصاف آراستگی داشت - اختر نجابت از جبین مبینش می درخشید  
و عطر خلق محمدی از گل عنفش می تراوید -

شعر زبان فارسی و ہندی می گفت - و جوابہ زوہر بمشقب اندیشہ می سفت سخن  
شیرینش بہ گلوسوزی نبات است - و شعر آبدارش بہ گوارائی آب حیات  
از یاران میر عظمت اللہ نیجر بود - و نسبت بہ فقیر شفقت فراوان می فرمود -

آیا میکهد والد ماجد اوسید. محمد اشرف بحاکمیت مونس راهبون از اعمال دارالسلطنه  
لاهور می پرداخت اورا با کفار آن نواحی جنگ رد نمود. میر عبد الواحد در معرکه  
جزیره شهادت چشید. و بهما بخاین آفتاب دل افروز خاکپوش گردید. و این واقعه دوم  
محرم روز جمعه بعد نماز عصر سه اربع و نائین و آنکه دالغ (۱۱۳۴) واقع شد. عمر  
شرفیش از پنجاه متجاوز بود.

نگارنده سطور در تاریخ شهادت آن مغفور قطعه نظم کرده و یک عدد زیاده را  
بحسن تمهید بر آورده.

میر عبد الواحد شیرین سخن	از زبانش آب حیوان می چکید
سید والا گهر صاحب هنر	تاثر یا نظم و نشر او رسید
والد او حاکم راهبون شده	در رکابش رخت آنچنان کشید
خطه پنجاب را از مقدس	آبروی تازه آمد پی
باز میند اران کافر رزم کرد	از شهادت جرعه صافی چشید
در سخن واحد تخلص می نمود	لفظ ذوقی، هم تخلص برگزید
چون که واحد رفت سال جلستش	کلام خوین زد در تم "ذوقی شمیم"

۱۱۳۵  
۱۱۳۴

سایاد فکرش و حشیان معانی فراوان حید کرده اما از عوارض روزگار مقید رشته  
شیرازه نساخته لهذا اکثری از آن به پرواز آمد. برخی از اشعار که در بیاضها مثبت  
بود درین سواد سفیدی می کند.

امروز بر جبین تو چین دیده ایم ما	صدر رنگ ناز را به کین دیده ایم ما
گر بود ده یک قدم بی رهنما دور است دور	بی اجل نتوان رسیدن گر چه منزل زیر پای
سو ختم در آلودیش کاش ای صورتگران	گرده تصویر او سازید از خاکستر

اگر ز دل شکستن بلبل نه هنوز      طرف کلاه خود مگر ای گل ندیده  
 عمر بیت در رخ تو تماشای خودیم      آینه است بسکه ترا از صفا جبین  
 نباشد از دل محبت نامه ام خالی      چون کشتای سر مکتوب من طوفان شود پیدا  
 آتش پیچیده ام در نامه پرموز غویش      گرمند زمیستی کشتای مکتوب مرا  
 نیست محتاج خضر از فیض سوز خوشی      اخگر م خاسته خوشیم به از آب بقا است

### در رباعی

تا کی به هوا و حرص مائل باشی      زان ره که بریدی فی است غافل باشی  
 اکنون که گذشته را تلافی خواهی      از خنجر افعال بسمل باشی  
 و او را نسخه ایست مسمی به "شکرستان خیال" مشتمل بر نظم و نثر در وصف حکایات  
 غزل و رباعی و قطعه و مثنوی و مخمس و ترجیع بند بدستور دیوان مرتب دارد و در خط  
 زکات شیرین آورده - و درین نسخه بمناسبت شیرینی ذوقی تخلص می کند - و اشعار  
 هندی هم درین رساله می آرد - برخی از آن در فصل ثانی می آید انشاء الله تعالی -  
 در خطبه این نسخه گوید :-

"فخنی نماد که از تصنیف و تالیف این رساله و اظهار میل و رغبت با شیرینی سببی و واسطه  
 "مظنون از باب قیاس خواهد بود اما قسم سه

"بمزدنی قارست نیشکر      که اصل همه آمد آن منقحر  
 "بعشق ز لیبی خاطر پسند      که انداخت در گردن جان کند  
 "بکلوای تر آن فرج بخش جان      بمقراضی آن غم تراش جهان  
 "به پرمغزی پسته خنده رو      که چون سبز بند است زمینه رو  
 "بان نرمی مجله بلگرام      که شبنم زکات از دگر کرده دام  
 "ندارم سربنگ باور کنید      که دارم از و ننگ باور کنید"

”به تریاک هم نیستم آشنا

کنون به که تمهید کمتر کنم

آنانکه پرده از رخ لوزینه وا کنند

نان از تنور بهر مژگین جدا شده است

در کار خیر حاجت بیج استخاره نیست

انجیر را ز شاخ درخت ارجد آکنید

یکبار پوست را ز تنش برکشید آید

هنگام آن شده که اسیران آنه را

آورده ام برای شما شربت انار

گر خاطر شما ز آفتاب خوش نشد

شیرین نشدی ذائقه شکر نشدی گر

فائق نشدی خشکه بدین سان به جلاؤ

چندان به ادب دست نمی داشتمش من

حلوانفرددی به دماغ این همه قوت

نقل بگیه بر زبان یک سه چار و پنج و شش

در قدح بلور کن شربت قند با گلاب

پیده دلفریب را اگر چه ثقیل گفته اند

شاهد آنه ام کف گرفت از کمال شوق

صحن پر از مرغ و کاسه پر از برنج و شیر

مصرع نغز طعم ده چه خوش است ذوقیا

نه تنها دل ز ذوق بر فیم بیتاب نی گردد

هم از تمب کو کنارم را

غزل خوانی مدعا سر کنم

آیا بود تو اضع صحنی بماند

لازم بود که حق غریبی ادا کنند

اهمال در تناول فرنی چرا کنند

پنهان ز چشم بد به لبش آشنا کنید

بار دیگر به کید نه انهم چها کنید

بر کام دل ز محنت زندان رها کنید

نوشش کنید و خلص خود را دعا کنید

چون ذوقی از شریفه و تر بر غدا آکنید

چشم نشدی سیر مزعفر نشدی گر

یاری ده اوروغن و شکر نشدی گر

باشیر و شکر حُب بیمبر نشدی گر

ذوقی همه اجواش برابر نشدی گر

ریزه قند در دهان یک سه چار و پنج و شش

چچ بزین دران میان یک سه چار و پنج و شش

لیک نداردت زبان یک سه چار و پنج و شش

بوسه هم بروی آن یک سه چار و پنج و شش

خوب نمایم به خوان یک سه چار و پنج و شش

خربزهای خوش بنال یک سه چار و پنج و شش

که از یاد زلابی محو پیچ و تاب می گردد



بین بسوی چپاتی بدیده انصاف      که بی دصال تشک جالت نزاران چسیت  
غرض ز موهم برسات اوله و بوندی است      و گرنه این همه تمهید برق و باران چسیت  
چرا نه نیشکر از خرمی بخود      که آل او همه مقبول آمد و منظور  
در تمنای ملاقات شکرایی      آب گردید دل شیر بافت سوگند

## (۱۳۶) ایما - بندگی سید محمد حسن بلگرامی

برادر صغیر میر عبد الواحد ذوقی بلگرامی - گل سر سید چمن استعداد بود - و نهال  
سر بلند قابلیت خداداد - مصور ازل حسن صورت را با حسن سیرت آمیخته - و رنگ  
حیرت در دیده تماشا آید ریحته -

در صغیر سن مصحف مجید را از بر کرد - و در پانزده سالگی فنون عربی و فارسی و  
هندی را فراهم آورد - شعله آوازش دل سنگ می گداخت - و حسن قرائتش ایما  
ساحه را تاز می ساخت -

از آنجا که کسب هوای زندگانی و تحصیل اسباب کامرانی مقتضای عهد شباب است  
در غنفوان عمر از وطن مالوف برآمده شاهزاده عظیم الشان بن شاه عالم را ملاز  
نمود و بهی سرافرازی یافت (پدرش) سید محمد اشرف درگاه دران وقت  
نوکرشاهزاده محمد اعظم بن خلد مکان بود

چون خلد مکان را این عزم ملک جاودانی افراخت - و شاه عالم از کابل  
و محمد اعظم شاه از دکن بداعیه محاربه شتافتند - و در میدان وصولیو بر برت  
دوازده کرده از اکبر آباد تلافی فتنین رونمود - و محمد اعظم شاه در معرکه نقد زندگانی  
در باخت و نسیم ظفر بر پرچم الویه شاه عالم وزید - بعد فراغ جنگ سید محمد حسن  
که جوان نازنین بود و سلاح در بر داشت - تاب حرارت هوا نیاورده به خیمه نمود

آمد و با حاضران گفت سلاح از من بگیرید که تاب و طاقتم نماند- همین که دراز کشید-  
چراغ حیاتش خاموش شد- و مردم خاک حسرت بر سر انداختند و بعد تجوید تکفین بر  
دروازه وصول پور و فن ساختند-

چون راه آمد و شد و اشد سید در گاهی بلاقات پسر شتافت- او خود زیر خاک  
رفته بود- بی طاقتیها کرد فائده نداشت-

جنگ سلطانی بیستم شهر ربیع الاول واقع شد- سید محمد حسن بیست و یکم ماد  
نه کور سه تسع عشر و امة و الف (۱۱۱۹) بر حمت حق پیوست- آیه کریمه "انما اشکوا  
بشيء و حُرَّتِي اِلَى اللّٰهِ" (۱۱۱۹) تا تاریخ رحلت او ست که علامه مرحوم میر عبد الجلیل  
بلکرامی یافته و بگفته است که حال سید محمد اشرف در گاهی تحریر نموده  
این چند بیت تذکرة ایماست :-

جهانش بسکه در بزم تحبیل بناوه پیرا شد	سویای دلم چون مردمک محو تماشا شد
مرکز گردش مانیدست بغیر از دل ما	نخل ما دل ماهم دل ما منزل ما
وصف تو اگر بر لب دریا گذر آرد	از گوش صدف پنبه گوهر بدر آمد
مگر در یاد ما من ز بلبل ناله می خیزد	که بر شاخ گلها در چین چون بال می خیزد
انتخاب از ناز خوبان نیست جز حسن کلام	وای بر بلبل که از گلها که نفس افشاید
کشا و کارم از جمیعت خاطر نمی آید	نش چون غنچه بی چاکب که در آن نخل باسین
رسید قاصد و اشد گره ز غنچه دل	هوای بان کبوتر آید از آن مناسبت
ز تمکین توای ظالم فغانم جو شسته دارد	سکوت گل زندان حق دل مستکین بیل را
نیاز و ناز را بایکد گر خوش جلوه می بخشد	درازبهای دست از من ازود امن کشید

(۳۷) آگاه- سید علی رضا سلمه الله تعالی

خلف الامام میر عبد الواحد زوقی مذکور- همعرو یا رد لپزیر این نقیر است

بحکم ارث گلدسته اخلاق حمیده و نسخہ جامع اوصاف پسندیده -

کتاب مختصرات درسی تحصیل نموده و در فارسی استعداد شایسته بهم رسانده - <sup>تألیف</sup> بد

شعر خوب می رسد - و گاهی خود هم فکر می کند - این رباعی زاده فکر و دست است

بر چیده بود ضمیر پاکت روشن

پیدا است که شرح پیش پا نورد

بی شمع و گریه نمی تواند دیدن

### (۱۳۸) عارف محمد محی عارف بلگرامی

از اولاد خدم محمد رکن الدین بلگرامی است قدس سره که ذکر شریفش در دفتر

اولیاء الله گذارش یافت -

تو که محمد عارف روز جمعه نهم ذی القعدة سستة اثنتین و عشرين و هاتمة و الف

(۱۱۲۲) دست داد - جوانی است سنجیده - زنده بوی است نور سیده - اول شخصی

از دو دمان محمد رکن الدین که چراغ سخن افروخت - در طرز موزونی زمیده نیاض

آموخت - او است

از عنفوان شعور به گلگشت کوچه سخن خراسیده - و در فن فارسی و خند می کمالی بهم

رسانید - بیما شعر مهندی که این فن را خوب ورزیده و غزالی تازه در دام کشیده -

برخی از سبزان هندی در فصل ثنائی نقاب از رخ می کشایند -

با نقیض حقیقت تمام دارد - و همیشه به نامه و پیام مرئی بر دلی ریش می گذارد -

این پسند بیت ثمرات فکر او است

گری محفل من از رخ صہیا باشد

قطع این راه توان کرد بیک قطع نظر

بسکه نیرنگی حسنت بنظر جلوه نمود

رشته شمع من انی پنبه مینا باشد

خار بایت مژده دیدہ بینا باشد

مژده من پر طائوس تماشا باشد

نیست معلوم که چشم زخم من چون می پرد  
شاید از مزگان او آمد پیام بوسه  
مشو برای کبابی با تشی محتاج  
چو سنگ از جگر خویشتن شرار طلب  
چون صریر خامه نبود ناله ام را آفتی  
سرمه می سازد بلند آواز فریاد مرا

### رباعی

ختم آمده منشور ولایت بر تو  
انجام صحیفه هدایت بر تو  
تعقیب خلافت تو بر جا باشد  
چون هست مدار هر نهایت بر تو  
ای دل کردی چه کار یاد تو بخیر  
رفتی بتلاش یار یاد تو بخیر  
در حسرت دیدار کسی خاک شدی  
ای بسط انتظار یاد تو بخیر  
صوفی گوید که ما خدا ایم همه  
زاهد گوید که با خدا ایم همه  
این هر دو بکار خویش ضدی دارند  
ما ایم خدا و با خدا ایم همه

### (۱۳۹) صنایع - نظام الدین احمد بلگرامی

همین نام تاریخ تولد اوست - مطابق سده تسع و ثلثین و مائت و الف (۱۱۳۹)  
جوانی است از عشیره قضاة عثمانی مذهب و مؤدب - در حدیث سن کلام الله را  
یاد گرفت - و در خدمت میر نو از ش علی سلمه الله تعالی تربیت یافت -  
مشق سخن از خدمت میر می کند - و طبع سلیم و ذهن مستقیم دارد - و از قبایه قضاة  
عثمانی اول کسیکه شعر درست انشا کرد - و لای و پسند به غواصی فکر بر آورد اوست - این  
سجانه عمرش بیفزاید - و پایه سخنش را تزقیها کرامت نماید  
این چند شعر نتایج طبع اوست ه

نقش روی یار را مانی به پرکاری کشید  
چون نظر بر چشم او افکند بیماری کشید  
توان زائل نمود از بخت عاشق تیره رنگی را  
کند گر صنعت مشاهد زیبا روی رنگی را

بحر فی کشتگان را زنده سازد کافر حشمت  
 داغ احسان بر تن تابد هست و الای ما  
 هرگز از دور فلک عشرت نصیب مانده  
 در جهان امروز از بس قدر اهل زر بود  
 گرد یکین از جانب مایسکه در دهانش  
 در جهان از بسکه باشد صلح کل آئین مرا  
 در بهارستان غفلت ایمن از غارتگر  
 بسکه هر شب بستره خط تو می بینم بخواب  
 پیش چشم خود از روی نوحطان زاهد  
 هیچ بی برگ و نوانیست نه قبضش محروم  
 آنچه باید در خور بهر شخص سامان می کند  
 تنگ چشمان را ز دولت خوشت افزون می شود  
 شادمانی می کنند از مرگ خود روشندان  
 نام آبار روشن از فرزند صاحب جوهر است  
 اهل همت را چه باک از خصمی بد گوهران  
 بهستی داد جانان و عده یک بوسلم صانع  
 از هجوم داغ ناپیدا است دل در سینه ام  
 چرا ز عشق خود آگاه گردمش صانع

مگر دادند اعجاز مسیحا این فرنگی را  
 از حنارتگی نگیرد دست استغنائی ما  
 سر کشد از شور بختی باده در مینای ما  
 می زند پهلوی بهیسی هر کس صاحب خبر بود  
 در میان ما و یاران سید اسکندر بود  
 می شمارم آفرین هر کس کند نغمه این مرا  
 غنچه تفویرم و نبود غم گلچین مرا  
 سبز همچون بال طوطی شد پیر بالین مرا  
 کسی که منکر مصحف بود مسلمان نیست  
 گزنی نغمه گرفتند شکر بخشیدند  
 دختر ز را بود گهواره از پیمانها  
 مشق بر بند و صدف هرگز آید بدست  
 شد مرا این نکته روشن از لب خندان برق  
 حرمت دیگر به عالم از گهر دارد محیط  
 سنگ ننوا اند کسی بر شیشه گردون زدن  
 چه سازم که خدا نا کرده از اقرار برگردد  
 در سواد خویشتن این شهر پنهان گشته است  
 اگر حجاب نماید ز من بزمی من است

(۱۲۰) سخنور - شیخ محمد صدیق بلگرامی

پدرش قاضی احسان الله امروز به منصب قضاء شهر قیام دارد سخنور کلام الله

را از برکرد و محقرات کتب درسی گذرانید مشق سخن در سایه تربیت میرنوازش علی  
می کند و فکری صحیح دارد - از دوست ه

تا به گلشت چمن آن سر دقامت می رود بر سر قمری چه آشوب قیامت می رود  
می شود سرمایه ناز آن سپاهی پیشه را آنچه از جنس نیاز من بغارت می رود  
بی دماغان جنون از فکر صحرا فارغ اند از خواب آباد دل طرح بیابان ز تختند  
در چمن آید اگر آن غنچه لب بلبل ز شرم زیر بال خود کند چون بقیه پنهان و غنچه را

### (۱۴۱) شبنم - شیخ غلام حسن بلگرامی

خواهرزاده قاضی احسان الله مذکور - جوان خوش طبیعت است - گاهی قندش  
می کند و از میرنوازش علی اصلاح می گیرد - از دوست ه

از بسکه سودم از سر افسوس کف بهم دستم رساند آلبها چون صد فبهم  
ز سنگهای جفا مشکن ای پیری پیکر ترحمی که ترا منزل است شیشه دل

### (۱۵۲) وامق - نواز محی الدین بلگرامی

پدرش شیخ غلام محی الدین فاروقی تن بخشی نواب مبارز الملک سر بلند خان تولی  
بود وامق ذهن درستی دارد - و با کتب درسی اشتغال نموده حیثیت بهم رسانده  
و مشق سخن از میرنوازش علی استفاده می کند - از دوست ه

گر به بینی تو مرا بر سر راهی گاهی چه شود گر بنوازی بنگاهی گاهی  
بسکه در مانده هجرم ز خدا می خواهم وصل هر روزه اگر نیست بماه گاهی  
یاد روزی که گذر داشت به کوبش وامق بود با او نظر لطف تو گاهی گاهی  
بسکه حیران تماشای تو گردیدم نماند در چراغ دیده ام چون دیده بسط فروغ

## (۱۲۳) محزون سیر برکت اللہ بلگرامی

از اولاد سید محمود اصغر بلگرامی است که ذکرش در دفتر اولیاء اللہ سمیت  
تخریر یافت. جوان شایسته است. اکثر به دو اویں و کتب فارسی و اسپید و اخذ  
آداب و شوق سخن از میر نوازش علی نموده. از وی آید سه

ما شقم وصل یاری خواهم      عندلیم بهاری خواهم  
بهر یک بوسه نا امید مکن      کز تو این یاد گاری خواهم  
یا علی بهر قتل دشمن دین      مدد خود الفقاری خواهم  
با گناه ز حد فزون محزون      رحمت از که دگاری خواهم

دعوی یک بوسه از اعلیٰ بخش می داشتیم خط برون آورد و مارا کرد آخر لا جواب  
پس چنین آرای ازل که نویها فصل اول برآورد سپید و دل و دیده تاشا بجا  
را سرایه نشاط بخشید تعلیم گرم رقار عرقها افشاند تا به شادابی این چمن پرداخت. و ز بان  
آتشین گفتار شمعها گلزند تا عرصه این سواد را روشن ساخت. اکنون طوطی ناطقه فائده  
ختم می خواند. و تاریخ اختتام به عرض موزنان نکتہ سخن می رساند

زنوک کلک من نقشه ترا دید      کز تو تصویر حیرانی است بنهاد

اگر تاریخ این تالیف پرسند      بگو "نخیر عالی کرد آزاد"

**فصل ثانی** در ذکر توفیق سبحان هندی **بَجَزَاهُمْ اللَّهُ بِجَارِئَةِ الْحَيَاتِ**  
من هیچچیز از زبان عربی و فارسی و هندی آشنایم. و از هر سه میگذرد بقدر  
حصوله قدحی می پیمایم. در عربی و فارسی عمر با مشق سخن کردم و نورسان معانی را  
در آغوش فکر پروردم. شوق سخن هندی هر چند اتفاق نیفتاد. و فرصت تسخیر سبزان  
این قلم و دست بهم نداد. اما سامعه را از نوای طوطیان هند خطی و افر است. و

ذائقہ را از چاشنی شکر فروشان این گلزمین نصیبی تمکاش۔

معنی آفرینان عربی و فارسی خون از رگ اندیشه چکانیده اند۔ و شیوہ نازک خیالی را بہ اعلیٰ مراتب رسانیده۔ افسون خوانان ہند ہم دین وادی پای کمی ندانند بلکہ در فن "نایکا بہید" قدم سحر سازی پیش می گذارند۔ کسی کہ زبان فارسی و ہندی ہر دو ورزیدہ۔ و با سفیدی و سیاہی آشنائی کامل بہم رسانیدہ۔ بہ تصدیق سخن فقیری پردازد۔ و سچ و دعویٰ خاکسار را بہ مہر شہادت مزین می سازد۔

موزدان زبان ہندی در بلگرام فراوان جلوه نمودہ اند۔ و دماغہا را بہ فرخ صندل تر تازگی و شکفتگی افزودہ۔ لہذا فصل این جماعہ علیحدہ بہ تحریر رسید و شمامہ معطری بہ دست بو شناسان حوالہ گردید۔

## (۱) شیخ شاہ محمد بن شیخ معروف فرملی

عشیہ فرملیان بلگرام در روزگار اکبر پادشاہ عہدگی و اعتبار داشتہ اند۔ لوای فوقیت بر افراشتہ۔

شیخ شاہ محمد دران عہد صاحب ثروت و اقتدار بود۔ و بحکومت احصار قیام داشت۔ و او در نظم ہندی اسناد کامل بود۔ و گوی نکتہ سخنی از اقران می ریزد۔ جمیع ماہران این فن امروز استادی اورا تسلیم می کنند۔ و سخن اورا بجان خریداری می نمایند۔

آورده اند کہ در سرزمین ریبری چند و ار حکومت محلی داشت۔ روزی با فوج خود بہ عزم شکار برآمد۔ اتفاقاً از فوج جدا افتاد و عبورش بر سر دہی واقع شد۔ و رسوا د آن دیہ دختر صحتری صاحب جمال را دید کہ سرگین گا و را پا چہ می سازد۔ نام دختر "چنپا" بود۔ و در ساعد خود زیوری داشت کہ آن را در ہندی



«نهایت» گویند- و ابریشم سیاه در آن تعبیه کنند-

شیخ شاه محمد اشاره بآن زیور کرده گفت :-

“چه خوب بجنور بر کنول نشسته است”

بجنور زنبور سیاه و کنول نیلوفر را گویند- ابریشم سیاه را به زنبور درست را به نیلوفر

سرخ تشبیه داد که در موزونان هند مستعمل است- و عشق زنبور سیاه بر نیلوفر نیز نزد

نکته سخنان هند مقرر چنانچه عشق بلبل بر گل و عشق قمری بر سرو نزد اهل فرس -

چنپا بزبان شکستگی جواب داد که :-

“بجنور نیست گو برونده است”

یعنی جعل که در سرگین پیدامی شود-

شیخ شاه محمد ازین جواب مخطوط شد- و لطافت طبع او را دریافت - داد را بر

اسب گرفته در ربود- و بجانہ آورده تربیت کرد- و او در نظم هندی قائل و در لطافت و

ظرافت و بدیهه گوئی یگانہ برآمد تا بحدی که در نظم هندی از شیخ شاه محمد سبقت برد-

و ملازوان در سوال و جواب شیخ شاه محمد و چنپا بین المجهود مشهور است-

اکثر سوال از شیخ شاه محمد و جواب از چنپا است- و این دلیل افزونی قدرت

چنپا است که سوال را فی البدیهه جواب بهم می رساند-

روزی شیخ شاه محمد و چنپا برکنار دریائے نشسته بودند-

شیخ شاه محمد مصرعی گفت :-

“دهوم جواوت هست ترنگ مون یہ اجر ج مم آه”

چنپا فی البدیهه پیش مصرع بهم رساند :-

“اونل روپ کو کاسنی بجن کر گئی ساه”

شبی در ایام برشکال کرم شب تاب در هوای رفت -

شیخ شاہ محمد آن را ویدہ گفت :-

”سیام رین مین کیتھ اورین چکن کوٹ دس“

چنپا بدابتہ جواب داد :-

”من متھ باری دیٹھ بن پیہ تہ کہو جت پھرے“

دقتی شیخ شاہ محمد از سفر بخانہ آمد۔ چنپا چشم پر آب کرد۔ چنانچہ از نرم دلی رسمزدان ہنود است۔

دران حالت شیخ شاہ محمد گفت۔

”دکم درگ ڈہری سنار مم آیو بھایو ہنہین“

چنپا در جواب گفت :-

”لینہین نین کپہار ملن ہتی تو درس بن“

شیخ شاہ محمد در آخر عمر استعمال ایفون اختیار کرد۔ و اکثر اوقات در شعر بکج

ایفون می پرداخت۔ و چنپا قدرح ایفون می کرد۔ روزے این دو ہا نوشتہ در محل سرایش چنپا فرستاد و ایفون طلبید :-

جل تھنہن بیراگ رپ باری باہن سوئے

چنپا دی پر ہٹائے یہ جوری تہاری ہوئے

چنپا جواب گفتہ با ایفون فرستاد کہ :-

روپ گنواون جگ ہسن تیجی کام کی کہاد

ہون تہہ پہو پنچون ساہ یہ کہان بساہی بیاد

شیخ شاہ محمد در آخر حال بہ قنوج رفتہ اقامت اختیار کرد و ہما بجا ازین

انتقال نمود۔ از منظومات او چند نسخہ متداول است۔

برخی از نتایج طبع او سمت تحریری یابد۔

کچھپ دشت ادر کوئج من سچ پر یواہنت  
 بہرنکی ہوئی گمت سچری تب پھینتی بہگونت  
 کچھ چھوٹی تہ سس سون ب کچ رہی اتنگ  
 مانھ کچن کلس تین امرت پیوت بہونگ  
 پہپ تر این چہنس مانگ نک گچ راہ  
 بدن چندون دیکھت ام کر بہو لو ساہ  
 ال مالا بین گیش آہ کل درسی پتار  
 مرگ مد کرن کو چھوٹی برن پاس تو یار  
 ق بنکت بہر کٹی ملن سوسو بہاجیہ جاگ  
 ادر دہنگ منون نہ کہہ کی پانک پسات کاک  
 میٹ میٹ بدہ بدہ سچت تو کہہ اپمان لک  
 جاگ بدی نہچت سچت بہیو نہ مکھ سمک  
 تو مکھ پانپ امیہ ندہ دیکھت نیت نہ کات  
 نین پچتر اکھت بب پیوت ہون نہ اگہات  
 پریم نین ترنگ چڈہ چہانہ جو میلٹ آئی  
 من پارا گھٹ کوپ تین ابھر دو ہون دس جائی  
 مرگ نین مرگ راج کٹ مرگ باہن مکھ جاہ  
 مرگ انگ مرگ مذنگ مرگ نہچت سرتاہ

این سہ دوہ از چنپا نوشتہ مے شود

ساہانک دن یون ہتے چتون کہنچی اکاس  
 بہیو کھٹولن کوسمی ایک ایک نہہ پاس

تا نه ساه بسارئے يا ادا جیونت  
 هم كمدن تم سر دس كرا كرن سومت  
 بره اساس جرت اب تیه كمت بن نا نه  
 منون سراوت تن تپت پرت جای ده مانه

## (۲) سید نظام الدین المتخلص به مدھنایک

بن سید علاؤ الدین بن سید حمزه بن سید صدر جهان بن سید علاؤ الدین  
 بن سید فاضل بن سید فتح محمد بن سید بده بگرامی قدس سره که ذکر شریفش در  
 دفتر فراق تحریر یافت -

سید نظام الدین شهره روزگار و در موسیقی هندی یگانه ادوار است - در عصر خود متنا  
 و کم می زیست - و صفت مروت و سخاوت به مرتبه کمال داشت و همواره مطلق خاتمی  
 وجود حاتمی را رنگی تازه می بخشید - و در صحبت نکته سخنی و لطیفه گوئی میر مجلسی به او  
 مسلم می شد -

ابتداء حال ذوق به نظم و نثر بهم رساند - و این فن را از استادان عصر سند  
 نمود - و در ناظمی سرآمد برآمد - و کتب محبزه فارسی را مستعدانه درس می گفت -  
 آخر طبع شریفش به علوم هندی مائل گشت - و در شهر بنارس که بناء رس است  
 کتب سنسکرت و بهاکا کسب نمود - و مهارتی عظیم پیدا کرد - و در موسیقی هندی از  
 علم ناد و تال و سنگیت سازیکتائی نوخت - و محقق و مدقق این فن و نایک وقت  
 شد - از اینجا است که مدھنایک تخلص می کند - و دو کتاب تصنیف کرد یکی تا و چند رکا  
 دوم مدھنایک سنگار -

ماهران فن موسیقی هندی در آن عصر از اطراف دور دست بخدمت او می رسید

و مشکلات را به حل می رسانیدند -

نقشهای او مشهور است - و خوانند با در وقت ذکر نام او گوش می گیرند و این ادبی است مصطلح اهل هند - و در کلام میرزا صاحب گوش گرفتن بر سبیل تعظیم بنظر درآمد از اینجا مستفاد می شود که در اهل ولایت هم این رسم معمول است - میرزای فرامید - آتش نفسان گوش ب تعظیم بگیرند - هر جا که من سوخته را نام بر آید خواندن او کیفیت داشت - بعض اوقات وحوش به استماع آن در مقام مستی و حیرت فرو می مانند - تا به انسان چه رسد -

استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب مضجعه فرمود که وقتی امساک باران شد - سید محمد فیض بلگرامی که ذکرش در دفتر فضلاء انت بخدمت سید نظام الدین عرض کرد که از نایکان پیشین تصرفها به عالم ظهور رسیده که برزبانها داغراست درین ایام که قط باران و کار خلق خدا تباه است اگر توانند تصرفی به ظهور رسانند - و به فریاد خلایق برسند - فرمود بنده عاجز است و توانای مطلق جل شانّه بر همه چیز قادر - و صندلی طلبیده در محن دیوان خانه سید محمد فیض گذاشت و بر صندلی نشست - و راگ میکه خواندن گرفت تا آن زمان که مقداری از ابر تنک پیدا شد و حال آنکه بغول مشهور "ما فی السماء قد ساء لکجا" ابری بقدر کف دست در آید - پیدانمود سید محمد فیض عرض کرد که خدمت گرامی بسیار تصدیع کشیدند - و برای تحقیق شدن تصرف این قدر ابر کافی است - بر نخاست تا آن زمان که ابر پهن شد و اطراف آسمان را فرو گرفت و آن مقدار باران بارید که روی زمین طوفانی گشت سید محمد فیض معذرتها کرد و خلایق به دعاء خیر تر زبان گردیدند -

سید را باهند و دختری سندر نام عشق بهم رسید - دختر نیز به جذب عشق کامل دل از دست داد - رفته رفته راز گل کرد - قوم دختر به پرخاش برخاستند - از اینجا که سر رشته

محبت از هر دو جانب مستحکم بود. سید معشوقه را گرفته به شاه آبا و بر دوزیر اسلام پوشته  
در حباله نکاح در آورد. نواب کمال الدین خان بن نواب ولیر خان افغان  
صاحب شاه آبا و مراسم اعزاز سید فوق الحدیجا آورد و مدت اقامت آنجا لوازم  
همانداری نوعی که باید تقدیم رسانند

بعد چندی شورش هندوان فرونشست. و سید به وطن اصلی معاودت فرمود  
و سالها بر مسند زندگانی کامرانی کرد. و غره رمضان المبارک سنه تسع و تسعین و  
الف (۱۰۹۹) به گلگشت روضه رضوان خرامید و در بلگرام مدفون گردید  
مرحمة الله علیه -

چند کبیت از و بقلم می آید :-

:- سکیا برزن :-

سنگ لاگی دولت مکر سر سا کرن چون پان کو چر تر کا هو چتیو  
للت رسن دب بولت کلت دنت ایکده هسن ادهرن هیت هتیو  
اوکت هوت نه سریر کننتی سار چیر کننت مکھ کھتا کو کتقن کھو کبه تبیو  
روس هون سورس ال سنپت نلن جبین دیوس مکھ دیکه کهنسار کا نتهی رتیو  
:- سکلا ابهار کا :-

چندادی چلی چند کھی تن گوره چندن کھورن کھو رین  
دونیہ جوت بڈھی چت جوئھ مانو پای مینکھ کو رین  
جانی نجات جتی چلی جات چھی نہ بات سگندھن جورین  
ہاتھ لیین سرچن کون سوکیو سر پنچ پر پنچہ تو رین  
:- نین برن :-

کاری کجاری اُنیاری جگ مہنی کون تن پنج تار ات ترل تریری ، بین

جیسی مین ساوک جاوک جل پهرین پهرین سوکسیهون رهت نه گهیری مین  
لال مدہنایک سو میر و من موتی کون پٹ پخری پخیر رهت نه میری مین  
ساوک کی سد ہار سو بہا بہا اوہکا رایی مین کی کہنوناں کہ ہون مین پیاری تیری مین  
— چکھ برن گھونگھٹ مین —

جو چتران چت چد ہی نہ بد ہی بدہ بیدن گرنتھ نہ گنا غی  
بہار تھی بہوری کری بہن مین چپ جو گن جوگ انیتھ گنا غی  
جو تگہ جوت جگی نہ تہکی مدہنایک گھونگھٹ چنجل تائی  
جہین دو کول چہی جہلکی اپچھہ براجت اچھہ رجہائی  
— چند کی سیامتا برن —

کوہی چند کی مرکک آنک دیکھیت کوہی چہا پچت بہوتل پرکاس کی  
کوہی اندہکار پیوہی سو دیکھیت کوہی کالمان کلنک انیاس کی  
مدھہ کی ساہر لینون کرتار سب تاہی کی سنوارن بہامان کانڈہ کی بلاس کی  
تاوان تین چہاتی چہید پری مین چہا کرگی وار پار دیکھیت نیلتا اکاس کی

## (۲) دیوان سید رحمت اللہ

بن سید خیر اللہ بن دیوان سید بھیکہ بلگرامی از اولاد سید محمد صغری است  
کہ ترجمہ او در دفتر اول بہ زبان قلم حوالہ شد و او سوای قبائل اربعہ مشہور سیدوارہ  
است و نسب او بہ سید محمود عرف بڈہن می رسد کہ اسم او در ترجمہ سید عمر بلگرامی  
در ہمان دفتر مذکور شد۔

دیوان سید بھیکہ از عظام عہد بود۔ و در سخاوت و شجاعت و مروت و نبیلتی  
شہرہ روزگاری زبست و وجاہت صوری را با وجاہت معنوی فراہم داشت۔ و در

سرکار نواب احتشام خان و نواب محبتشتم خان عالمگیری و نواب مرتضی خان  
والاشاهی عالمگیری صاحب اعتبار و عظیم الاقدار بود

هنگامی که هندول بیانه در علاقه نواب مرتضی خان درآمد - زمینداران  
قطاع الطریق نلوهایی پادشاهی را از دست قاصدان بغارت بردند - نواب  
مرتضی خان بنا بر آنکه سرکشان به تردد و جرئت مشهور بودند متامل شد تا که احکام تدارک  
کند - دیوان سید بهیکه این معنی را از چهره نواب دریافت - و با برادران خود  
شده بر سر مفسدان رفت - و به ضرب شمشیر راجه آن ضلع را با اهل و عیال و شتگیر کرده  
پیش نواب آورد - و نلوهایی مسلم بدست آمد - نواب مرتضی خان نلوهایی را به حضور  
فرستاد - و تردد دیوان سید بهیکه معروض داشت - دیوان مورد تحسین و آفرین  
شد -

دیوان تاسی<sup>۳۱</sup> و یک سال از طرف نواب اخلاص خان غوثی<sup>۳۲</sup> عالمگیری  
به حکومت سیونده و غیره محالات جاگیر نواب مسطور از توابع صوبه اوده  
قیام داشت -

بعد از حال نواب اخلاص خان محالات مذکوره به نواب مرتضی خان مقرر  
گردید - و نواب مرتضی خان بنا بر ارتباط سابق و بواسطه آنکه نقش میر سید بهیکه  
از مدتی در آن الکه خوب نشسته بود - به آرزوی تمام میر را طلبید و حکومت محالات  
تفویض نمود -

قضار بعد یک ماه ازین قضیه نواب مرتضی خان از منصب حیات معزول  
گشت و حامد خان پسر نواب مرتضی خان که در آن ایام حکومت خطه بیسوار  
داشت برای محاسبه پنج سوار از کچهری خیر اندیش خان دیوان لکهنو به احضار  
میر سید بهیکه تعیین نمود - سید ضیاء اللہ بلگرامی که در فصل اول ذکر یافت سفارش



میر سید بھیکه به خیر اندیش خان تحریر فرمود۔ نامہ سید درینجا ثبت می کنم کہ شمع حمال  
میر از ان بوضوح می انجامد۔ نامہ این است :-

”از ان مدت کہ تشریف شریف باین ملک اتفاق افتاد۔ چون حقیقت سکنہ این دیار از داور  
”وصا در سمع شریف رسیده باشد و می رسد چه احتیاج کہ در اظهار وقائع بلگرام بتکرار پذیرد  
”و در سری تحصیل حاصل رود لیکن بقضای ضرورت کہ لازمه بشریت است تکرار اظهار ناچار شد۔  
”حقیقت حضرت قبلہ گاہ دیانت پناہ سیدی میر سید بھیکه کہ از مشاہیر کبار این دیار است  
”یقین کہ مسموع شریف گشته باشد کہ آن بزرگ بعد از آنی کہ پکل سالگی رسید از وطن برآمد  
”مدت پنجاہ سال در خدمت امرا و ملوک گذرانده عی گذازی و دیانت داری را بجدی رشت  
”لکہ مدار عایہ بر سر کار و صاحب اختیار بہر کار گشته سزای تحسین و آفرین شد۔ بالفعل کہ سال  
”دی بہ تود کشیدہ و توای خود را از خدمت بزرگان معطل دیدہ چارہ کار بی آنکہ آمدہ بوطن  
”و نشیند نیافت۔ مرقضی خان مرحوم را چون بردیانت و کمالات او اطلاع می بود غرض خود  
”خود را بر قصد سید مقدم داشت۔ چون الحاحی بغایت کرد۔ آنکار رسید پیش رفت۔ بعد از آنی  
”لکہ عازم این پرگنات شد چل روز تمام گذشت کہ مرغ روح نواب بہ آشیانہ علیین پریہ مژدہ  
”پرگنہ کہ ازین واقعہ متنبہ شدند پیش از آنکہ میر از حویلی برآید کوچہا برسد بتند از آنجا کہ علیہ السلام  
”یقینی است برادران ہمراہ کہ آہن خائی بہ عادت داشتند کاب میر را نگذاشتند خجالت بخش  
”ہر مایہ فساد شدند۔ میر را چون طاقت عود بدہلی نبود ناچار قصد وطن نمود حرکت بی آنکہ تمسک  
”بہ عصا کنند متعذر شدہ بالفعل حالت پیری این و تحمل نوکری آن و شدت افلاس کہ نتیجہ دیانت  
”است زیادہ از آن۔ و طلب کچہری کہ باغوا سی حامد خان شدہ علاوہ بر آن۔ اکنون بجز  
”خدا پناہی نیست۔“

”در چار موج حادثہ کی تا خدا بس است چون تا خدا مدد نرساند خدا بس است  
”مسموع است از حدیث شریف کہ ابن شامین از عتقاء خدا است۔ اکنون بندہ ای خدامی نمیہ

«که ابن تسعین<sup>۹۰</sup> را معتق ندانسته بقید حساب کشند و بتقصیر خدمت یک ماه امانت آن بی گناه کنند جای وحشت است والسلام»

چون این نامه به خیراندیش خان رسید میرسید بهیکه را از مطالب معاف داشت لیکن سید رحمت الله ابن الابن میرمستور که محاسب ممتاز بود به رغبت خود رفته به کچری حاضر شد و بعد حساب فارغ خطی حاصل کرده خود را بخدمت جد بزرگوار رسانید-

میرسید بهیکه به جناب میرسید طیب بن میرعبد الواحد اکبر بلگرامی تقدیم الله السرا<sup>۱۰۹۴</sup> هجریا بعبیت داشت - و بعد خانه نشینی اوقات را به طاعت و عبادت معموری داشت تا آنکه نهم شهر ربیع الاول روز پنجشنبه سده اربع و تسعین و الف (۱۰۹۴) در جوار رحمت آسود - و پائین مزار میرعبد الواحد مدفون گردید-

اما سید خیر الله بن دیوان سید بهیکه همراه پدر خود می بود سید بهیکه عبد الرحیم نامی را متبینه گرفت و او را سرفوج ساخت - سید خیر الله را این معنی گران آمد - و از پدر جدا گردید - و این قضیه یاد از قضیه اسامه بن زید رضی الله تعالی عنهما می دهد-

سید خیر الله در سرکار قبادخان عالمگیری و امراء دیگر نوکری می کرد تا آنکه سید بهیکه و سائط بر اینگخته سید خیر الله را طلب فرمود و او فرمان پدر را امتثال نمود و در جنگی به زخم تفنگ جرعه شهادت چشید-

اما دیوان سید رحمت الله بن سید خیر الله دختر زاده سید لطف الله بن سید حسن بن سید نوح بلگرامی است - ذکر سید حسن در دفتر فضلا گذشت

سید رحمت الله در خدمت جد بزرگوار تربیت یافت - و به نیابت او بسرا انجام خدمت می پرداخت - چون دیوان سید بهیکه را پیری دریافت سید رحمت الله

خیر الله

عرض کرد که حضرت حالا در خانه نشینند و من خدمت بجای آرم جد بزرگوار ملتئم  
اورا قبول کرد۔

سید رحمت اللہ بحکومت جاجم و بیسوارہ وغیرہ می پرداخت و در دنیا  
وراستی دقیقہ از دقائق فرو نمی گذاشت۔ و مدبر و شجاع و صاحب عزم و عالی ہمت  
بود و اکثر مواضع قلب را تسخیر کرد و سرکشان را مطیع و منتقاد ساخت۔ و از سرکار  
خیراندیش خان عالمگیری و از سرکار عبدالصمد خان روشانی و امراء دیگر  
نیز محالات فراوان داشت و با واد و صادر سلوک پسندیدہ می کرد۔ و دست جوڈ  
احسان کشادہ می داشت۔

سید حبیب اللہ

بعد رحلت جد بزرگوار بابر دار اعیانی خود سید حبیب اللہ جانب دکن بہ  
اردوی خلد مکان رفت و پادشاہ را ملازمت کرو۔ روز ملازمت خلد مکان باشا  
محمد اعظم شاہ فرمود کہ این خانہ زاد قدیم ماست و پدرش نلو ہارا از قطاع الطریق  
بہادرانہ بدست آورد۔ سید رحمت اللہ بہ منصب دو صدی و جاگیر از مال سانی پور  
و سید حبیب اللہ بہ منصب صد و پنجاہی سہ افرازے یافت۔ بعد چندی سید  
حبیب اللہ در دکن فوت شد۔ و سید رحمت اللہ بہ جاگیری کہ یافتہ بود  
اکتفا نمودہ بوطن رسید۔ و برای تربیت برادرزادہ خود سید کرم اللہ بن سید  
حبیب اللہ بہ سلیم پور رفتہ اقامت گزید۔ تہ تیغ سید حبیب اللہ با دختر  
سید پیاری حسینی واسطی انامی شدہ بود و سید پیاری سید حبیب اللہ را  
خانہ داماد ساخت۔ ازین جہت اولاد سید حبیب اللہ در انام می بود۔ انام  
بروزن حکام از توابع لکنواست و سلیم پور یکی از قرای انام است۔

آخر سید رحمت اللہ در سلیم پور سیزدہم شہر ربیع الآخر سنہ ثمانیہ عشر و ماتہ و  
الف (۱۱۱۸) بہ رحمت حق پیوست۔ نقش اورا در بلگرام آورده بہ خاک سپردند۔

و در سر کار شاه شجاع بن شاهجهان باو شاه با عزت بسرمی بُرد و او را تفضیفی است "کبت بچار" نام که در میان سخن سنجان متداول است و دهم مذکور در اتنیان النکار در کبت بچار داخل است -

الحاصل چنتا من بعد استماع آن دخل مشتاق دیوان سید رحمت الله شد به تقریب غسل در یای گنگ که از تحت جاجمومی گذر و با قبائل خود به جاجمور رسید - و دیوان را دریافت - دیوان لوازم مهمان نوازی نوعی که باید به عمل آورد - چنتا من نزد دیوان اقامت کرد - و به مناسبت موزونیت صحبت گیر افتاد - و کبتی در وزن "جهولنا چهند" در وصف شجاعت و جوان مردی سید رحمت الله نظم کرد - کبت این است -

"گب گم سنگه جیون سل گل گاج من پر بل گج باج دل ساج و با بر"  
 "بجت اک جلم گهن گهک دندهن کی ترنگ که دهک بهو تل هلا یو"  
 "بیرته کت هیه کنپ در جور سن سین کوسور چهن اور چهایو"  
 "کبو پل پائی تج ناه سناه یہ رحمت الله سرناه آیو"  
 دیوان زری نقد و خلعت زرین سنگین صله کبت بخانه چنتا من فرستاد و بعض رسانید که می خواهم در حضور و الاقامت مبالغت خود را به آئین خلعت آرایم - دیوان زبان به معذرت کشود که این لائق شما نیست - غائبانه قبول باید کرد - آخر چنتا من در حضور دیوان آمد - و سر مجلس کتب را خواند و خلعت پوشید و انعام برگرفت - کبت مذکور در نسخ "کبت بچار" بعد کبت مدح سلطان زین الدین محمد بن شاه شجاع ثبت است -

دیوان سید رحمت الله کتابی دارد "پورن رس" نام - این چند بیت دو ازان کتاب کسوت تحریری پوشده

کاری سٹکاری کری کھری سرس سکار  
 لوٹن ہاری جگت کی لوٹن ہاری بار  
 سوہت بینی پیٹھ پر جوینین پٹ کی بہائی  
 لوٹ ناگن کنول دل انگ پرانگ لگائی  
 مانگ سہاگ بہری الی بب پائی چہب چہائے  
 سیام منون گھنسیام مین چیل لیک لکھائے  
 بہوشہ کمان سمان کی کت تکیت انکھائے  
 کدھ من سوتن تور کی تہارو پیارو پائے  
 آن بان کو کہت ہین نینن بان سمان  
 دی لاگت سالت جو یہ دیکھت بیدہت پران  
 ہوئی ترچہ ہی ترچہ ہی تکیو بہتو بہامنی بہیر  
 چہبہ چتون چت مون کئی کا ڈہت بادہت پیر  
 سندر مکھہ چو کا حک اپمان کو برنی نہ  
 آند مندر مین جڑی ہیرا جڑیا مین  
 کراچائی جہائی تہ دہاری سج انھ بہائی  
 منو چیلادوئی توک ہوئی گری بہوم پر آئی  
 سو برن رنگ مہندی رچو چہلا جڑاؤ ساٹھ  
 ہاتھی دے ساتھی کیو موہن من آون ہاتھ  
 اوپان سندر نکھن کی من آوی نہین اور  
 اندبہ ہواریند کی کلن بہین سر مور  
 چہلا چہلی چہانگین بب چہب مل اک ساتھ

مصرودا کر بن مصر ہر بنش کہ از براہیہ معتبر بلکہ اہم است و در فنون ستار  
و بہا کا مسلم خاص و عام۔ و علامہ مرحوم و را بہ ملازمت امیر الامرا سید حسین علی  
خان رسانید و در سلک نہد ماہ نواب منسلک گردانید۔ دوہیہ و در مرثیہ آبخناب نظم  
کر دہ و بیان واقع بہ عالم اظہار آور دہ کہ سہ

”ہوا نہی او ہوسہ گاہ ایسو کینین سو سیل“

”جیسو احمد ند جگ ہوی گیر میر جلیل“

از غرائب اتفاقات آنکہ چون این دو سہ را عدد کر دہ شد بی زیادت و نقصا  
تاریخ ہر آمد۔ رحلت آن جناب بیست و سوم ربیع الآخر سنہ ثمان و ثلثین و  
مائۃ و الف (۱۱۳۸) واقع شد۔

از منظومات عالی ”سکھ فکھ“ در وزن بھروی ست۔ این چند گل ازان چمن چیدہ می شود سہ

النام پوتھی پر نکئی ایضہ بھائی جیون جڑائی کوٹیکو بہال سہائی

کیس پاس کی پھانس پھانسو لوگ ایک سیام تم اویری الگ سنجوگ

پہلوار کی گھونگھٹ کی یاشین جات سمن باس بن چانین نہیں سہات

واکپول نزل تین دد پن ہار پرت انت جھونھٹی کی مکھ چہار

داتل وکی پترن باڈ ہست جوت دت چیکون دیکھی ہست کوت

لکھ کوت واکریوان اتہہ اہرام ہوئی اتیت کرڈاری سیری سیام

سکھ نہہ جیو موری دیون کیا کوئی کری لاک جہان بچہر بویہت تہائی کوئی

نکھس جھلک ہندی سنگ بون دین چنن لال نرجین ڈاک نوین

بہاد نابہہ کی ترکو کہو نجات کڈل کلی لومندی بہلی یہ بات

بینی پیچھ دو دل متو جو کین لانی چکی باتن من ہر لین

چگل جنگھ سومون اھکو جاے انت باندہیت گنہی کہنن لاسے

کنول سانجھ موندت نہیں کوس سکور      واچرن کو بندت انجل جور

واز منظومات والا سست این چند دو پیر سے

پہلواری بگ بین سے سیخت لی لی باس  
سوکھی رو کہہ پلاس کون رت بسنت کی آس  
رجنی جھنی پیہ سنگ پاؤن روپ بھات  
اب پریتیم پچھری بھی پاؤن پک کی بہانت  
تونا ساکی ڈاھ کی کیر گلی جیت کوکچ  
ہر کہو ٹوٹ کر ہی دیت ہی چوچ  
پیاری تیری چرن کی کہون کہاں نو بھید  
چہن بچھرت جاکی پری جھاوان چھاتی چھید

### (۵) سید غلام نبی بلگرامی

ہمشیر زادہ میر عبد الجلیل بلگرامی - ترجمہ اور فصل اول جلوہ پیراست  
و درین فصل نیز بہ اداسی نازک ہوش رہا

اگرچہ کلمش و قلم و سخن فارسی و ہندی نفاذ دارد۔ اما بہ تسخیر سواد اعظم ہندی  
نوعی پرداختہ کہ سرکشان پای تخت سخن را یک تلم از اوج غرور انداختہ۔ الحق ہیچ  
طوطی در ہندوستان بخوبی کلمش شکر افشانی ننمودہ۔ و ہیچ طاؤسی درین بوستان  
بہ نیزگی فکرش بال و پر نکشودہ۔ جو بہ تیغ ہند از نیزہ حلی بہ این حسن و انمودن جز  
او کہ می داند۔ و چاشنی نمیشکر ہندی از قلم واسطی باین لطف متیاساختن ہیچ او کہی  
تواند۔

میرزا محمد امین چون قصائد عربی فقیر و اشعار ہندی میر شنیبہ۔ حظی کرد۔ و این

قطعه در سلک نظم کشیده

درین زمانه که ارباب فضل کیاب است      ز بلگرام و شخص اند در سخن اُستاد  
یکی امام زمان سید غلام علی      کسی به شعر عرب مثل او نداد  
وگر جهان هنر سید غلام نبی      رساند فطرت او شعر هند را به مراد  
نگاه دار الهی همیشه ایشان را      بِمُؤَسِّلِ عَرَبِيٍّ وَ إِلَهٍ إِلَّا مُحَمَّدٍ  
میرزا جاجانان مظفر دهلوی سَلَّمَهُ اللهُ تَعَالَى فَن شَعْر هِنْدِي اَز مِیْر غَلامِ نَبی  
اخذ نمود-

از نتایج فکر او "سکه نکه" صد و هفتاد و هفت دوبا است که آن را "انگ  
درین" نام گذاشته و دیگر "تایکا برتن" که در سال هزار و صد و پنجاه و چهار هجری  
تصنیف کرده و مطابق این سال دوبا در خاتمه کتاب درج نموده و "رس" پر بوده  
نام مقرر ساخت معنیش آنکه ازین کتاب تسلی و خاطر جمع در بیان رس می شود-

مخفی نماند که نزد اهل هند مقرر است که تغیر و کیفیتی که در انسان از دیدن یا  
شنیدن چیزی پیدا شود- و بعد از آن استغراق کامل دست و پد آن را "رس"  
گویند و آن نه حالت است- و کتاب "نورس" که ملا ظهوری دیباچه آن نوشته  
این معنی هم دارد- نو در هند نه را گویند- از آن نه حالت

اول- "سنگار رس" که عبارت از کیفیت کمال محبت است که مرد را از دیدن زن  
یا شنیدن اوصاف او پیدا می شود و همچنین کیفیتی که زن را از دیدن مرد یا شنیدن  
اوصاف او بهم می رسد-

دوم- "باس رس" که عبارت از کیفیت کمال ضحک است-

سوم- "کرن رس" که عبارت از کیفیت کمال غم است-

چهارم- "رودر رس" که عبارت از کیفیت کمال تهود است-



پنجم- "بیرس" که عبارت از کیفیت کمال شجاعت و سخاوت و غیره است

ششم- "بهیمانک رس" که عبارت از کیفیت کمال خوف است

هفتم- "بهیتس رس" که عبارت از کیفیت کمال کراهت است

هشتم- "اوپرت رس" که عبارت از کیفیت کمال تعجب است

نهم- "سانت رس" که عبارت از حالتی است که در آن حالت همه لذتها محو شود و

همه نیک و بد یکسان نماید- فواصل فضاء این حالت ترک و تجرید است-

و درین کتاب اکثر مقامات را که از مصنفین پیشین کم کسی به تحقیق آن رسیده میرسد

و نازکی تمام آن مقامات را حل نموده مثلاً فرق در میان اقسام دهبیرا و کهندتا و

فرق در میان یچن بد کدلا و سوین دوت و فرق در میان گریا بد کدلا و بود کدلا-

و سبب جدا شدن انبه سبنوک و کهندا و گریا و ماننی از بهشت نایکا با وجود شریک

بودن این مجموع در او شتها بهید که مراد از اقسام حالات است خوب بیان کرده-

و دیگر مقامات که تفصیل آنها اطالت می خواهد بوجه احسن ضبط نموده- و در اینجا دو اختراع

مضامین دقیق و خیالات نازک چه قدر قوت فکری صرف کرده- تمام نسخه از اول تا

آخر تمثیلات تام دارد- و مجموع کتاب انتخاب و سحر حلال واقع شده-

و سوای این دو کتاب کتب متفرق متضمن مضامین لطیف بسیار دارد و "سلین"

تخلص می کند- لین بمعنی محو است یعنی کسیکه در رس محو باشد-

درین مقام صد و بیست و پنج دوا از هر دو نسخه به مراعات ترتیبی که در کتاب است

انتخاب زده- و چند کبرت چیده ثبت می شود-

اول- از انک درین

:- منگلا چرن :-

سوپادت یا جگت مون سرس نیه کو بهاے

جون تن من تین تن لو بالن لٹھ بکاے  
 :-: جورا برن :-:

چند کھی جورد چتی چت لینہون بہیچن  
 سیس اٹھایو ہی تھر سس کو پا پہو جان  
 :-: ارن مانگ پاٹی جت برن :-:

تین مانگ نہ ارن کن من جگت کون مار  
 است پیری پری دہری رکت پیری تروار  
 :-: بہونہہ اینتھ برن :-:

اینٹھن ہون او تر ت دہنگ یہ اجگت کی تان  
 جیون جیون اینٹھت بھرو دہنگ تیون تیون جڈہت ندان  
 :-: کرن مکھت برن :-:

مکھت بھئی گھر کہوئی کی بیٹھی کانن جاے  
 اب گھر کہوئا اور کی کیجئی کہا اد پاے  
 :-: نتر برن :-:

ترنگ دپٹھ آگین دہرین برنن دل کے ساکھ  
 تیوری چکھ مکھ کی جگت کیو چہت سب لٹھ  
 :-: کاجر برن :-:

ری من ریت پختہ تہ نیمن کی چیت  
 بلکہ کاجر خ کھائی کی جیہ اورن کی لیت  
 :-: کاجر کورین برن :-:

تہ کاجر کورین بڈہی کیہ پورن کب پنچھ

لکھیت کہنجن اچھ کین پچھ الکچھ پر پچھ  
 :- نترن کی لال ڈوری برن :-  
 انجن کی دورت نہیں لوین لال ترنگ  
 کورن پک دورن لگت تور پورن کو رنگ  
 :- ناسکا برن :-

چھاک چھاک توناک سون یہ پوچھت سب گانو  
 کئی نواسن ناس کی لھو ناسکا نانو  
 :- لنکن برن :-

تھک تھکن نتھ پاس لئی پانی ناسکا ساتھ  
 مارو روپو جگت تیوٹ ٹوٹ دولت ہاتھ  
 :- پناری برن :-

للت پناری کلت یون نست ادھر سکمار  
 منون اہی بہاست پریو چھہ انگری بہار  
 :- ادھر برن :-

تیرس دتیا دوہن سس ایک روپ نچ ٹھان  
 بہور سانجھ کہہ ارئی بہئی ادھر تو آن  
 :- مہندی برن :-

بارہ منگل راس کن سوئی سب من آئی  
 ابھیہ دو ہتھیرن دس نکھن مہندی بہئی بنائی  
 :- سکمار تا برن :-

لگت بات تا کو کہان جا کو پچھم گات

نیک سانس کی چھوک میں پاس نہیں ٹھہرات  
:- رومادل برن :-

اٹل اور روا سنگھ میں رومادل کی بھیکھ  
پرگھٹ دیکھٹی سانس کی آواگون میں ریکھ  
:- پیٹھ کی نال برن :-

نہیں پیاری پیٹھ تو کینھو دیٹھ بچار  
وہسک گئی بہہ بہار تین بینی کی سکمار  
:- کٹ برن :-

سنیٹ کٹ سچم نہت تکت نہ یکھت نین  
دیہہ مدہ یون جانی جیون رسنا میں بین  
:- جنگھا برن :-

سیس جٹا دہرمون گہ کھڑی رہیں ایک پای  
ایتی تپ کہ لی تیو ہین نہ جنگھ سبھامی  
:- پگ تل برن :-

لکھ پگ تل کی مرولتا کب برنت سکپانہ  
من تین آوت جیہ لون مت چہالی پر جانہ  
:- ٹکھ برن :-

دوت وا اوت نکھن کی بہنی کون کب ایس  
پای پرت چہت جاہ کو بہیو چند پیہ سیس  
:- تترپ انگ برن :-

مکھ سیس نہ کہہ چکور اورتن پانپ لکھ میں

پگ پنگ دیکھت بھنور ہوت نین

## دوم۔ از رس پر بودہ

— پریت بہاؤ —

تو بہت تو ترینہ کو اچھو ہر ہیہ آئی  
سرت سسل سیخٹ رہت پپہل ہون کی جائی  
— سکیا —

دہرت نہ چو کی نگ جئی یاتین ارمین لائی  
چہانہ پری پر پر کہہ کی جن تہ دہرم نسائی  
— الکرت جو بنامکدا —

یون بالا جو بن جہلک ار جن مین درسائی  
جیون پر گٹ من کو بچن بیہ پترن مین آئی  
— تو جو بنامکدا —

جیون بیہ تنہ باڑہت کلا جو بن سیمس ادہکات  
تیون سستانس تمر گہٹ چب دت پھیدت جات  
— پنخہ —

اےست پین تو ارج از نکست جہلک سبحائی  
اگس نکس سب تین کی پری جین مین آئی  
— گیات جو بنامکدا —

سکھن کنت لون تہ نین کج تک بہس لجات  
انوکل کلین چتی الین ہلس رہ جات

— اکیات جو بنا مگد ہا: —

دادن باند ہی سانس میں ہو سکھن سون لائی  
سو میرین بیہ تہور ہوئی بیہ میں اسی آئی  
— نیو دہا مگد ہا: —

سکھن کہیں لال آہرن نیک نہ پھرت بام  
من ہن من سچت ڈرت. ہرم لال کی نام  
— بشریدھنٹو دہا مگد ہا: —

ہنست ہنست رت بات لہ یون روئی کہہ تیہہ  
دک دک جیون دامنی نا جہین برسی مینہ  
— پنچھہ: —

تہہ اگیان ارگیان میں پریم نہ دیت جائی  
جن گنگ یہہ پائی کی رہی سرستی بہائی  
— مگد ہا کی سرت آنت: —

یون میخت کو اوللا ابلن انگ بنائی  
لی پہپ کی باس لون سانس نہ پائی جائی  
— مدھیہا: —

پیہ تیہ پلن کیاٹ کٹ نہ کہہ لیہہ درگ کور  
کہلت پریم کی جوتین مندت نیم کی جور  
— پنچھہ: —

رمین من پادت نہیں لاج پریت کوانت  
دھون اورا پنچہ پھرے جیون ببتیہ کو کنت

:- مدھیہا انت کا ما :-

یون تہ نہین لاج مین لست کام کی بہائی  
لیوسل مین نہہہ جیون اوپرہین درسائی  
:- مدہا کی پیرت :-

کان پرت مرگ لون پری مرچہ لن کی پران  
کنٹھ ٹھنک نوپر چھنک دھن لئی جب تان  
:- مدھیہا کی پیرت :-

دست رمن پیرت یون لاج مدن میں چھاک  
جیون رتہہ ہانکت سار تھی دھون لیک کون تاک  
:- پروڑا :-

جب بنتا برکھ راس مین رب جو بن چمکائی  
مدن تین پرت دیوس مدہ لاج سیت گھٹ جائی  
:- پروڑا کی سترانت :-

ڈہرک پری کہون اربسی نکھہ کچ سیس سہائی  
ترن چھپیو منون کر سکھ دوتج نکس درسائی  
:- مدھیہا دھیرا :-

لکھت ہتی درگ کمل لئی چور بدن رب اور  
اب اخھ ان چند ہست کر بو نین چکور  
:- مدھیہا دھیرا :-

بہی بد آئی تم رکھی میری ہت ٹھہرائے  
ہاتھ پرت ہو اور کی پائین پرت مو آئے

-: مدھیا دھیرا دھیرا :-

کت بنولیت نھڑکی یہہ پونچھت گہہ ہاتھ  
دھن افسوا گھن بوند لون جھری بات کی ساتھ  
:-: پرور ہا دھیرا :-:

پاگ دھرن پیری کہری پیہ مکھہ پری سنہار  
پہول جھری کرین دہری آنکھ بہری جھجھکار  
پرور ہا دھیرا دھیرا

نین لال تک رس دری کچھونہ بولی بال  
بانہہ گہت ہین لال ارہنی تورا رمال  
:-: جیشٹھا کنشٹھا :-:

کن پچتریہ کہیل بل دینھون تمہین سکھائی  
موٹھ ماروا کی درگن موکھہ ماندت دہائی  
:-: پرور ہا دھیرا :-:

ڈری گانٹھ جو بال ہیہ ہی نہ کیہون ناٹھ  
پرگٹ بال مدہ گانٹھ لون بہئی گہت ہین ہاتھ  
:-: اوڈا پیر کیا :-:

نین اچل چل منج تو دوا و بدہ من رنج  
منج پت لاگت کج ار اپت لاگت کہنج  
:-: انور ہا پیر کیا :-:

روکھی ہو جن باس لون چوری دیت جنائی  
بنان جڈھن سرنیہ جو پڈھیونیہ سرائی



بہ سہا مانیا:۔

مکت مال لکھ دھن کیویہ اجکت ہے نا نہ  
گنگ تھاری اربسی شو میری ارمانہ  
:انیہ سبنہوک دکھتا:۔

تیری پاس پرکاس پر نیہ سباس بسائی  
موکارن لیا ئی نہین آئے آپ لگائی  
:پریم کرتبا:۔

پیہ مورت میری سدا را کھین درگن بسائی  
ڈریت گوری دیہہ یہہ مت سونری ہوئی جا ئی  
:روپ کرتبا:۔

جو بن لہہ ان روپ ٹہنگ اوہت گت یہ کہین  
آپ جگت کون مار کے ہتیا موسر دین  
:ماننی:۔

دہرت ماننی درگن یون انسوا بند بسال  
منون مانسر کنول تین جہرت مکت کی مال  
:سوا دہین پتکا:۔

نرکہہ نرکہہ پرت دیوس نس تہ چکہہ پیہ مکھ اور  
کل جان ال ہوت ہین سس انمان چکور  
:انگنٹھا:۔

سکھی کہا جیہ ساج کی آج نہ آئی نا بھہ  
گرہ بہولی کہگ لون پھری مومن سو جن مانہ

:- کہنڈتا:-

پیٹن مکہ مکہ لون دری تہ چکہ انسوا آئی  
منون مدہ کر مکند کون اگل کئی پھر کہاٹی  
:- پیر لبد ہا:-

لکھ سنگیت سولون رہی یون تہ نار نوائی  
منون بنی شیو کی کرئی سبل کام کون پائی  
:- کلنڈھتتا:-

الی مان آہ کی دسی جہاریو ہر کر نیہ  
یتو کردہ بس نان چہتو اب چہوٹ ہی دیہ  
:- باسک سجیا:-

تہ سکہ سچ بچہائی یون رہی باٹ پیہ ہیر  
کہیت بنائے کسان جیون رہت بیخہ اوسیر  
:- ابھارکا:-

ایسین کامن لاج نین پیہ بین اگلت جائی  
جین سلتا کو سسل پون سامھین پائی  
:- پنخہ:-

انگ چھپاوت سرب سون چلی جات یون نار  
کہولت نج چھٹا چنٹی ڈہانپت گھٹا ہنار  
پرو گھٹ تیکا

نس جگای پراتھ چہت پران مجوری ہال  
انگ نگرین برہ یہہ یہو نیو کتوال

—: کمکھت تیکا:—

پھلین پاکہ نہ آہو جو اسا ڈہ کی مانس  
پر تمہ جھڑچیت باس لون نکسی پیہو سانس  
—: کچھت تیکا:—

پیہ کی چلت بدیس کچھو کہہ نہہ سکی لجور  
چرن انگوٹھا تین رہی داب پیچھورا چھور

کردی یہ جو چکنین ہرنت لائے سینہ  
برو اگن جو چھنک مین ہون چیت اب کیہ  
—: کمکھت تیکا:—

ہراون سن پتھک مکہ اگن ہر کہہ سینہ  
نکھتین سکھ لون بال کے ہٹی چکنین دینہ  
—: کچھت تیکا:—

اوت لہہ گہنسیام کی آن دیس تین پات  
چیلہ ہوئی چکن لگیونیہ نہی کو کھات  
—: آگت تیکا:—

سکھی پھرن سسر کی ہوئی لہلی ترنٹ  
بیل روپ پر پھلت ہی لہہ بسنت سوکنت  
—: اُتھا:—

کیہون اوکن انگ کو لکھین نہ ہت کی جور  
پیہ مینک مکہ کی بھی رونی نین چکور

:- مدہما :-

پیہ سنگہ سنگہ رہت بکھہ بکھہ ہوئی جات  
تہہ ورین پرت بنت لون تیری گت درسات

:- ادہما :-

جیون جیون آدرسون للن پانپ دیت بنائی  
تیون تیون بہامن مین لون کہن کہن انیھت جائی  
:- پیت نایک :-

جب تین لالں روں کو کون لے آئے سنگ  
تب تین شیو لون آپنی کر را کہی اردہنگ  
:- انکول نایک :-

نئی بسن جب ہوں سجون تب پیہ بھرم لجا تھ  
بن پر کہے دہن بچن کی ہیر سکت ہین نا تھ  
:- وچھن نایک :-

ساگر دچھن دہن کی سم برنت ہین پرت  
وہ ندین یہ تین سون ملت ایکہی ریت  
:- سٹھ نایک :-

ہیر ہیر مکھہ پھیرکت تانت ہو نہ نہ ندان  
بان بدہ کا ہوں نہین را کہی چڈھی کمان  
:- دہر شٹ نایک :-

کا لہہ گیو ہی آپہین موہ سو ہین کہا ٹی  
آج سیس جاوک لیٹن پھر لوٹ ہی پاٹی

:- اویٹ نایک :-

آئی وہ پانپ بھری رننیں آج انہاں  
جنہہ بوڈن نکس لکھیں نکست بوڈب بران

:- بیسیک نایک :-

لال ادہر ہیرارون جنہہ سہرن تن ساتھ  
دیجی کھہ دہن لیائے جو کجھی تنہ دہن ہاتھ

:- روپ ماتی نایک :-

بار بار ہیرت کہا درپن مین چت لائی  
نیک لکھونج بدن سون رادہی بدن ملائی

:- پروکھت نایک :-

اگن روپ بن ری برہکت جارت ہی موہ  
تیہ تن پانپ پامی کے بور مار ہون توہ

:- سہرورن درسن :-

جب تین موہ سنائی تون کہے کا نہہ کی بات  
تب تین درگ مرگ لون چلی کانہین کون جات

:- سپن درسن :-

جاگت چور جو پائی دور لاگے ساتھ  
سپنن کوچت چور کیون آوی اپنن ہاتھ

:- چتر درسن :-

چترہ چتوت چتریون رہی ایک ٹک جوئی  
متر بلوکت را دری کہو کون گت ہوئی

— سوٹکھ درس :-

جیون پیہ درگ لال بہنوت تہ بدن کل کے اور  
تیون پیہ مکھ سس کی بہی تہ کی نین چکور  
— دونی برن :-

کیچی سکھ گھنسیام ہون آج پون کی رنگ  
انھ چپلا چکامی ہون لیاے تھاری انگ  
— نایکا کی استت :-

کسک کسک پونچھت کھاجسک مسک انمان  
کھسک جائے گی ٹھسک یز نیک سسک سن کان  
— برہ نو بدن :-

کہا کہون داک دساجب کہک بولت رات  
پیوسنت ہین جیت ہی کہان سنت مرجات  
— بسنت رت برن :-

کہون لیاوت بکست کسم کہون ڈلاوت پائی  
کہون پچھاوت چاندنی مدہ رت داسی آئی  
— نریدہ بات برن :-

سرورمانھ انھامی ارباگ باگ برماے  
مندمند آوت پون راج ہنس کی بہاے  
— باک برن :-

کلیپ برچھ تین سرس تو باگ درمن کون جان  
ساگر نکسو نکھن کون جل جنترن مس آن

## گر یکیم رت برزن

دھوپ چٹک کر چٹیک ار پہانسی یون چلائے  
مارت دوپہر بج تیر یہہ گر یکیم ٹھک آئے  
—: پنچھہ :-

چھٹ نہ لی نل نیر جل دل سچ چہت تین آئی  
نرکھ نڈاگھ انیت کون چلیو بہان پین دہائی  
—: جل کیل :-

ہر چھینٹ یون تین کر لہہ جل کیل انند  
منون کمل پھون اور تین مکتن جھورت چند  
—: پیاوس رت برزن :-

پاوس میں سر لوک تین جگت ادبک سکھ جان  
اند بدھو جا میں سدا چہت بھرت ہین آن  
—: پنچھہ :-

جھول جھول تیر سکھت ہین گنگن چڈہی کی ریت  
آج کالھہ مین آئی ہین سر نارن کون جیت  
سرورت برزن

چند بدن چمکای ار کنبجن درگ پیر کاے  
سکل دھرا کون چہلت یہ سروا بچھرا آے  
—: ہمیت رت برزن :-

ہیت سیت کی درن تین سکت نہ او پر جائی  
رہیو اگن کون پاے کی دھوم بھوم مین چھائی

—: سسرات برزن:—

پرگت کہیت یاسرین روکہہ روکہہ کی پات  
پچرن کون چت ہون دہرن سوکہہ جات ہی گات

—: لیللا ہاؤ:—

سیام بھیکہ سچ کی گئی رادہی درپن دہام  
بھویو بھیکہ جگت بھئی جرت دیکھی تب سیام

—: بلاس ہاؤ:—

درگن جور انٹھلاے ار بھوہین کر بلسای  
کامن پیہ پیہ گودین سود بہرت سے جای

—: لالت ہاؤ:—

سکل بہو کھنن کون جرب توجہب رہی سنگار  
پی کنھہ بدھ انھہ بہارٹی پیہ مین جیہی نار

—: پچمت ہاؤ:—

سیام لال ان تلک تو یہ رنگ کینون مال  
سوتن کو رنگ سیام دی رنگیو سیام کو لال

—: بیوگ ہاؤ:—

بات ہوئی سودورتین دیجئی موہ سنائی  
کاری باتن جن گہو لال جو نری آئی

—: کلکنچت ہاؤ:—

شوسر کی سس مین شوانک نج چھانہ بہرائی  
ڈری جہکی روئی پھر ہنسی آپ کون پائی



—: بجھرم ہاؤ:—

بیندی ارن کپول دی لال دھونان بھال  
ایجھ بدھ کھنہ من ہرن یہہ چلی نویلی بال  
—: بودھک ہاؤ:—

مانگ یج دہر آنگری ڈھاپ نیل پت بھال  
اروہ نساکن چھت پیہ سین بتای بال  
—: مدہ ہاؤ:—

روپ گرب جوہن گرب مدن گرب کی جور  
بال درگن مین مد بھرن آوت چلین ہلور  
—: سو بھنا اداہرن:—

ایک سکھین کرلی چہرین ہنت چکورن دہای  
ایک بہنور کی پھیر کون مارت چنور ڈلای  
—: کانت اداہرن:—

کر مملتا لہہ کھٹی کمل مردلتا باس  
تو توان کی من کی سبرن را کھٹی آس  
دیسپت اداہرن

چند جہان بدہ مکھہ رچی تن چینا سو ٹھان  
تا پراوب دہری کھری تو تور پوجی آن  
دھیرت اداہرن

دیپ تھاری نیہ کو برت رہت ہیہ مانخہ  
بات چہون دس کی سہی بھکت کیسھون ناہنہ

:- آٹھ سانوک بہاؤ:-

پیہ تک تہک اوہ برن کہہ پلک سویتین جہاے  
ہوٹے برن کنیت گری تہہ انسوا دھراے

:- سنگار رس اداہرن:-

موہن مورت لال کی کامن دیکھ سو بہاوی  
رجھ چھکی موہی جکی تھکی رہی ملک لای  
سجھوگ سنگار اداہرن

لی رت سکھ پریت جیون رچی پریا اور میت  
راونو پرن بین بھی ایک رستان کی جیت  
:- اتھ بیوگ مدہ سرتا نراگ:-

جاہ بات سن کے بھی تن من کی گت آن  
ناکہ دکھائین کامنی کیون رچھین موپران  
:- پوریانراگ مین درشتا نراگ:-

ہین شکیا مانہہ متھہ دیشھہ رچی کون دار  
مومن ماھن لی کئی دیہہ وہی کون دار  
کرمان اداہرن

پیہ درگ ارن چئی بھی یہہ تہہ مکھ گت آئی  
کمل ارنیا لکھ منون سس دت گھٹی بنائی  
:- وان اپائی:-

پھٹی ہین نج گرن کنہ لال مالتی پھول  
جھٹھ لھہ توہیہ کمل تین کڈھی مان ال تول

## بھیدا پائی

روس اگن کی آنچ تین تون جن جاری ناہنہ  
تھہ ترور دہیت نہین رہیت جا کی چھانہ  
—: پرسنگ بدھیس اپائی:—

کمت پران جورین کون تپوت ہین کرمان  
تی سب چکئی ہونہ کی اگلی جنم ندان  
—: پریاس بیوک:—

سوامناون کون گئی برہن پہپ منگے  
پرست پہپ ہشتم ہی تب شیو دی چڈھے  
—: کرنا بیوک:—

سکہ ائی سنگ جنہ تچ گئی پیہ مم رچھا کاج  
سوء پران دکھ پائے کی چلیو چھت ہی آج  
سندیس

پکڑ بانہ جن کردئی برہ ستر کے ساتھ  
کہیوری وانٹر سون ایسی کھیت ہاتھ  
—: پائی:—

بتھا کتھا لکھ انت کی اپنین اپنین پیہ  
پاتی دے ہین اور سب ہون دیہون یہہ جیہ

دیگر نایکا برن بزبان ریختہ دروزن رباعی بستہ کہ این در رباعی از ان  
ا۔ سکیا

از بسکہ حیا دوست ہی وہ مایہ ناز اس طرح سون ہی اس کے سخن کا انداز

ہاتھن اٹھائی گٹ گریون پچکائے دواو ہنوں نچائے ات نین ٹکائے کے  
نیو بجائے جب بہائے سون دہرت پائی لاگت ہی گت آئی تیری پگ دوائے کے

## (۶) سید برکت الدقدس سرہ

اسم سامی در فصل نقراو شعرا شیرازہ جمعیت این اجزا است  
گاہی میل بہ شعر ہندی می نمود۔ و معانی عرفان را بہ زبان ہند ادا می فرمود۔  
”پییم پرکاس“ نام رسالہ دار شملبر دواو کبت و بشنید و دہر پد وغیرہ کہ در مردم دائر  
است پیچی تخلص می کرد قدسی از اشارش ثبت می شود ۵

چکھ جوگی کنٹھا گرین ارن سیام اور سیت  
آنسو بوند سمرن لیئن درن بھیجا ہیت  
پیمی ہندو ترک مین ہر رنگ رہو سامے  
دیول اور سیت مون دیپ ایک ہین بہاے  
انٹیاتن کی اپٹی من ٹیوا بھیو مور  
سور جادے کر گیان سون بنی پیم کی دور  
من پچھی تن پنخرا پانپ بھرو امول  
پیار و پور و کردیو توہیں توہیں نت بول  
تم دیپک ہم ہین پٹنگ اجگت کھے سنائی  
بن دیکھین نہیں رہ سکون دیکھین رہو نجائی  
ہون چکئی واسندھ کی جہان نہ سورج چند  
رات دیوس نہیں ہوت ہی نان دکھ ناخہ اند  
من پارتن کی کہری دہیان گیان رس موی

برنبھ اگن سون پہونک دی نرمل کندن ہوی  
 جہان پیت تہان برہ ہے جہان سکھ دکھ کر دیکھ  
 جہان پھول تہان کانٹ ہی جہان درب تہان سیکھ  
 جم جن بورا ہوئے تون دورت گھیرت آن  
 ہم تو تب بین دی چوگی پیران ناٹھ کو پران  
 ہم کسان ہمت کھیت کے بروین دھیان کے دہان  
 لونین گیان کے ناٹھ سون ہووی درس کھلہان  
 نئی ریت یا پیت کی پھلین سب سکھ دیکھ  
 پاچھین دکھ کے جیل مون داڑ کری تن کیجھ  
 من بند ہو واکیس سون ڈھونڈ ہو کیٹو بار  
 ہو لو کاری برن کو تا کو کہا بچار  
 ہت کینون سکھ جان کے پڑی دکھن کی بھیر  
 کیا کیجی من ہوی گئی کڈوا کڈ ہتین پھیر  
 یومنون بالغیب کون آنکھ موند من پیل  
 سیکھو گرسون یہ جگت آنکھ مچون کھیں  
 سیاہم ہو سانچ سون سر نر آدمی کوی  
 پریم جت تادین پر جگمگ جگمگ ہو  
 تو نہیں تو نہیں جو چھوٹے ہو نہیں ہوسے  
 جہار بچھاوی کامری رہی اکیلا سوے  
 رکت پان پکوان تن ہیو رسوین سار  
 بیٹھی برہار ادوی سدا کرت جیو نار

میاموہ من مین بہری پیم پنٹھ کون جائے  
 چلی بلائی حج کون نوی چوہے کھائے  
 ادوہ گئی آئی نہ ہر کریو نہ ہر چت چاؤ  
 برہاتوہ اندہی موئل ڈھول بجائے

## (۷) میر عبد الواحد ذوقی بلگرامی

سابقہ فصل اول بیان نمودہ شد کہ اورا رسالہ ایست سہی بہ "شکرستان خیال"  
 در وصف انواع شیرینی درین رسالہ طوطی ناطقہ اش طرفہ شکر ریزی کردہ و اشعار  
 ہندی را بہ زبان شیرین ادا نمودہ - از انجاست ۷

برنون واحد کون بدہ کٹن کی دت جوت  
 رین اماوس جاہ لکھ پورن مانسی ہوت  
 کئی بار پھر پھر کے رنسان پھر پھر کمات  
 پھر پھرنے کی لگت ہی پھر پھرنے کی بات  
 — بکیت —

میٹھی ہی نہت ہی سبھائی بہائی نینن کی جاکی رس چاکھی کو ہسی لچات ہین  
 پھیکلی او بھیسی سب کھائی کے کہا کہون ہیرا کی سی جوت دیکھی پھولے نہ سات ہین  
 کھانڈ کی کبیلی مدہ ات ہین پیوت ہنس رنسان کی پیاری ہی اوٹھن بلات ہین  
 ایسی سکار ہین ہی اولی بارون کاپلی کی دھیٹھ کی لکھین دیکھو ٹوتی نہوجات ہین

## (۸) محمد عارف بلگرامی سلمہ اللہ تعالیٰ

جوان قابل صاحب فضائل است - ترجمہ او در فصل اول گذشت شعر

ہندی خوب مے گوید۔ و مضامین دلنشیں مے آرد۔ بر خے از ان درین جریدہ  
درج می شود۔

## از سکھ مکھ دو با

:- منکلا پجرن :-

بال بال کے بال کو بیوری بھید نہ پامی  
سکھ نکھ تین بالن ہین کنگی لون نہ سمای  
:- مینی برن :-

سدھیو متھ مین من لئی جگ کرت انیت  
بینی تیری سیس مدہ کرت کو مینی ریت  
:- مانگ برن :-

بھچھو ہیتو کے نان پچھو اندا بد بہچ سوے  
مانگ بھیکھ جھلکت سوہیہ راکی کلا جو کوے  
:- انک سدھی جت :-

لال بیندلی جت انک لکھ آوت اپمان  
پہن ست انگ ینگ کے من دجو کہین پٹان  
:- نتر برن :-

لکھ چکھ مین بہر بہا دام مانون لیکھگ مین  
چکھ پدیرکھ کرت ہت لک دینہی ہی این  
:- انک :-

کنج تھکی لکھ چلیتا کورنگ چکی لکھ رنگ

مین جلی درگ پین لکھ چھب لکھ چھلی ترنگ  
-: اکھ :-

بس پھیلٹ انکی لکھت من پاوت نہیں چین  
کن پرکاش نج گن کرین برچھک راس توئین  
-: کرن برن :-

گنیا کیون کہہ سکت تہ ستماسیت پرکاس  
جاکان پت کی کرت مکت ناک پیئ باس  
-: ناسا برن :-

اچت ہے ایکی کمل ایک نال مین آئے  
او بھت ناسا نال چت چکھ بب کمل لکھائے  
-: نتھ برن :-

تہ نتھ کی جھولن زکھ لہنی من یون پای  
مکتن ڈاریو ناک مین سنگ ہنڈورا آی  
-: کرن مکت برن :-

مکت بھئی جدپ توڈ ناک باس تو آس  
کانن کانن مین اجون تب ہت کرت نواس  
-: لالری برن :-

نتھ موتن نج لالری راجت ہی اینھ مود  
مکت رمت منون ناک پراند بدہوگھ گو د  
-: ادہر برن :-

ادہرامی دہرہیت کنھ بال سدا دہرہال



سینچو اوٹھن ناس مگ ادھر گاڈ مر نال  
—: مسابرنن:—

لسامات رس مسابا کپولن سو بھ  
دھنسا الی ال کل مین پھنسا سوربھ کی لو بھ  
—: دسن برنن:—

لکمیت کچھو اتپات سوالی دسن ہی ناٹھ  
بھان اودی ہون دیکھٹی نکھت بال بدہ ماٹھ  
—: دس برنن:—

دسن مکت کی ہوت ہی جھان ہمنن درسائی  
بیج کھری دب جات ہی پھول جھری بھ جائی  
—: مکھ جوت برنن:—

انگ نہ انگ مینگ کی او مرگ انکھو ناٹھ  
تو مکھ دت لکھ رسن جردیو راک ہیہ ماٹھ  
—: مکھ جوت برنن:—

مکھ دیپ وابدن کی اپان ہین سب ہین  
جا مکھ جوتن ہوت ہی رجنی پت دت چہین  
—: مکھ باس برنن:—

ڈاگر ڈاگر تو بگر کی گنجت مدھکر پیج  
کینو تو مکھ باس نی ہون کنج بن کنج  
—: تھو دہی برنن:—

تو ٹھوڈی سو بھا چتئی کیون نہ لال لپانہ

سکھان کیجی کون سراپان بوڈی جات  
—: گٹ برن:—

ای ری تیری لنک تین اکھ روپ سرات  
جاتین سب پرکاس ہی وہی نہیں ورسات  
—: اکھ:—

کٹ اڈیٹھ کون ایٹھ لون بیہونٹھ بدھ سنگ  
پرگٹ بیہو ہی بھیکہ دھر جگ امیک کوٹنگ  
—: کام بھون برن:—

تیری نابھ تر کوالی برن کرت سکات  
بدہ پنج ہیہ سکچت جہان اوپان جات لجات  
—: چرن برن:—

اھل کھل واچرن کی لہٹی نہ ستمنا این  
جا پر ہنورن سون سدا بہرمت ہین جگتین  
—: ایڈی برن:—

تو ایڈن سکھان کی ہین اپان سب ہین  
موڈہ بوڈھ جا برن ہوی اند بدھو پد لین  
—: گات برن:—

اپان کو او لاگت نہیں واتن اوپ انوپ  
جات روپ سی گات لکھ جات روپ کو روپ  
—: چھت برن:—

چھب چھلکت منہ چھلکت تین من لاگت اپان

ہوت اودھی سس کی منون سمدل اولتھان  
 :- سکمار تاپرن :-

کیون وہ بھوکھن کنگ کی سجئی اٹک سکمار  
 نیٹھ نیٹھ مگ ڈگ دہرت نار مہادر بہار  
 :- سو بھا برن :-

بن جیور جیہ برہری تاتین بدھ پکار  
 ستواری ہتیار لون راکھی بہوکن ٹار  
 :- سکھ نکھ پورنتا :-

پرتم پنجو سکھ نکھ برن عارف نیٹ اجان  
 بدھ جن جان سدھاریو چھیمو بدھ ندان

## از سکھ نکھ کبت

:- جورا برن :-

کید ہون بدہ بدہ بدان چھند بند کر باند ہیو گانٹھ سوہت اسیت ہے  
 کید ہون رس میپک کی للت نوین لتا سندر ادوار پہل تا کو چھب دیت ہے  
 کید ہون کام نٹ کہری کندن جہری بین دہری تلین کوئی دان پران کو لیت ہے  
 کید ہون ہم سان پین بدن بیٹھو آسن کئی کید ہون تیرد جو رونیہ کو نکیت ہے  
 :- مینی برن :-

کید ہون رتن حسان ہین کے سکھا پی سوہی دمار ترن تھو جائے ادھک سکھ دینی ہے  
 کید ہون مین کیتن نکیت کے لینی سوہی کید ہون نب رسنا کے سچم سینی ہے  
 کید ہون کل پدم کے للت تا کے پرت سندر سو دیں سوہی ال ال سینی ہے

سکھان سو بیکھ آدرس کی سہاونی ہی کید ہون منوہنی کی موہنی سی مینی ہے  
 —: نتر برن :-

کید ہون مین کیتن کی سرکی ہین اوبھی مین کید ہون پنج سرجو کی سرادوات ہین  
 کید ہون پھلت ارن سر سچ تاین نیل کنج را کھی تا کی سو بھاسرات ہین  
 کید ہون جوری بھوری کل کھنجن کی رخن ہی رسک ملند کید ہون دنپت بکھا ہین  
 پنٹ نویل ال ہلی میم سیلی کید ہون تیری سپھہ اچھہ میری چچھن سہات ہین  
 —: مکھ برن :-

باسرن ہو ایتو اوت امل جوت واکونس ہی مین اد لوکی لوک لوک ہے  
 بہان مد مان یا سکے مہان سمان مان بہین دن واکون دن پردیہ سوک ہے  
 پورن پرکاس سدا سدا کو نو اس دیکھو بہت دوکھت جاتین نت سوت کوک ہے  
 یا کون نکلت نکلت لکھو ہی واکون نیروکھ چند بال چند سم کوک ہے  
 —: ناسا برن :-

سکھان اکھنڈ سک تنڈن کی کھنڈن ہی منڈن مکھ منڈل کب ابھلاکھی ہے  
 تل کو سمن تلوتول تن پادئی بنین توین کیتن کی چھین بدہ بہا کھی ہے  
 سکھان امل مہا کو مل نوین ات روپ سر سرج کلی کی سب تا کھی ہے  
 راجو پنج نیہ تین بدتا تاتہ مکھ دیپ تا کی دت ہیت ناسا باقی سم را کھی ہے

### اروج برکا برن

کاندیکے کول کید ہون کام کیل کلا کر کوک دوی اسوک چت کھت بسیری ہین  
 جو بن تنک ماتو مد کی ترک تنک ناکی کل کینھ کج بھیکھ جک تیری ہین  
 کید ہون کاہوسدہ ہیکی سادھنان تین ہم لتا سو پھل بھی ہی تا کون بیکھ کب چتری ہین  
 کاکا سروج ہین منوج مانسر ہیکی کید ہون جب جوج سی اروج تہ تیری ہین

## —: راجی برن —:

کید ہون منہ تھ کیا نے من بس کر یوں جلد پان پر منتر پانت ساجی ہے  
کید ہون پیہ منکے منور تھ نین کج ڈاری کندکاری ات چھب چھاجی ہے  
درپن اور پین کی تیب کوری کو جاتین نپک کد چھب کوٹ کٹ ناجی ہے  
گری پیہ راجی دیت سوتن کو باجی یتیری روم راجی بدھ ایسی بھہ ساجی ہے

## —: جان برن —:

کری جوئی رہین کر سا کر کری ہی دیکھ نیت اچنھا بھری رنجاکت چھاجی ہے  
سندر سرت دت سو ہو نت راجت ہی رچنا رچرچ کرن راجی ہے  
ات ہن سروپ ڈھاری روپ ہیکسی سانجی مانون کار یگر ٹین اچھی متھ ساجی ہے  
سکھان ترلوک کی سکیل سوچ سوچ ات میری جان بدہ جان جان تہ ساجی ہے  
—: نو برن —:

روپ کو کیدار سم سندر اجرتا میں ترل کنگ کیسی لتا در سات ہے  
کید ہون چھری کھری کلد ہوت کی نور ہی جا کے چھب مرچن کی چھتا چتر ہے  
نوپر نوین نیلن کی نگن جلیوتا کو کر دیٹھ انیتھ اپمان سہات ہے  
ہونرن کی پانت تامرس کے سمن پر سکھان سمو لہ سکھ سون اگہات ہے

## —: پد برن —:

پدم نہار بار پناک پد کار میٹھو باسر سرن واکون ہوت دن کر ہے  
سانجھ مرجھائے جھوم جھکت ہی سوچ سوچ نلج بیہات کری پھیر مر پر ہے  
کول الم مہات ہین سرنک لکھ اپمان بھکت بھی کری کاہ سر ہے  
ایری پرت بنب تیری بدھیکو جیہ جان لینہی ہی کل اجون رمان نلج کر ہے  
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّہُ کہ خامئہ خوشخرام بہ منتہای این قلمور رسید۔ وسیا حتے کہ

آغاز کرده بود به انجام رسانید - و به اقتضای ترتیبی که درین تالیف اختیار افتاده ختم کتاب بر نظم هندی دست بهم داده - چه مضایقه - بعض الفاظ هندی جزو فرقان عظیم است و جواهر سلک کلام قدیم -

شیخ جلال الدین سیوطی رحمه الله تعالی در تفسیر "در منشور" می گوید تحت قوله تعالی طوبی لهم و محسن ما یب" اخرج ابن جریر و ابوالشیخ عن سعید بن مسروح قال طوبی اسم الجنة بالهندیة"

و نیز شیخ جلال الدین سیوطی رح در تفسیر آیه کریمه سندس خضر از شید صاحب کتاب بریلان نقل می کند "السندس رقیق الدیبا ج بالهندیة"

و نیز شیخ جلال الدین سیوطی رح می فرماید "اخرج ابوالشیخ عن جعفر بن محمد عن ابیه رضی الله عنهما فی قوله تعالی یا ارض ابلعی ماءك اشربی بلغة الهند" علما فصاحت اتفاق دارند که این آیه افسح آیات قرآنی است و ابداع بیانات آسمانی و وقوع لفظ هندی در کلام مجید نظام خصوص درین آیه بلند پایه از عجائب است -

ختم این کتاب در سنه ست و ستین و مائه و الف (۱۱۶۶) بوقوع پیوست - و خاتم آرام طلب تاریخ ختم چنین نقش بست مولفه

هكذا نو نهال موزونے کرده ام سبز در ریاض سخن  
سال اتمام آن خرد پرسید گفت آزاد "ختم او احسن"  
چشم از یاران و ادرس و عزیزان میجانفس آنکه اگر گوشه چشمی برین متاع  
حقیر اندازند - و با وصف عدم لیاقت منظور نظر اتفاقات سازند مخلص را به ارمغان

له در منشور جلد راج صفحه ۵۹ مطبوعه مصر -

له اتفاقان صفحه ۷۱ مطبوعه مصر ۱۳۰۹ جلد اول -

له در منشور جلد ثالث صفحه ۳۳۵ -

دعائے یاد آرند۔ و سبزه احسانے بر مزار خاکسار و گذارند۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ  
 عَلٰی سَيِّدِنَا خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِمْ نَهَايَاتِ الْاَوَّلَيْنِ وَ الْاٰخِرِ  
 دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

در احصائہ اول میں مقدمہ مذکور ہے۔ جس میں - تمام دواور اسباب تاریخ میں جنوں کی  
 جناب رسالت کا صلہ و در ان کے اوصاف کے لئے لکھا گیا ہے۔ اس کے ضمن میں مسلمانوں کی  
 ابتدائی تاریخ اور مشرکین عرب کے مظالم کو تفصیل بیان کیا ہے جن کی - افعت کے لئے مسلمان  
 ملو مانغا ہے پر مجبور ہوئے۔ اس کے بعد اشاعت اسلام کے واقعات بیان کئے ہیں۔ اسلام کی تعلیم  
 اسلام کی اصلاحات پر گہری نظر ڈالی ہے۔ اور انہوں نے ہی خصوصاً مسئلہ جہاد کے فلسفہ کو سمجھایا ہے۔  
 اور نتیجہ نکالا ہے کہ جب اسلام اصول انصاف اور قوانین فطرت کے مطابق ہے اس لئے  
 آسانی کے ساتھ لوگوں کے دل نشین اور دنیا میں مقبول ہو گا۔ یہ مقدمہ (۱۲۸) صفحات کا ہے۔

۲۱ احصائہ دوم - مقدمہ کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ جس میں تمام غزوات کے  
 حالات درج ہیں۔ قرآن - حدیث - فقہ اور تاریخ کے ناقابل تردید حوالوں سے ثابت کر دیا ہے کہ کئی  
 اسلام کی تمام لڑائیاں دفاعی تھیں۔ اشاعت مذہب میں آپ نے کبھی جبر و اکراہ سے کام نہیں  
 لیا۔ اسیران جنگ کے متعلق یورپین مؤرخوں کی افراط و تفریط کی نقلی کھو ل دی ہے اور پورے  
 طور پر ثابت کر دیا ہے کہ حضرت نے اسیران جنگ کے ساتھ ہمیشہ نہایت رحمانہ و مہربانہ برتاؤ کیا۔  
 (۳۱) احصائہ سوم - میں تین حصے ہیں پہلے غیمہ میں ہند و جہاد کی صرفی - اسلامی و انقیادی قوا  
 کے تحقیق کرنا، یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید میں یہ الفاظ بمعنی جنگ و جدل استعمال نہیں ہوئے۔  
 دوسرے حصہ میں انڈی غلام اور جرم بنانے کی تردید کی ہے تیسرے غیمہ میں ان آیات قرآن مجید کے حوالہ  
 درج ہیں جن میں دہائی لڑائیوں کا ذکر وارد ہوا ہے۔ ان مباحث کے ذیل میں مصنف علامہ نے تاریخ  
 تفسیر و فقہ کے ائمہ و مآل حل کئے ہیں مثلاً داخل عرب کے انسار و موطن کی تحقیق - جرم و جرم کی لغوی  
 تشریح - بنو نضیر بنو قریظہ اور دوسرے یہودیوں کے قتل کی فرضی داستانیں - غزوہ خندق کے متعلق تعلیم  
 مسعود کی تقریر پر بحث - جنگ بدر کے اسباب - تعداد و جات - غلامی - تسری کے مباحث خاص طور پر پڑھنے  
 کے قابل ہیں۔ بیان - ماریہ قطبہ - اردنی بی زینب کے حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ غرض کہ یہ کتاب مسئلہ  
 جہاد اور اس کے متعلقہ مسائل پر اس خوبی سے لکھی گئی ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی۔

اس کتاب کے پبلشر مولانا عبداللہ خاں صاحب کے نام سے علم دوست اصحاب بخوبی واقف  
 ہیں جنہوں نے نگین حسن اورہ اندر الکرام اور عظیم الکرام فی اسقاء الاسلام اور  
 تحقیق الجہاد جیسی دواور دہائی کتابیں شائع کر کے ملک قوم کی عظیم الشان علمی خدمت انجام  
 دی ہے۔ خان صاحب عوصوف نے اس کتاب تحقیق الجہاد کو بعض دیگر شائع کر کے اسلامی اثر پھر میں ایک



قابل قدر اضافہ کیا ہے۔

مولوی علامہ حسنین صاحب پانی پتی کا نام نہایت ترجمہ کی خوبی و عمر کی کمال ایک مثال ہے۔ انہوں نے جو ترجمہ نے جابجا نہایت عمدہ و دقیق نوٹ لکھے ہیں اور اس کے بے مثل ہونے کا مزید مستحکم ہے۔ یہ کہ یہ ترجمہ وادجہا شمس الصلا مولانا الطاف حسین صاحب پانی پتی کی نظر سے گزرا اور ان کی مٹھن ہوا ہے۔ خود یہ مولانا مولوی عبداللہ خاں صاحب نے بھی خاص طور پر نہایت توجہ و احترام اس کی تہذیب و ترتیب کی ہے۔ مختلف مروجہ نے انگریزی میں جو حوالے دئے تھے خان صاحب کے صفحات بھی پڑھئے ہیں تاکہ تلاش کرنے والے کو آسانی ہو اور دوسرے حوالے تلاش کر کے پڑھ

کر دئے تاکہ مختلف کے بیان کو مزید تقویت و تائید ہو۔ انگریزی میں آیات قرآن کا فقط ترجمہ تھا۔ نہ لے اس اردو ترجمہ میں اہل دین کو جمع کر دیا اور نصف کلام میں اصل آیت لکھ کر مقابل میں اس کا فقیر اردو ترجمہ لکھا ہے۔ انگریزی سے عربی کے اسماء و اعلام کے نقل ہونے میں جس قدر دشواریاں ہیں صرف علمی مذاق رکھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ خان صاحب نے نہایت قابلیت و محنت کے ساتھ سیکڑوں کتابوں کی مدد سے ان مشکلات کو بھی حل کیا عرض کر آپ نے اس کتاب کی تصحیح و تفسیر میں نہایت حق ریزی اور کمال تحقیق و تدقیق سے کام لیا ہے۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ آپ میں جو کام بڑی بڑ کے اقدار سے ہوتا ہے وہ انہوں نے تنہا انجام دیا۔ جس کے لئے وہ مبارک باد اور شکر تہ کے مستحق ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کتب خانہ اصفیہ کا ایسا عظیم الشان بے مثل اور نادر خزانہ کتب اگر موجود نہ ہوتا تو یہ حقا ممکن نہ تھا۔ اب پبلک کو اس لاجواب کتاب کی خریداری کر کے قدر دانی و امداد کرنی چاہیے تاکہ مدراجہ کو دوسرے مفید کتابوں کے شائع کرنے کا آئندہ حوصلہ ہو سکے۔ صرف مولوی چراغ علی صاحب کی بے مثل اور قابل قدر (۴۵) چھوٹی اور بڑی مذہبی کتب رسائل قابل اشاعت موجود ہیں۔ اس کی شروع میں مولانا مولوی عبدالحق بی اے علیگ کا مختصر مگر دلچسپ و مفید مقدمہ شامل ہے۔ اس کے کتاب کے (۴۲) صفحات ہیں اور نہایت عمدگی سے مطبع رفاه عام لاہور میں چھپی۔ اس کی قابل قدر قیمت میں قیمت نہایت کم یعنی فقط (۵۰) ملاوہ محمولہ اک مقرر ہے اور کتب خانہ اصفیہ حیدر آباد لاہور میں عبداللہ خاں صاحب کے پتہ سے مل سکتی ہے۔

شمس اللہ خاں  
حیدر آباد لاہور

۵ شوال ۱۳۳۱ھ ہجری  
مطابق ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء

